

مفتی مسماہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی  
کے فکر انگیز خطبات کا مجموعہ

# خطبات علی میاں

جلد دوم  
دعوتِ اعرابیت

تبع و ترتیب  
مولوی محمد رمضان میاں صاحب  
مدرسہ اسلامیہ، نوری، ٹنڈی، گجرات

دارالاشاعت  
انڈیا، لاہور، پاکستان  
2013/7/68

ہاجتنام : قلمی و شرف عثمانی دارالاشاعت کراچی  
 عبارت : اکتوبر ۱۹۷۷ء علمی گرافکس پرنٹنگ پریس، کراچی۔  
 صفحات : 416 صفحات

﴿.....لئے کے پتے.....﴾

بیت القرآن اردو بازار کراچی  
 بیت العلوم 20، بھدروا بازار  
 تعمیر کنندہ: پنجوٹ بازار، علی آباد  
 کتب خانہ شہید بہاء الدین گیت دلی بازار، اردو پبشری  
 بھٹو دلی، ایک ایجنسی، تعمیر بازار، پشاور  
 بیت الکتاب، القائل، اشرف الہ دلی، ممکن، تہلی، کراچی

لدارۃ المعارف، جامعہ دارالعلوم کراچی  
 ادارہ اسلامیات، ۱۹۰، لٹل گل، لاہور  
 مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور  
 مکتبہ اہل بیت، ۱۱، پتلی، روڈ، ملتان  
 مکتبہ اسلامی، ۱۹، لٹل گل، لاہور  
 ادارۃ اسلامیات، ممکن، چوک، اردو بازار، کراچی

# انتساب

مستہ ان دنیا میں مغربی یورپ سے لیکر ہر صغیر بند کے آخری  
مشرقی کنارہ تک کے دماغوں پر قرعہاں روائی کرنے والی عظیم  
درختی درگاہ مصری مادر علمی جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری  
ٹاؤن کے نام، جس نے ہر دور میں ایسے نابھ روزگار و رجال  
پیدا کئے، جنہوں نے گردشِ دوراں کے مصائب سے ٹکرا کر  
وہ فقید المآل کارخانے سرانجام دئے جس پر تاریخ اسلام رشک  
کرتی ہے اور تاقیامت کرتی رہے گی!



## فہرست عنوانات

۱۹	تہجد کی حکمت
۲۱	عزت انسانی
۲۲	(۱) ہدایت و تبلیغ کی اہمیت
۲۳	شیخ اشرف قادری
۲۴	دورانیہ بیعت کی مناسبت
۳۸	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۰	تکونانی اصول و اصول
۴۱	بیعت کی حکمت
	بیعت کی مناسبت
	(۲) بیعت کی مناسبت
۴۲	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۳	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۴	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۵	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۶	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۷	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۴۸	(۳) خواجہ قاضی: علامہ علی خدمت میں
۴۹	مہاجرین کی حالت کے متعلق
۵۰	مہاجرین کی حالت کے متعلق

صفحہ	عنوان
۷۰	خدا کا نام بیگانوں کو بگاڑنا ہے
۷۱	ازواج کی زندگی ایک عذاب ہے
۷۲	مغربی تہذیب کا زوال شروع ہو گیا
۷۳	سکون کی تلاش
۷۴	احتیاج اور احترام
۷۵	(۴) انسان خود پرست بھی ہے خود فراموش بھی
۷۶	انسان کینے سب سے محبوب اپنی ذات ہے
۷۶	ایک تہذیبی طعن
۷۷	اس زمانہ کی خود فراموشی
۷۸	الحاصل کوشش
۷۹	سکون کی انسان پر حکومت
۷۹	ذرائع مقاصد بن گئے
۸۰	دولت مند بننے کی ریس
۸۱	سکون کے اخلاق
۸۱	تاجر اور خریدار
۸۲	دولت کا ضرورت سے زائد احترام
۸۳	مقام انسانیت
۸۳	انسان کا اصل دشمن
۸۳	آنکھوں کی جوس
۸۴	مذہب کو کسی ستارے کی ضرورت نہیں
۸۵	آزادی کی حفاظت

صفحہ	عنوان
۸۵	یورپ زندگی سے مایوس ہے
۸۵	مسلمان قوم کا فرض منصبی
۸۶	ہر چیز اپنے مقام سے ملتی ہوئی ہے
۸۷	(۵) جرمن قوم کے نام
۸۷	مظہیر جرمن قوم
۸۸	جرمنوں کی خصوصیات اور جو مسل منہ کی
۸۹	جرمنوں کی بدقسمتی و ناکامی
۸۹	"گڈ شیپ عالمی جنگیں اس نے لڑی جنہیں
۹۰	اس ظہیر قوم کی اسے واری کیا تھی
۹۱	جرمنی نے کیا غلطی کی؟
۹۲	ایک نرسپ آٹھا
۹۳	گلبرگ سے جہاد
۹۳	اسلام سے یورپ کی بحروں
۹۴	اسلام کی نہایت سے بے پناہ اسباب
۹۵	اسلام سے دوری اور زندگی پر اس کے نتائج و اثرات
۹۵	دنیا کا مظہیر خلا
۹۶	نئے انقلاب کی ضرورت
	(۶) آزاد اسلامی ملک میں اہل بصیرت اور
۹۸	اصحاب خیر کی ذمہ داری
۹۸	ایک تاریخی حقیقت

صفحہ نمبر	عنوان
۹۹	بیماریات و اسیریت
۱۰۰	مرد کا مشہور ہم
۱۰۶	(۷) اسلامی، ملکی و علاقائی جاہلیت کا الیہ اور اس سے بستی
۱۰۶	اسلام کی حریت سے فائدہ اٹھانا ہے
۱۰۸	بہت سی اسلامی قومیں ہیں جو سوائے عربوں کے رہے
۱۰۹	ملائیوں کا اسلام نے نہ تو کسی غلطی سے نہ کسی غلطی سے
۱۰۹	اسلام کی قومیں یا ملت
۱۱۰	تو عرب کے آواز سے آواز ہے
۱۱۲	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۱۳	یہ ہے اسلام
۱۱۴	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۱۵	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۱۶	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۱۷	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۱۸	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۱۹	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۲۰	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۲۱	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۲۲	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۲۳	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان
۱۲۴	اسلام کی جامعہ اور اس سے انسان





صفحہ	موضوعات
۱۳۶	ملا-سب آئیے خدا پر
۵۳	بھوکے ملے، بھوکے ملے، بھوکے ملے
۱۵۰	اللہ کی حمد سب سے بڑے عمل کا اجر دیا
۱۵۵	امیرِ نیا ایسا نہیں
۱۵۸	سب اپنی بات کہتے ہیں
۱۶۲	(۱۰) توحید کی حقیقت اور اس کے آثار
۱۶	جو حقیت ہو، یہی امرِ عالمات سے انکار
۱۶۳	شرک
۱۶۴	اشقیوں
۱۶۵	انہر
۱۶۶	انہر کی بات
	(۱۱) شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ چودھویں
۱۷۲	صدیِ اخیر میں "میت و میرت" کا پیکر مثالی
۱۷۳	میرت و میرت
۱۷۴	انجمن کی حقیقت
۱۷۵	حضرت مدنیؒ کا رسولِ انہر
۱۷۸	(۱۲) میرت کا پیغام موجودہ دور کے مسلمانوں کے نام
۱۷۹	بہشت و جہنم کا پیکر
۱۸۰	انہر کی بات

صفحہ	عنوان
۱۹۴	(۱۳) مسلمانان کا مقام اور پیغام
۱۹۵	عربوں کا حال
۲۰۲	ہمارا منہب
	(۱۴) عصری تعلیم حاصل کرنے والے مسلم نوجوانوں سے
۲۰۴	مستقبل کی پیشین گوئی
۲۰۵	دنیا کے اسلام کا مسئلہ
۲۰۷	ایک تعلیم الود
۲۰۷	نئی نوجوانی نہ ہوتی
۲۰۸	یورپ میں تعلیم پانے والے نوجوانوں کی امداد کی
۲۰۸	اپنی کوتاہی سے بلند ہونا چاہئے
۲۰۹	صرف سائنس دان درانچہتر ہونا کافی نہیں
۲۱۰	اچھی آپ بہت پہنچ کر سکتے ہیں
۲۱۱	بعثت ملی
۲۱۱	اپنے کو پالینے
۲۱۳	(۱۵) تعمیر انسانیت
	جب تک موسیقی میں زبانی کارخان اور بگاڑ کی صلاحیت
۲۱۲	نہ ہو کوئی اسکو بگاڑ نہیں سنا
۲۱۳	خود غرض انسان
۲۱۲	اصلاح اور سدہ حاد کی مختلف تبدیلی اور تجربے

صفحہ	عنوان
۲۱۶	دل کی تبدیلی کے بغیر زندگی تبدیل نہیں ہو سکتی
۲۱۶	غیر ہمتی کا علاج یہ ہے
۲۱۸	ایثار کے دو اقسام
۲۱۹	انسانیت کا درست انداز سے سرسبز ہوگا
۲۲۰	انسانیت کے صحیح نمائندے
۲۲۱	غیر ہمدلی کی زندگی
۲۲۲	خواہشات کی تسکین سکون کا راستہ نہیں
	اللہ کے بغیر خواہشات میں اعتماد پیدا کر کے ہیں اور صحیح
۲۲۳	قومیت اور مصداقیت طے کرتے ہیں
۲۲۵	ہمارا پیغام اور ہمارا وعدہ
	(۱۶) قائم عالم کے درمیان امت مسلمہ کا حقیقی ارمان
۲۲۶	مہربانیاں اس کے لئے ہیں کہ ان کا جھٹکا نہیں ملے
۲۲۷	اس کی جھٹکا نہیں ملے گا کہ ان کا جھٹکا نہیں ملے
	یہ ہے امت مسلمہ کا جھٹکا
۲۲۸	یہ ہے امت مسلمہ کا جھٹکا
	آخری بات
۲۲۹	(۱۷) قائم الانبیاء کی تشریف آوری دنیا کیلئے رحمت
۲۳۰	(۱۸) جاہلیت کسی خاص عہد کا نام نہیں

صفحہ	عنوان
۲۵۸	(۱۹) انسانیت کا پیچہ مشرق و مغرب کے نام
۲۵۸	مشرق و مغرب کے درمیان پہنچ
۲۵۹	اس پہنچ کا سبب
۲۶۰	اس پہنچ کے دو مضامین
۲۶۰	تاریخی تبدیلیات
۲۶۲	مشرق و مغرب کی ترقی
۲۶۳	مشرق و مغرب
۲۶۴	تبدیلیات کی تاریخ
۲۶۴	اس تبدیلی کا سبب
۲۶۶	انسانی تعلیمات اور متمدنیت
۲۶۷	تعلیم اور متمدنیت کا فیصلہ
۲۶۹	تعلیم کی اصلاح کا پیچہ
۲۷۰	تعلیم کی اصلاح کی ضرورت
۲۷۱	تعلیم کی اصلاح کی
۲۷۲	تعلیم کی اصلاح کی ضرورت ہے
۲۷۲	تعلیم کی اصلاح کی ضرورت ہے
۲۷۳	تعلیم کی اصلاح کی ضرورت ہے
۲۷۳	تعلیم کی اصلاح کی ضرورت ہے
۲۷۵	(۲۰) اصل مقصد زندگی انسان کی زندگی
۲۷۵	انسانی زندگی کا مقصد

صفحہ نمبر	موضوع
۲۸۰	اسلامی قاعدہ بنانی کی
۲۸۱	خلفہ جہاد کی ضرورت
۲۸۲	چند صورتیں انبیاء و ائمہ
۲۸۳	وہم و اضطراب
۲۸۴	(۲۱) موجودہ دور میں جہاد متعلق مسلمانوں کے لئے
۲۸۵	راؤ عمل
۲۸۶	مسلمانوں کے فرائض
۲۸۷	(۲۲) ملک و ملت دونوں خضرہ میں
۲۸۸	پولیس، لوٹ کی تربیت
۲۸۹	محاصرہ کی حکمت
۲۹۰	جہاد کی اہمیت
۲۹۱	(۲۳) موت کے بعد زندگی
۲۹۲	ایمان و آخرت کے فوائد
۲۹۳	(۲۴) آج دنیا پر فتنہ غرض اور بد اخلاقی کا ماحول
۲۹۴	چھپایا ہوا ہے اسے چادروں سے روکا نہیں جاسکتا
۲۹۵	قوت و آئینہ انداز
۲۹۶	اصل نام و نسب
۲۹۷	عظیموں کے سونے کا خزانہ
۲۹۸	غور و غرض اور بد اخلاقی کا ماحول

صفحہ	عنوان
۳۲۴	اس کا علاج
۳۲۴	موجودہ حالات قدرتی اور انسانی ذہنیت و تربیت کے نتیجہ میں
۳۲۵	جنگوں کا ذمہ دار کون
۳۲۶	اندر کا الما واپار کو بھوک رہا ہے
۳۲۷	نیک نیتی کی کوشش میں امریکہ کی ناکامی
۳۲۷	ملک کے لئے سب سے بڑا خطرہ
۳۲۸	یورپ اور ہندوستان کا فرق
۳۲۸	اخلاق کی قسمیں
۳۲۹	پہلوروں کے پیچھے اگلے ہوئے اخلاق
۳۳۰	سب سے بڑی روہتی اور ملک کی وفاداری
۳۳۱	مسلمانوں کی غلطی
۳۳۲	ایک کشتی کے سوار
۳۳۳	(۲۵) ایک مقدس وقف اور اس کا متولی
۳۳۵	جسوں کی بے اثری
۳۳۵	غریب خاندان کی کار خیز ہے
۳۳۶	سب سے مقدم سوان
۳۳۶	انسان خدا کا نائب اور خلیفہ ہے
۳۳۷	دنیا کے انتظام کے لئے انسان ہی موزوں ہے
۳۳۸	کامیاب قائم مقام
۳۳۸	اخلاق خداوندی کا مظاہرہ
۳۳۹	دو متضاد تصور

صفحہ	عنوان
۳۲۹	اندر ان کا جماعتی تصور
۳۳۰	معاشی مسئلہ الحلف و تقریر
۳۳۰	دلیلی پیمانی
۳۳۱	تسمیہ کو انسانییت کا وہ نہیں
۳۳۲	نور سرتے سے
	(۳۶) اس سے خبر دار رہنے کہ کوئی امریکی یا
۳۳۳	پوری اسلام پیدا ہو جائے
۳۳۳	اسلام اپنے ایک فانی ہے
۳۳۸	گھر کا خاں
۳۵۵	(۳۷) انسان کی صحیح گمراہ کشمائی
۳۵۵	جاہلیت اسلام کے مقابلہ پر
۳۵۷	اولین مسلمان
۳۵۹	معاذہ تمام کی ایمانی تربیت
۳۵۹	یہ ہے اسلامی میں
۳۶۰	صحیح پیر، مذہبی ایمانی تکمیل
	(۳۸) غیر اسلامی شعبہ و رسوم کی نقائص و تقلید سے
۳۶۳	احترام کی ضرورت
۳۶۳	راجا کا مطلب
۳۶۵	ایسی چیزیں سے احترام ضروری ہے جو ایمان کو بگاڑیں



موضوع

صفحہ

۳۶۵

آپ اسلام میں لائق

۳۷۱

(۲۹) اہل بیت کی رہائش کی میں اسلام کا تاریخی کردار

۳۷۲

جنت النبیؐ اور ان کا فی کافہ

۳۷۳

نیک نیت واقعہ

فلسفہ آفریقہ اور اسلام نے مائیں پر جو قدرتی دعوت

۳۷۵

اور ان کے بعد

۳۷۶

علمی مشن انیسویں صدی کے درجہ

مغرب کی دنیا اور مسلم تہذیب کے لئے دور کے

۳۷۹

آگاہی میں اسلام کا حصہ

تہذیب و ادب میں مسلمانوں کا علمی تفوق: جدید ادب کی مقام میں

۳۸۰

ان کی قیادت

۳۸۱

مسلمانانہ تہذیب و ادب اور مابین علوم

فکر کی تاریخ کا سب سے بڑا مقالہ اور تاریخ ائمہ بیت کا

۳۸۲

سب سے بڑا مقالہ

۳۸۳

(۳۰) دین اسلام کا مزاج اور اس کی نمایاں خصوصیات



## تمہید

آئی سے تقریباً ایک سو چار سال قبل دئے گئے اس علم کے معنی و مقصد و اہمیت  
 کیلئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے جن خطبات کو جمع و ترتیب کیا تھا جو انہوں نے  
 مسلمانوں کے علماء و طلبہ و مساجد و مدارس سے مختلف ممالک و ممالک میں کیا تھے ان میں سے  
 چند فرمایا اور انہوں نے ان کی طباعت کا انتظام بھی فرمایا۔ مگر ان کے بعد یہ فائدہ دینی  
 بھی نہ کر سکی۔ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر خطبات کو بھی ترتیب دے کر ان  
 وقت جب میرے سامنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کا وہ مجموعہ جو میں نے ترتیب  
 دیا تھا وہ انیس ہفتے میں پڑھ لیا تھا اس مجموعہ کا نام خطبات ندوی رکھا گیا تھا۔ جب  
 دوسرا مجموعہ تیار ہوا تو میرے بعض محبتوں (جن کا تعلق دارالعلوم ندوۃ العلماء لاہور سے  
 تھا) نے یہ مشورہ دیا کہ اس مجموعہ کا نام بدلانے خطبات ندوی کے خطبات علی میاں  
 رکھا جائے تو یہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے زیادہ سلیک تھا ہے اور یہ بات درست  
 بھی تھی چنانچہ اس مجموعہ کے خطبات علی میاں سے موسوم کیا گیا اس وقت مجھے باطل اندازہ  
 نہیں تھا کہ میں ان خطبات کے جمع و ترتیب کے سلسلہ کے بارے میں کتنا اہمیت رکھتا ہوں۔

یہ سب سے پہلے میرے سامنے آیا۔ اس وقت میں نے اس بات کو نہ سمجھا تھا کہ یہ خطبات  
 نہ صرف ایک شخص کے لئے بلکہ ہر مسلمان کے لئے ہیں۔ یہ خطبات نہ صرف ایک  
 ممالک کے لئے بلکہ ہر ممالک کے لئے ہیں۔ یہ خطبات نہ صرف ایک  
 طبقہ کے لئے بلکہ ہر طبقہ کے لئے ہیں۔ یہ خطبات نہ صرف ایک  
 صد آفریں تھے۔ یہ خطبات تھے۔ یہ خطبات تھے۔ یہ خطبات تھے۔  
 فہمیں ان کا مستحق قرار دیتی ہے۔

والا فرماتے ہیں کہ اس مجموعہ کے بارے میں مجھے کوئی فائدہ نہ تھا۔ یہ خطبات







وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَجْمَعِينَ وَمَنْ تَعْلَمُ مَا حَسُنَ وَذَعَىٰ بَدْعُوهُمْ إِلَىٰ يَوْمِ  
الْقِيَامِ ۚ أَمَّا بَعْدُ ۖ فَمَا عَزَمَ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۚ بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۚ ثُمَّ خَلَقَ كُمْ حَالًا نَعْدُ فِي الْأَرْضِ ۚ بَرَأَ لَكُمْ فِيهِمْ  
شُجْرًا وَنَخْلًا وَمِمَّا تَعْمَلُونَ ۝

جس نے بدعتوں کو جانچ کر دیکھا؟

آج کو علم ہے کہ آپ آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی تو خدا نے تم میں اندھیرا  
چھایا اور ان لوگوں نے ملک پر انہیں کے برائے اللہ کی یاد سے توجہ نہ دی اور سے علم کی  
رہائی ہے اور مذاقِ حق کی برائیوں سے محروم تھے۔ اللہ تعالیٰ سے جتنا اس زمانے کی  
تصویر لیں سچائی ملے گی۔ اور ملاحظہ ہو۔

قُلْ أَتَعْبُدُونَ إِلَّا الْبَرَّ الْكَافِرَ ۚ كَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَبُذِلُوا  
بَعْضُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَعْنَةُ اللَّهِ لِيَكْفُرُوا ۝

## میش و عشرت کا بیان

ان لوگوں کے لئے اعمال کی وجہ سے کھلی اور پھٹی میں از سر نو ہر مندر اور اس کے  
جزیروں میں نہایت فساد جس سے دنیا کا کوئی گوشہ خالی نہ تھا لکھنا اور کس پر پڑا ہوا اور تھکا  
ہوا تھا اور وہ حالت یہ تھی جیسے اپنے زمانے کے ایک ہیبت سے انسانِ عالم نے  
کسی سے کہنا کہ کوئی شخص جو اس نے کہا کہ تم تو ملک کے ملک خدا کی پادشاهی سے خالی تھے اور  
کوئی شخص جس ہیبت سے ملک یا بڑا عظیم میں کسی ایسے آدمی کو سلام کرتا جس کے دل  
میں خدا کی چمک و حریت ہے اور خدا کو کون سا طور پر یاد کرتا ہے کہ اس کی موت کا خیال  
ہے اور دوسری زندگی کا چمک و حیران ہے تو پھر اس کے پورے پر انہیں میں ایک آدمی کی  
انہیں امتحان ایسا نہ تھا کہ ان لوگوں کے دل ہر ایک ہو چکے تھے خدا کی سچ پہچان۔ خدا کا سچ  
علم و دنیا سے تقریباً ناپاید ہو گیا تھا۔ یہ کمالِ گناہوں کی سرکشی کا عقوبت کا میث و عشرت کا  
دور دور تھا۔ ساری زمین پر لوگوں کی پرستش و پوری تھی۔ آگ بج رہی تھی اور آتش ہے  
تھے اور آتش بج رہے تھے۔ سورت اور چاند سج رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت





و۔ آ کے طوفان ہوا اور سب نے نظر نہ رہا کہ اب کشتی طوفان کی لہروں میں کس اور اس میں  
 کیا ہے کئی اور کشتی اس کے بائیں بائیں ہیں، ایک دوسرے سے چھوٹی چھوٹی بات پر ہل رہی ہیں  
 رہے ہیں، آتشیں پڑھاتے ہوئے ایک دوسرے کے کمر باندھ رہے ہیں، ہاتھ دالے ہوئے چلے  
 مسافر ترقی اور غلبہ دیکھ کر کشتی کو رہے ہوئے، کچھ لوگ کشتی میں بیٹھے، دسے تاشی میں  
 رہے ہیں اور چار لوگ کشتی پر بیٹھے کاٹا چار رہے ہیں، منجھڑے ہیں اور کشتی ہر لمحہ پر  
 خطرے کے قریب ہو رہی ہو اور ہر لمحہ ہی کڑھتا ہوا اور جو کھڑی بھی کڑھتی ہو یہ صرف  
 انھیں آ رہا ہو کہ اب یہ کشتی، اب کی کشتی نظر نہیں آتی تو کوئی خدا کا بندہ جو اس کشتی پر مین  
 رہا سب کچھ دیکھ رہا ہو اور اس کے گوشوں کمر باندھ کر کشتی جس رخ پر جا رہی ہو اس سے  
 مدد مانگ رہا ہو، چہرے پر ہر لمحہ طرف مگر اس کے چہرے پر آواز نکھوڑ رہی ہو پانی باندھ لے اور  
 کسے کو میں نہیں، چلے اور چلے کشتی کے مسافر اس کی یہ بدھیرتی نہیں بدھیرتی پانی اور مجھ  
 سے کشتی کا یہ الجھ م نہیں دیکھا جا رہا تو منہ ابھرا کر لیتے ہوں کشتی کی طرف جا رہی ہو  
 اور اسی طرف طوفان، اور وہ آؤں، بجائے مشرق کے مغرب کی طرف منہ کر کے چلے  
 جانے اور آگے چلے، نہ نہ لے کر سمجھے کہ میں نہیں ڈروں گا اس نے کیا دوتا ہے، کشتی جو  
 نہ ہونے والی ہے وہ تو اب یہ کشتی یہ کشتی نہ ہے، گاہ ایسے ہی رسول اللہؐ نے مثال دی  
 کہ اگر برہمن سے نہ روکوئے اور نہ ہی کاٹھن نہ روکے، تو تمہاری مثال ایسی ہے کہ بیٹے  
 ایک کشتی کے در ہے ہیں، تیرے اور میرے اور فرسے کس اس کشتی میں تھی منزلیں ہیں  
 اور سب مسافر ہیں اور اتفاق سے پانی کا انتھام اوپر کی منزل پر ہو فرسے کھاس دلوں کا  
 یوں بھی زیادہ خیال آیا جاتا ہے۔ نیچے والے مسافر اوپر آتے ہیں وہاں سے پانی لے لے  
 جیسا۔ جب پانی لے لے ہیں تو اس کا قدم ہے کہ وہ نہ چھوٹتا ہے۔ کمر ہے۔ پانی ایسی قلاب  
 کی چیز نہیں ہے۔ کتنا ہی آپ اس سے لے لے پانی ٹپک پڑتا ہے، کس کا کپڑا بھیک گیا کوئی  
 آدمی بھیک لیا تو وہاں سے جب پانی بھرنے جاتے ہیں تو راستے میں پانی لے لے لے لے  
 دلوں نے ایک دوسرے پر دشت لیا پھر نیچے والوں پر مارا دیا۔ نہ لے لے لے لے لے لے  
 یہ بڑی مصیبت ہے۔ اور دیکھو یہ مصیبت ہے کہ پانی پینے آجاتے ہیں ضرورت آتی





و اتت۔ ریو دو تر امان نے دو در پر ان کا گڑا اور دوتہ تھوڑا لٹ نے پانوں سے دو ہتے  
 پہلی اور تیسرے پر پتے تھے اور ان میں سے پہلے تھے یہاں بڑو گھاس، دھان وہاں جو۔ نیچے،  
 چوتھے سے ان، پتے تھے یہ وہی ہیں چہ جاتے تھے جنہیں جو تھوڑا دھوئی پتے تھے۔  
 نے بعد اسب رات ختم ہوئی وہاں سے انہیں اور جات چوٹی قوموں کی مرن اور مرنی یاد ہوا  
 پانے وہاں سے ان کی اپنی لکھنا تو کوئی ہلکے سادہ کر کے پتے تھے اور ان کی نفسی اور  
 نوعی ہا یہ وہی تھے قوموں کے انہیں ہمارے معہ ہوش تھا اور ان قسم کو سمجھنے کہ یہ چہ وہ  
 تو فطرت میں مورتیں تھے اور وہ دینک نہ تھے تھے چہ کرنے و تجارت کرنے سے نہ  
 شام یا انہیں چہ تھے۔ انہیں کسی قبیلے نے ان پر حمل کیا اور سارے پتوں کو لٹا دیا اور سب  
 سارے اڑا لے۔ انہیں میں اور ان کے بعد کسی اور کا لکھنا کوئی اور انہیں سے پہلے شاپ  
 نکالا۔ یہ ان کی ساری تھی۔ انہیں کی یہ حال تھا کہ ان کا کوئی انسان نہ تھا۔ انہیں کوئی لڑکا  
 و لڑکی زمین میں لٹا اور انہیں تھے۔ شراب نے ایسے کیا تھے اور ان کو انکی اس سے  
 تھی۔ ان کی زبان میں شراب نے لکھنا کہ انہیں چہ کہوں نام تھے۔ اور شراب انکی  
 خام تھی کہ شراب پتے، ان کو نہ چہ کہتے تھے۔ تاہم کے معنی قدیم عربی میں شراب  
 پیچنے والے کے ہیں۔ شراب میں تاہم ساری اصل تجارت تھی۔ اگر کوئی چہ عام طور پر پتے تھے  
 تو وہ شراب تھی۔ نہ ہا یہی۔ چہ چہ وہی چہ ہا وہی تھا کہ انہوں پر حملہ لگے چہ تھے  
 تھے کہ چہ لکھنا ہے۔ یہاں آدمی نے اور نہ لکھنا کہ ان کے اندر ان کے۔ اور انہیں  
 اور وہ چہ لکھنا نے کہنی صریحے ان تھے کہ میں اس وقت خدا کے گھر میں ان کو لکھنا  
 لکھنا۔ قرآن مجید۔ انہیں کوئی تصویر تھی۔ ہی ہے اور انہیں کوئی لکھنا۔ انہیں پہلے  
 ان زمانے کا نام ہی ہا یہی لکھنا ہے۔ یعنی تاریک زمانہ، بے فنی داشتہ،  
 بہتات کا زمانہ اللہ کا ایک مقلدی جس دنیا کا چہ لکھنا ہے۔ اس نے دنیا تماشا  
 سارے کے لئے یہ انہیں کی ان کے اپنی عبادت کے لئے ہوڑھا، انہیں مقلدی چلنے کے  
 نے لکھنا ہے۔ وہ ان کے لکھنا ہے۔

عقل المذات والمحمولة، یعنی جس نے صوت اور زندگی پیدا کی تاکہ تم کو

آکر مائے رحم میں سے اچھا نسل کر کے دیکھو اور پتہ چلتا ہے۔

وَمَا خُلِقْتُ الْبَحْرُ وَالْأَنْفُ إِلَّا لِبَعْدُوبٍ . میں نے زمین اور آسمان کو صرف اس لئے ہی بنایا ہے کہ وہ میری بددعا کی بدولت زمین اور آسمان پر عیش و سرور سے غفلت نہ کر لیں اور میرے علم کے مخالفین نہ بنیں۔

فَقَسِّرْهُ لِمَا يَسْتَلِمْ حَتَّىٰ نَبْشِكَ عَنْكَ وَأَكْبَهُ إِلَيْنَا لَا تَمُرُّ مَعُونًا . کیا تم نے سمجھا لیا ہے کہ تم کو خدا کی طرف سے کیا حکم ملے گا۔

اللہ تعالیٰ جس کی نظر سے دنیا آتی ہے وہی جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں اسے زمین کے نقشے پر نظر دیتی ہے۔ دنیا جیسا کہ یہ نقشہ بہت دور سے آج کل کے جہاز پر فرماتے ہیں کہ حسب اللہ تعالیٰ نے دنیا پر نقشہ ان کو کیا ہے اور یہ نقشہ سب سے اس کو نظر سے ہوتا ہے اس نے کہا کہ یہ یہ دنیا ہے جو اللہ نے بنائی ہے۔ یہ چاروں گوشوں میں جو مائے رحم کے لئے طبعی ہے یہ تجھ کو حکام مرسلین کے لئے ہے اس کے تحت جوش میں آئی اس نے وہی کی اصلاح اور عداوت کا ارادہ فرمایا تو اس نے ملک و ملک میں جہیز و جہیز، وہ جہیز و جہیز ہے جس کے ساتھ ہر قوم کی طاقت اور آرمی کی طاقت ہو۔ یہ تو اسی کو جہیز کے ذریعے ہدایت دیتا ہے اور دنیا کی ہدایت کے لئے جہیز کے کام کو لے کر چلنے والے آدمی بھی چاہئیں۔

جہاد دنیا کی ہدایت کے لئے اس کی حالت ہر لمحے کے لئے دنیا میں اتحاد و اتحاد کے لئے اس کا رخ شر سے خیر کی طرف لانے کے لئے کون سمجھتا ہے یہ تو سوال اس کی بددعا و بر باد کی سے ترقی اور امن و مسابقت کی طرف رخ مٹانے کے لئے کون سی دغا دہانت کون سی قوم ہو کون سا ملک سامنے آتا ہے۔ حضور ﷺ تشریف لائے، ایرانی بھی تھے، روم و ہندوستانی بھی تھے، یونانی بھی تھے، رومی بھی تھے اور مصری و دنیا پڑی ہوئی تھی، مگر اپنی جان جو کھینے کے لئے اپنے مال اور اولاد کی بادی لگانے کے لئے دنیا کی کوئی قوم تیار نہ تھی کام بہت مشکل تھا۔

میرے دوستو اور بزرگو! اس زمانے میں دنیا کے نقشے پر نظر ڈالو اس وقت دنیا میں ہزاروں حد تک اتحاد و یکجہتی کی تھی۔ اس کی چیزیں اتنی گہری ہوائے نیت کے مہم و انسانیت



پلیٹیں مٹی کو گھسیں، تختہ اپنے ستر سے گویا رکے دوڑا کتاب اور جات ہے رو کر یہ آک  
بر کے لکھ دوں تاکہ پہنچ سکی جو اس چار پلیٹ پر چھ ایذا غفلت کرنٹک ہو جو جہاں ہو۔

اس وقت جا رہے ہیں اچانک اس وقت کامب سے جو اخلق اور اس وقت  
کامب سے جو اخلق یہ ہوتا ہے کہ وہ کامب کو اور اس آگ کو بھی گائیڈ کر کے  
تھیں۔ یہ اور وہی آگ کی بات ہے باقی رہیں گے صدر سے باقی رہیں گے۔ خانہ ہیں  
باقی رہیں گے باقی رہیں گے۔

وہ جتنا اس وقت دنیا میں بڑے بڑے جاڑے تھے۔ بڑے بڑے غلے تھے۔ بڑے بڑے  
 برہنہ تھے، بڑا اطمینان کے پاس تھا۔ بڑی اونچی اونچی دکانیں تھیں۔ ان کے بڑے حرقی  
 یافتہ کاروبار تھے۔ تمام دنیا میں ان کی تجارت پھیلی تھی۔ ان کو کام کرنے کا بڑا سلیقہ تھا۔ اللہ  
 تعالیٰ نے ان کو انہی خاصیت دی تھی کہ بڑے اروس میل کے رقبے اور بڑے اروس میل کی نوی  
 پوزی۔ مظلوموں کو وہ انتہی مہر کر رہے تھے۔ وہ ان اس حالت میں دنیا کی حالت پر لگے کے  
 سنے کو بڑے تھے۔ بہت کام کر سکتے تھے مگر وہ اس کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ ان کی مہر زدگی  
 نے لیا۔ ہلکے رکھ تھا اور ایسا جانا۔ نہ کہ تھوڑا کم وہ گویا اپنے ہی جہیز۔ میں نے تو رتھے جیسے  
 چڑیا اپنے جہیز۔ میں نے تو رتھے جی۔ اسی طرح وہ اپنے بڑے بڑے جہیز۔ میں  
 اپنے بیٹے اور سونے کے جہیز۔ میں نے تو رتھے جی۔ وہ اندر رہے ہوئے تھے مگر  
 ان کے لئے تو رتھے۔

۱۔ وقت اللہ جل جلالہ تعالیٰ نے عرب کی مسندِ نبویؐ میں بعدِ نبویؐ کے چار اہلِ حق پر  
محکم بنی ہو کر یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے۔ اس وقت کی غیبتِ نبویؐ کے بعد آئندہ  
عالمِ عالمِ تعالیٰ کے اپنے اہلِ حق سے اس کے بہت سے آئندوں کے  
کس۔ اللہ یہ وقت اپنے اہلِ حق کے لئے ہے۔ اس لئے جو یہ زمانہ ہے وہ اس کے لئے ہے۔  
جو یہ زمانہ ہے اس کی ترقی کو نہ تو اس کے لئے ہے اس وقت اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے  
اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے  
اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے اس کے لئے ہے

تھیں۔ بڑی بڑی رہنمائی کے لیے میں نے اپنی تھی اور دل بالکل تار پھٹا، انسان انسان کے لیے جو چاہا، تھا، ایسے بڑی چھٹی پہنچی پہنچی کوکھ جاتی ہے اور طاقت و کمزور کو ہنس کر بھرتے ہیں، ایشیاد تمام، یا ایلوٹ، ہے، اور بے پیارے غریب کے گول اور کاشکاراں ہ۔

انسانی قسمت پر مبنی مرد و باقیان گول جن میں بھی سائنس کی تھی جب کہ وہ خدا و ان کے انھوں کے بعد میں جو غم بخار کر رہے تھے، اور انسان جو افسوس انھوں کے ہے

وہ دے لوتھیں رہا تھاں کے عادیوں کی پوری سے اللہ تعالیٰ کی جرات سے وہ دنیا سے اپنی باندنی تھی اور یہ جرات سے پاگل ہے خیر تھی اور یہ کہ ان گولوں کی مٹی بالکل خراب تھی ان دھوم دھماکے کے بعد یہ حال وہاں تھیں نے، لے کو چپا انسان کا نام بھی اپنی زبان سے لیا، اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے سونے کے گول فاروئی اور انہوں نے رسول خدا کے گولوں میں، تھیں، اور کہہ کہ امر حاضر ہیں ہمارے کام

لیکن ہمیں باقی خدا نہیں ہے اور ہم سزا کر اپنے گول کو نہیں دیکھیں گے اپنی اولی و ہوشیاری میں نے اپنے پیش و آراء کو نہیں دیکھیں گے، ان میں جو امیر تھے اپنی امارت سے دور اور اور یہ غریب تھے اپنی ایشیاد، نیم گول اور گولوں کے دکاندار تھے اپنی دکان میں بیچ کر گول

بڑے کارخانہ دار تھے وہ اپنے کارخانے بھارت کر اور جوڑاے اس کے لیے اب اس سینے کے اپنے لہان سے بے چاروں کو رہا تھیں گے کوکھ فکل آئے رسول خدا کے گولوں کی ایک بہت ساری تھیں وہ تمام امت مسلمہ ہے۔ آپ ﷺ اپنے تمام فرمانبرداروں اور گولوں کو لے کر دنیا میں لے کر اور آپ ﷺ نے دنیا کے اس بکار کا مقابہ کر دیا

تاک ہوا، پہلی بھی نہ تھی، جو ہماری انسانیت کو کسم پرتی باری تھی اس کو بھانسنے لے اپنی پہنچی کی بہت لڑجھک دیہ اور اللہ تعالیٰ کے دہندہ سے بے سود صحیحہ جھگڑا

انداز میں اس میں کوہ چاے انہوں نے کہا کہ ہمیں کوئی پروا نہیں اگر ہماری زندگی ہے تو پھر کھانے لیں گے اور اپنے اپنے کام و بار کو دیکھیں گے۔ اس وقت ہم اس کے سودا چھوڑیں کریں گے اس بہت پوری کی پوری دنیا بدلت گئی تھی اس کی طرف چہرے تھی اور بالکل قریب پہنچ چکی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔



وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُجْرٍ مِّنَ النَّارِ فَاذْكُوا كَمَا تَمْلِكُونَ

تم جہنم کے گڑھے کے باطن کنارے پر پہنچ گئے تھے اور جس کراچی پر تھے آئے۔  
 قدم آگ سے بڑھا کر تو جہنم کی بالکل تر اور نیرائی میں پہنچ جاتے ہیں کسی حالت میں  
 یہ جماعت سامنے آنے اور رسول اللہ ﷺ نے اس جماعت سے کام لینا شروع کیا، یہاں  
 تک کہ یہ حضرات ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے اور مدینہ طیبہ میں انصار، حضرات یہ  
 مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کے ساتھ مل گئے اب ان دونوں حضرات، مہاجرین و انصار  
 دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کا بیڑا اٹھایا اور کام کرنا شروع کیا اس وقت  
 بیچ عرصہ کے بعد سب مسلمانوں کو سانس لینے کا موقع ملا اور اسلام کو ترقی دینی شروع  
 ہو گئی اور لوگ اسلام چہرے کرنے لگے تو حضرات انصار و مہاجرین کے اصلی باشندے تھے وہ  
 فرماتے ہیں کہ ہمارے دل میں یہ آیا کہ ہم بہت دن سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں،  
 ہم نے اپنے آپ کو ہر کل قربان کر دیا ہے، اپنے کاروبار و غیرہ سب کو منادیا ہے تو اب  
 حضور اکرم ﷺ سے چار پچھلی میں اور پہلے کاروبار کو دیکھ لیں پھر دین و دکانیں وغیرہ  
 سمجھ لیں، تنگہ دکان جب ملنے لگے گی کاروبار دوبارہ سنبھل جائے گا تو اس کے بعد ہم پھر  
 حاضر ہو جائیں گے۔ ہم مستقل چھٹی سانس لینے دین کی خدمت سے ہم ریاضتیں کرتے  
 ہم صرف تھوڑے دنوں کی چھٹی لیتے ہیں اس کے بعد امر حاضر ہیں اس کو کی حذر نہیں  
 ہے۔ (تذکرہ) (اشبال کا دار الخلافہ) کا ہی عرصہ دور تھا، اسلامی فوج اس کے دروازے  
 پہ پڑی ہوئی تھی، برابر جنگ جاری تھی فیصلہ نہیں دتا تھا کہ ایک مرتبہ دین لڑائی میں  
 مسلمانوں کے لشکر میں سے ایک آدمی نکلا اس پر اس وقت ایسا شجاعت کا جذبہ غالب ہوا  
 کہ وہ بیسیائیوں کی فوج کی صفیں چرتا چرتا ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا۔  
 جدھر اس کی تونر چمکتی باول کی صرغ ٹوٹ پھٹ جاتے کسی نے دیکھا اور وہی کچھ صاحب  
 کہنے لگے کہ دیکھو یہ اللہ کا بندہ حق و حقی کر رہا ہے یہ باطن خدا کے حکم کے خلاف کر رہا ہے یہ  
 اپنے آپ کو موت سے منہ میں ڈال رہا ہے خواہ تو اسے ضرورت ہے اس کو جس طرح  
 جان دینے کی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے کہ ایک آدمی ہزاروں کے مجمع میں شمس

ہے اور ان میں سے کچھ گناہگار ہیں۔ یہ گناہگار جو کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں جا رہے ہیں۔

وَلَا تُقْرَبُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى الْفَسَادِ ۝

$$- \frac{1}{2} \frac{d^2 f}{dx^2} = \frac{1}{2} \frac{d^2}{dx^2} \left( \frac{1}{x} \right)$$
[illegible]

وَمَا يُغْنِي عَنْكُمْ كُفْرُكُمْ إِذَا أُقْبِلَ السَّيْفُ عَلَيْكُمْ ۖ وَهُمْ مُبْصِرُونَ

اسے حد سے بھر دیا۔ وہی ایک مہینہ اپنے بھروسے پر گت میں گزار چاہتے ہو  
رہے تھے اس جنت اپنی بھائی وندہ کے ایمان کی خاطر، جس کے سوا کسی اور کے  
وقت ایک ہیں کو نہ دے تھے ایمان نہ تھے میں سے نکلے نہ تھے میں میں وہ  
سب غصہ تک ہیں اس بات سے کہ نکلے ایمان کے انکو چاہیں اور قیامت میں انہیں  
آگ میں جہنم میں انہوں نے وہاں برس تک بھٹے رہیں مایہ کی حالت میں قرآن کی زبان کو

دیکھنا اپنے ماں کو۔ میں اپنے کاروبار کو دیکھنا جائز نہیں سمجھتا تھا۔ اس لیے ہاتھوں بلاست میں پڑنا چاہتے ہو بلاست کے کار میں کودنا چاہتے، وقت بھی نہیں آتا، کے ہنگامہ میں کیا تمہارے۔  
 مگر تمہاری بلاست کے کار میں نہ جانے کی اور پھر نہایت کے لئے اور کوئی وقت نہیں  
 آئے باقی وقت نہایت کا آخری سہارا ہے۔ غرض میں سے تمہاری شہادت کا آسمان کو انتظار  
 تھا۔ افراتوشوں کو انتظار سارے انسانوں کو انتظار تھا۔ ساری دنیا کو انتظار تھا کہ ایک جماعت  
 ایسی آئے مخلوقوں کی جان و زواں کی، جو اپنی ماں کی اپنے کاروبار کی دکان  
 میں پرکھ لے۔ وہ نہایت صبح، راست پرکھنے کے لئے اپنی ہینے کو غلطے میں ڈال  
 لے۔ سب تمہاروں کو دیکھتے ہو۔ دیکھو! نہ یہ باغ تمہارے اجڑ جائیں گے تو تمہارا یا  
 نقصان ہوگا چند درخت سوکھ جائیں گے اور چند سو روپے کا نقصان ہوگا ایک انسان کا  
 بارش یا ایک خندان کا بارش ہے لیکن اگر تم نے اس وقت پہنچو تو کی اور تم انسانیت کے  
 مسئلے کو بھول گئے اس پر اپنے مسئلے کو دیکھا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ انسانوں کو ہدایت مسدودوں کے  
 لئے اور شہید ہزاروں برس کے لئے ملو گی، نہ جانے یہ وقت روزہ نہیں آتا حضرت مسیح  
 علیہ السلام نے بعد آٹھ پانچ چھ سو برس کے بعد یہ وقت آیا ہے یہ وقت ہے اپنے مسئلے  
 سے آگاہی نہ کر لینے کا اور انسانیت کے مسئلے پر چھپنے کا ہم اس خیال سے باز آئے ہم نے تو ہر  
 کی اور ہم نے کہا ہم نے کچھ نہیں کرنا ہے ہمیں حضور علیہ السلام جیسا علم کریں گے دینا  
 ہی ہم کریں گے نہ نچھائی مہاجرین و انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ ﷺ  
 نہیں ہم سب میں سے موزے ڈال دیں اگر آپ نہیں دینی کے لئے سے سے تک ہم  
 بھارت چلے جائیں، اٹھوڑے، دڑتے چلے جائیں آپ ﷺ جو نہیں استہم کرنے کو  
 تیار ہیں، کیا نتیجہ ڈال کا دہشتہ! کہ کیا میں انسان دہشتہ کی ہوا میں دہشتہ کی  
 دہشتہ کی آگ میں چلی، آگ میں چلے دہشتہ کی آگ میں چلی، کیا میں کوئی دہشتہ کی آگ میں  
 کہ جس کا پتہ آگ میں نہ کیا ہو، اور اس سے مراد وہ زندہ ہوئے، اس کو دہشتہ کی آگ میں  
 تھی ایسی زندہ کی ہشتہ والی ہو تھی ایسا خندہ بجا غرض اچھا تھا کہ اس سے دہشتہ میں جان پڑ گئی  
 ساری دنیا میں اس مردہ انسانیت میں جان پڑ گئی وہ دنیا خوشی طرف جگمگاتے ہوئے کی جا رہی





نکس ایساں نے بعد یہ ۷۰ ملے پتے پتے ہم شک پانچا۔

اولیہ اللہ کی منت کے منج

۱۔ اے ایک ایک آدمی ایک ایک ملک میں چاہیہا تھا وہ ملک سے ملک کو مسلمان لیا کرتا تھا۔ حضرت یہ بھی دعا کی کہ ملک شیعہ کے زمین دار کے لئے جس ایک مرتبہ آئے اور ایک جگہ اور ایک شیعہ میں میرے بچے کے دوسری مرتبہ آئے گاؤں کے اس شیعہ کا اور خلیہ تیسری مرتبہ آئے۔ اور اگر کوئی ملک لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس زمانے میں بھی تھیں جس کو یہ متعدد مسلمانوں کی تعداد ہے یہ ایک شخص میرے علی دعا کی تھی۔ اوست ہے ان کی امت ہے کہ ہر گز وہ ملک مسلمان نہ ہو۔ اور اب اسے بہت سے علماء ہیں ہمارے جس ایسے پڑھے لکھے صاحب ہیں اور اس میں وہ اسے اللہ کی زمین احمد جو وہی ہر پانچ قس وقت احمد آج قیامت میں نہ ہو۔ اور بخیر معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس سے بڑے اور مسلمانوں کی تعداد نہ ہو۔ دیکھتے ہیں کہ آپ نے دعا کی ہے کہ

لَعَنَ اللَّهُ مَنَّا كُلَّ حَالَتٍ فِي الْأَرْضِ مَنَّا نَعْدُ بِهِ نَقْضُ كُفْرَ نَعْمُ مَكْرُ

یہ دعائی کتاب تمام عالم کی تھی دعائی کتاب ہے۔ یہ وقت یہ وہ میں اللہ کے بندے بنائیں اپنے تھے انہیں نے توحید اور عدالت کا کام لیا۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو ان کا جائز نہیں بنایا ہے اب ان کی جائز پر تم ہو۔ احمد دیکھتے ہیں کہ تم یا اس کے احکامات کو تمہارے احکامات کے قیام سے نکالیا کہ احمد دوسری شروع میں آئے ہوں سے ان کی محنت اور انہیں کا نتیجہ ہے تو ان احمد وہ کھڑے ان کے مسلمان ہیں۔ اب یہ میں ان کے مسلمان ہیں۔ اس میں ان انہیں ان کے مسلمانوں میں سے چندہ بھی ایسے نہیں ہیں کہ ان کی منت سے چندہ مسلمان ہو بہ میں یا نہیں مسلمانوں کو ایسا نہ ہو جائے۔

۲۔ بتو ایہ رحمت اور آسمان کے کام یہ ان ہے۔

رَبِّهِ فَاُولَٰئِكَ فَاُولَٰئِكَ فَاُولَٰئِكَ فَاُولَٰئِكَ

اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہے یہ تمہارے

میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے، ہمیں سوں میں آگے بڑھ گئے، کیا تیر، راقم نے وہ  
 دیکھ چکی تھی آخر کروڑوں پتی بن گئے نہ وہ اپنا سرمایہ قبر میں لے جانے کا نہ تم لے جانے  
 وہ بھی خالی ہاتھ جائے گا تم بھی خالی جاؤ گے، لیکن سرور پتی کو زیادہ سہمہ ہوگا زیادہ  
 حصہ ہوگی، لاکھ پتی تو کم ہوگا اور جو ہزاروں کا مالک ہوگا اس کو اس سے کم ہوگا اور  
 ہینڈل مل کا جو مالک ہوگا اس کو اس سے کم ہوگا اور بے چارہ خالی ہاتھ ہوگا اس کو تو کوئی  
 فرسوس نہ ہوگا، اس لئے میں بتا ہوں کہ لاکھ سے جو کروڑ بڑا رہے، وہ دس سے ہی تو بڑھا  
 رہے ہوا، کیا کر رہے ہو، دس سے ۶۰ سا مان کر رہے ہو لیکن راقم نے اپنی زندگی دھن میں  
 سرمایہ کی شرقی کھوولی، اور تمہارے حصہ میں جو کچھ مسلمان آگئے، اور اس ملک میں، میں ہی چھیلایا  
 تو پھر باقیہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بچھ لیا، انعام ہے کہ یہ دنیا تو اس کی خوش نصیبی نہیں  
 رکھتی یہ تو اس عام حق میں دیا جاسکتا ہے، اس وقت خواجہ معین الدین امیر کی کو  
 خواجہ نظام الدین اویسا کو مدد ملے، انا تمہارا لیاں کو جب ان کی محنتوں کا کام اور ان کے  
 ذریعے۔ اللہ تعالیٰ نے جن انہوں کو دین کی دولت عطا فرمائی جب ان کے اعمال کا  
 ثواب ملے گا تو وہ اتنا وہ وقت قماش دیکھنے کا ہوگا، جب خواجہ امیر کی جوان کی قلیوں کا  
 ثواب ملے گی کہ جو ان کی محنت اور دعوت کی وجہ سے لوگوں میں پسینہ لگتی، جب انہوں  
 زمین کی توڑ کا ثواب حضرت خواجہ معین الدین کو دیا جائے گا تو سب حیرت زدہ رہ  
 جائیں گے، اسی طرح اور ان کا حارس ہوگا، مگر ہمارا کیا ہونا، جب پوچھا جائے گا کہ ہم نے  
 ان دعوت و تبلیغ کا اتنا بڑا میدان دیا تھا اور ان اللہ کے بندوں نے کچھ نہیں کیا۔ میرے  
 دستور یہ دنیا فانی ہے اس زندگی کی ہر چیز فانی ہے، دست فانی، عمارت فانی، حکومت فانی  
 اس حکومت میں میں یہ ان کی شکستیں جانے والی ہیں، دولت وائے میں نہیں، دولت ان  
 سے ہے، فانی کرنے والی ہے، بصورت والے میں کہ یہ صحت ان سے مل جائے وہی  
 ہے، جو چیز باقی رہے گی، وہ صرف اللہ کا، اس ہے اور اللہ کے راستے میں تختیں ہیں اور اللہ  
 تعالیٰ کے دین کے لئے چاندنی کو شش اور جدوجہد ہے، بڑا خدمت وقت ہے جو کر رہا  
 ہے اس میں اگر تم نے اپنے کاروبار سے وقت نکال کر کے ہدایت و تبلیغ کا اپنے اندر

میرا یقہ پیدا آیا اور پھر اس نے لئے کوشش کر لی تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے انجام میں دنیا میں تم کو بہت دے دے گا، اور آخرت میں تم کو جنت عطا فرمائے گا اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو تم اس ملک میں رہ نہیں سکتے، یہ میں آج سیاسی آدمی کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس روشنی میں جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مسلمان کو عطا فرمائی ہے، اس روشنی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ملک میں آباد رہنا مشکل ہو جائے گا اگر تم نے دین کے لئے مخصوص لئے ساتھ کام نہ کیا اور نہ ہی وہ دعوت پیدا ہوگی تو اس وقت تمہاری دنیا کی یہی مخلوق رہیں گی، تمہارے کارخانے، مخصوص رہیں گے یا رکھو حفاظت کا سامان اور یہ ہے وہاں کسی ملک میں مسلمان کی حفاظت کا سامان اور یہ ہے ہوتا ہے کسی ملک میں مسلمانوں کی حفاظت کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ وہ دین کے لئے جہاد جہاد کرے اور ان کو اتنا طاقت اور بنائے کہ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس قوم کی حفاظت اپنی طرف سے فرمائے ان کی نصرت خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ پھر ان کو کوئی یا پھر نہیں بگاڑ سکتا۔ تم اس ملک پر مایوس نہ کیے اس لئے کہ تم تو اسلئے آئے تھے کہ اس قوم میں تمہاری مخلوق اور کوششوں سے اولیاء اللہ پیدا ہوں۔ بڑے عارف اور نامید ہوں۔ بڑے بڑے محدث اور مجتہد پیدا ہوں۔ تم اس لئے آئے کہ جو خدا کا نام نہیں جانتے خدا کے آستانے پر ان کے سر ٹھکیں اور ان کے در اللہ کی یاد سے اور اللہ کی معرفت سے روشن ہوں اور ان کے دماغ اللہ کے لئے جوئے علوم سے منور ہوں۔ تم اس لئے ایسا آئے تھے کہ ان غریبوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، جنت کی بہاریں، جنت کی رہنمائی اور جنت کی نعمتوں کا مستحق بناؤ۔ تم ان سے فائدہ اٹھائے گئے۔ بچائے گئے کہ ان کی جان کو بچاؤ اور ان کی جہولی بھر دو۔ تم ان کی جہولی سے اپنی جہولی بھر رہے۔ گئے تم نے ان کو کابل بنایا۔ ان کے تھکان کے سٹاپ اور گاڑیوں کے جاکر نیچے گئے تھے جو انہیں استراحت نہ دیا۔ یہاں مدرسے میں دلچاسپین کو وہ پڑھائے مدرسے سے وہ اپنے طالب علموں کو کابل سمجھ رہے اور یہ کہ ہمارے لئے کیا لائے ہو۔ انہیں یہاں رہنا ہے تو ہمیشہ اس کی نظر ان کی پیٹوں پر ہے کہ ان میں کیا ہے ان کے دل باپ کی پیٹوں میں کیا ہے کہ ہم کمال لیں۔ کتنی قیمتی ہے انسانیت کی اور کتنی کمزور ہے تم یہاں ان لوگوں کو کابل سمجھنے کے



لئے نہیں آئے تھے ان کو، یہ کہنے کے لئے آئے تھے تم یہاں ان کو ہدایت کا تختہ بیٹھ کر بتو  
 کے سبب دیکھا کرتے تھے اسی کی کاروائی کرتے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے  
 کھلم کھلے کئے گئے آئے تھے یہاں اپنے دہندوں میں پڑتے تھے، تجاروت میں پڑ گئے  
 تھے، تجارت سے فرصت نہیں دیتے مفانوں اور گھیسوں کے بنائے سے فرصت نہیں  
 اپنے دربار کے پر جانے سے فرصت نہیں اللہ تعالیٰ نے تم کو اس لئے تو نہیں بھیجا اس  
 کے کوئی بڑی کامیابی ہو سکتی ہے، میرے وہ مسئلہ کچھ ہیں، اور ایک کھڑا تم کو مل جائے تم  
 نفع بخش ہو گے ہو، ایک مہر تم کو مل جائے کتنے خوش ہوتے ہو، لاکھ ٹوٹ پھوٹ  
 پانے کی، پہننے کا، جانے کی سب کار ہو جانے کی امان جس کو ملے اور ایک امان جس  
 ہزاروں آدمی جس کو ملیں، اس نے، مہمانوں میں کھٹے جائیں، ان کی ساری نیکیاں  
 حیا، تم کھلی ہو، نہیں ان سے بڑھ کر خوش کسی کو ہو سکتا ہے؟ حضرت خولہ بنت  
 الخویلد رضی اللہ عنہا کی کیا تجارت مانتی تھیں؟ ان اس زمانے کا جو سب سے بڑا سامان ہو کر تھا۔

یہ ہے مسلمان، زیادہ دینی تجارت میں زیادہ کامیاب رہا، کچھ بتانا، انصاف سے جہاد  
 انہیں، میں اس وقت کتنے مسلمان دکھاتا رہوں گے؟ جہاد کا اندازہ اس کے لڑائی میں  
 ہوں گے قرآنی میں ہوں گے اور کمال میں ہوں گے، بعد از اربعہ، دس ہوں وہ بڑے  
 بڑے، سچ اپنی تہذیب میں کامیاب رہے یا خیر، محمد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے نام  
 تھا، میں کروڑوں مسلمان بگھٹے ہوئے ہیں، ان کے نام اس میں ان سب کی تہذیب  
 اسی ہوئی ہیں، سب جہاد میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی دعا کی واپس آئی ہوئی ہے جو ان  
 کے بعد ان کی محنتوں کے نتیجے میں پیدا ہوئے ان کی ساری داریت ان کی ساری  
 معیشت ان کی ساری عبادت ان کا سارا ذکر ان کی شہرت، ان کا رتوں کو ان کا دہلی کو  
 راز ہو رہا، ان کا قرآن شریف کا پڑھنا ان کا قرآن کا پڑھنا ان کا عمر کے وقت کھڑے  
 اپنے منہ کو آسمان سے دھونے اور آسمان پر مایہ سب کچھ فوج مسلمان اللہ بنائے ان کے لئے  
 میں ہے اور ان کے نام اس میں مسلسل لکھا جا رہا ہے، ان سے بڑھ کر ہر  
 نفع کی تجارت ہے، کوئی بتا سکتا ہے؟ اللہ نے، اللہ نے مسلمانوں کو اس ملک میں رہنا

جسے قرآن میں "امام بنی اسرائیل" ہے، جو یہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ یہ وہی اس کا حال پوری قوم  
 کے سامنے تھا۔ یہ اس کا حال نہیں آئے گا کہ تم نے مسجد بنائی تھی یا نہیں، یاد رکھنا مسجد بنانا  
 بڑے تاب کا کام ہے۔ ایک مسلمان بھی اس ملک میں مرتد ہو گیا۔ ایک مسلمان کا بھی  
 عقیدہ و خراب بن گیا۔ اور اس کا ایمان جاتا رہا اس کا حال آپ سے ہو گا کہ یہ ہوتا ہے کہ  
 انہیں آئے کی کہ نہ، اپنے خلیفہ کا سامنے ہوا لیکن تھے اور ہمراہی تھے۔ یہ تھے تھے،  
 ہم فلاں فلاں تکلیفیں دیتے تھے، وہ فلاں فلاں جیسے کرتے تھے، اور رسول کی فلاں فلاں  
 دیکھیں، کرتے تھے، یہ بڑے بڑے لوگ تھے، یہ بڑے بڑے قوم کے اس کو حال ہو گا کہ  
 میں نے ابھی بتایا تھا اور یہ طریقے یہ ہیں، یہ طریقے مسلمانوں کی اپنی بڑی قوم ہوتے ہیں  
 چاہوں طریقہ راقی ہے کہ حال میں اگر اللہ آپ سے رہے تو پھر یہ نہیں، وہاں رہتے  
 ہیں۔ یہ تم کو مکتب دیا تھا اور تم میں سب کو مسلمان کر سکتے تھے، تم نے کیا کیا؟

جو امت میں ہے آپ کے سامنے یہ تھی ہے۔

لَمْ تَخْلُقَكُمْ عَلٰی تَفَرُّدٍ فِی الْاَرْضِ مِنْ تَعْبُدِهِمْ لِنُظَرٍ تُحِبُّوا تَعْبُدُوْنَ

تخلیق انسانی کا مقصد

اور پھر ہم نے تم کو زمین پر بھیجا، جو زمیندار، انکوں کا توں، ہم دیکھیں قرآن میں  
 کرتے ہو، یہ تمہارا حق ہے، تمہارے زمانے میں یہاں یہ زمانہ بہت بڑا ہے  
 بہت بڑا، اب ملین کرتے ہو، یہ زمانے میں کرتے رہے ہیں، اب تمہارے پر اللہ ربی  
 تھی، اور ان کی دینا، ان کا ایمان نہیں تھا، وہ کوئی سائنس نہیں، لے سکتا تھا، پوری دنیا  
 اسلام میں بڑے بڑے، یہ وہ دین ہے، یہ تھے اور بڑے بڑے بادشاہوں میں پڑے  
 تھے اور کوئی یہ ان میں نہیں لکھ سکتا تھا اس وقت بھی اللہ کے بندوں نے نہ سنا  
 یہ وہوں پر تبلیغ کی، علامہ تاریخوں تک کو مسلمان کر لیا، اب میرے دوست اور بزرگوار  
 آج یہ بڑے، عالمک ہے، تمہارے لئے پڑھو، اللہ کی مخلوقات اور انسانوں کا  
 ایک انگلی ہے جو تمہارے خواب میں آیا ہے، تم جو اس ملک میں آئے، تمہیں جو یقین کرو

انہم جانے پہنچنے کے لئے وہاں لڑنے کے لئے حواریوں کو ترقی دیتے گئے تھے نہیں  
 آئے۔ یاد رکھئے کہ دورے بھائی بھائی، بھارے راندیر کے جانی، کھجرات کے بھائی،  
 انہی نے بھائی، دودھستان کے بھائی، دیوپی کے بھائی، پنجاب کے بھائی جو یہاں آئے  
 ہوئے ہیں یہ نزدیکی اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے نہیں بھیجا کہ یہاں آکر صرف کام کریں  
 صرف اپنے پیار کریں، اور دوسرے ممالک کے یہاں سے چلے جائیں یا یہی دیکھنا تھا کہ  
 پتہ رہیں، وہ انہیں اللہ تعالیٰ نے تم کو بھیجا بنایا ہے ان نسلوں کا ان بندوں کا  
 جنہوں نے دنیا میں بد ریت تبلیغ کا کام کیا تھا، اور آج اللہ تعالیٰ نے تم کو اتار دیا انسانی  
 کارخانہ ملے، فرمایا ہے تم کو اس ملک کا قیام ہے، تم کو اس ملک کی قسمت ہے، ایزت کا کام  
 سونپ دیا ہے، اس میں روزگار انسان بچتے ہیں یہ پونے دو کروڑ انسانوں کی انتہی ہے  
 اس دور، کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تم کو دی ہے، اور کس آپ سے پوچھ جائے گا کہ۔  
 لکھ کر کھانے پھانے کہ تم نے یہاں یہ کیا کیا یہاں اپنی قوم میں انسانوں کو  
 لے کر بلکہ اللہ نے بندوں کو انہم کے مدد سے چائے لے کر اور اس جہالت اور  
 ان کی اہلیت کی بنا پر لے کر اللہ تعالیٰ روٹھی اور بدایت میں دخل کرنے  
 کے لئے ان کو اس کا حقیقی بنائے لے کر ان پر ان کی رحمت کے ذریعے کھولنے  
 کے لئے ان کو اللہ کا بندہ قبول بنائے۔ لے کر اور ان کو دنیا و آخرت کے فائدے سے  
 چائے لے کر اللہ تعالیٰ نے تم کو اس ملک میں رکھا ہے اور وہ دور، تم کو یہاں بھیجا  
 ہے اور تم تو سمجھتے تھے کہ ہمارے چارے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور ان کا مشایخہ تم کو  
 یہاں آکر بدایت تبلیغ کا کام دیا، آج حالت یہ اس دور کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہوں  
 کو ممالکوں کی جوتہم ہے ہی کے ایمان کے لئے پڑی ہوئے ہیں، اسی میں اللہ تعالیٰ  
 بہتہ بہتہ ہے۔ نہ ہے وہ وقت سے بچتے جا رہے ہیں، لوگ مدت مدت اختیار کرتے  
 جا رہے ہیں، یہاں بھیج کر اور ان سے لگے کہ چھوٹا بچہ وہاں جا رہے ہیں، مدت  
 نہ ہے اور یہ ساری مذہب اختیار کر رہے ہیں، اپنے دین کو بالکل بھول گئے ہیں،  
 آپ پر مہربانی ضروری ہے، ایک مہربانی اپنے بھائیوں کی اس اصرار میں ان کو قہر



غیر جانبدار ہے، غیر متعلق ہے وہ نہ تو حکومت کی طرف سے پادشہ ہے نہ کرہمیں نہ مسلمان دین کی مخالفت، اشاعت اور علم کی کوشش یہ سب تمہارا مسئلہ ہے تمہارے دین پر فرس اس کا مانند ہوتا ہے تمہارا مسئلہ وہی ہے اس کا فرض مانند نہیں ہوتا، وقت کا فرض ہے کہ اگر اللہ نے تمہیں سمجھ دی ہے اور سو فیصد سمجھ بھی تم رکھتے ہو تو ان کو کھول کر دے اور اگر اسے غور کرنے میں بات تو سمجھ لو کہ اس ملک میں تمہارا دین اسلام کے بغیر ممکن نہیں اس وقت سب سے بڑی دشمنی اور سب سے بڑی اپنے ساتھ غیر خوانی یہ ہے کہ اسلام کے لئے اسلام کو بچانے کے لئے اسلام کو پیچیلانے کے لئے مسلمانوں کو اپنے دین میں متہین نہ کرنے کے لئے اور ان کو سچا اور سچا مسلمان بنانے کے لئے ایک مرتبہ اس کا جواز دیا اور ایک بار دیوانہ وار کام میں لگ جاؤ اور اپنے آپ کو جھوٹ دے یہاں کام کرلو اور مسلمان بنو اور سچا مسلمان ہو جائے کہ بڑے سے بڑا فرقہ اور بڑے سے بڑا اہل خانہ اور بڑے سے بڑا بھوپال اس کو اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے اس کے لئے کوشش اور سہارے دے دے پھر جہاد کاؤں کاؤں پھیل جاؤ اور اللہ کا پیغام پہنچاؤ خوب غلے کا اعلان کرو خوب تنبیہ کا اعلان کرو خوب اسلامی تہذیب کو کھل کر بیان کرو کہ اسلامی تہذیب اختیار کرو یہ جتنے اسلامی نامہ لکھے چاہیں شرک اور مشرکات دھرموں سے ان کو زراؤں اور ان سے ان کے دین میں مسلمانوں کی موت ہے کہ وہ شرک اختیار کرے اور کسی مشرکات تقریب میں نہ رہے شرکات دھرم کی کسی مشرکات عمل میں شرکت کرے یہ ہر مسلمان کی موت ہے یہ ایسا ہے جیسے کوئی زہر کا پیالہ پی لے بلکہ اس سے زیادہ خطرناک بات ہے، شرک کی نفرت ان کے دل میں اتنی ہے کہ وہ بت پرستی کی نفرت ان کے دل میں بخدا و شرک سے وحشت، کفر سے وحشت ان کے دل میں بخدا و آخرت سے اس میں غفلت کی تو یاد رکھو میرے بھائیو! میں یاد میں وقت ہوں تمہیں یاد دلانے والا اور شاید دیکھا ہو خود ہو یا نہ ہو لیکن جو تمہیں سے غور سے سنے گا وہ میری باتیں یاد کریں گے میں کوئی صاحب فراست آدم نہیں ہوں میں کوئی دشمن نہیں ہوں میں کوئی مخالف نہیں ہوں پہلے اللہ کی طرف سے کوئی بات کہی جا رہی ہے لیکن یہ بات اتنی موثر ہے جتنی کبھی ہوئی ہے جیسے کوئی بارش دیکھنے والے



سے زرا وہ کسی طرف جا رہا تھا۔ اس نے سراٹھا کر کہا اے بادل اچھا ہے تو مشرق میں جا۔  
چاہے مغرب میں جا جہاں تیرا ہی چاہے وہاں جا۔ جہاں تیرا ہی چاہے برس لگسکے۔ تیرے  
برسنے کا جو نتیجہ ہے یعنی کھیتی اور زراعت تو میرے قدموں کی ہلی میں آئے گا جہاں تیرے ہی  
میں آئے وہاں جا کر برس جا میں تجھ سے نہیں لیتا کہ تو بغداد میں برس جہاں تیری پہنچ  
ہے تو وہاں چلا جا وہاں جا کر برس اگر تیرے ہر سنے سے برسنے سے جو کھیتی پیدا ہوگی وہ میری ہے  
کی یہ اللہ تعالیٰ کے زمین کے لئے محنت کرنے کا ایک بہت ہی معمولی اور حقیر سا فائدہ اور  
اس کا پھل ہے۔ حقیقی فائدہ نہیں حقیقی فائدہ تو وہی (آخرت میں) جا کر ملے گا۔

ایک اور بات مثال کے طور پر عرض کر رہا ہوں کہ کچھ نیچے کر جیسے زمین جوتی چالی  
ہے، کھیتی کی جاتی ہے ایسوں کے لئے ٹرانسم سے پہلے کچھ گھس گھس آگ آتی ہے وہ گھسار  
ٹھوڑے دور جا نورس کے کام آتی ہے ایسے ہی جو عباس خواہ یہ کی صورتیں ان کی فتوحات  
تھیں (میں خلافت راشدہ کو نہیں کہہ رہا) اور ساری دنیا میں اس مقصد کے لئے کام آتی  
ہے، اسی طریقے سے سمجھو کہ ان حضرات نے ہدایت کے لئے محنت کی تھی، گھس گھس و  
خاشاک کے طور پر پیدا ہو گئیں تھیں حکوتیں۔ میرے دوستو! امت محمدیہ میں تم نے محنت  
کر لی کاش کہ امت کے ہر فرد میں یہ آواز پہنچے اور ہر آدمی کی زبان سے تم کی پیغام سننے  
اس وقت کرنے کا کام یہی ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں اگر میرے بس میں ہوتا میں کوئی  
بڑی بات نہیں کہہ رہا اگر میرے بس میں ہوتا تو میں چند مہینوں کے لئے نہیں دو چار سال  
کے لئے تمہاری ساری دکانوں کو نکال لگا دیتا، سیل کر دیتا اور سارے ملوں کارخانوں کو بند کر  
دیتا اور سارے آدمیوں کو دکانوں، دکانوں اور کارخانوں سے نکال کر کہتا اس وقت کام  
صرف یہ ہے کہ ہدایت اور تسبیح کے لئے کھیل چاہو گھر کی پرواہ نہ کرو، کھانے کو راشن ہے  
گھس گھس، پیٹ بھر لینا اور چہننے کے لئے اتنے جوتے کپڑے ملیں گے جتنے لینا اور اگر  
کپڑے پھٹ جائیں تو بیوند لگا لینا اور ترکھ ناچران ہو تو فاقے سرینا مگر اس میں تنہ  
صرف تسبیح کا کام کرنا پھر دیکھنا کہ کیسے کام رہا ہے تم نے دیکھا ہو گا ریل کی پٹری پر ایک  
ٹرالی چلتی ہے لاس کی چانچ لینے اور پٹری دیکھنے کے لئے کہ وہ ٹھیک ہے یا نہیں اب تو

خیر بکلی کی بھی چلنے لگی ہے۔ اب بھی ہمارے ہاں انڈیا میں وہی پرانی چلتی ہے کہ اس میں  
 پیچہ لپیٹ بھال کر سنے والے آئینہ اور قلم بیٹھے ہوتے ہیں تو قلمی اثر کراس کو دھکا دیتے ہیں  
 اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، دیکھا دیتے ہیں ایک دوسرا لائف تک چلے جاتے  
 ہیں پھر اس پر سوار ہوجاتے ہیں پھر دوسرا لائف کو لے جاتی ہے۔ پہلے وہ لڑائی کو لے جاتے  
 ہیں اس سے اس کا راز ان کو لے جاتی ہے ایسے ہی ایمان کی خرابی کو ایک مرتبہ دھکا دے  
 وہ پھر ایمان کی خرابی کو سناٹا نکال دے لے جاتے گی صحابہ کرامؓ نے ایسا دھکا دیا تھا کہ اب تک  
 خرابی کے پتہ جوں میں جان سے رکے اب بھی نہیں ہیں رفاہ ذرا سست ہو گئی ہے اس لئے  
 سست ہو گئی ہے کہ تم نے سکوتوں کا بوجھ ڈال دیا اپنے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دیا  
 انہوں کا بوجھ اور اس پر نہ پڑتا تو اس کی رقیہ میں اشتعال نہ ہوتی، ایسی ہی اسلام  
 میں ترقی ہوتی چلی جاتی صحابہ کرامؓ کے ایسے بارگاہ، ایسے طاقتور اور ایسے شخصیات تھے  
 اللہ تعالیٰ کی کردہ ہیں، تھیں ان پر دوسرے جنہوں نے نہ لڑی، اولاد کی پروا کی نہ ان کا دل کی  
 پروا، دینی اور ایک مرتبہ لڑا اسلام کی خرابی کو ایسا دھکا دیا ہے کہ صرف ۴۳ برس تک دھکا دینا  
 پڑا، تھیں برس کے بدلے میں ۱۳۰۰ برس تو اس وقت ہو چکے ہیں اور جہاں جہاں ان  
 کے قدم گئے آج ملک اسلام، اب غالب ہے۔ جہاں صحابہ کرامؓ کے بارگاہ قدم پہنچے  
 وہاں تو فتنہ بدل گئی، بدو بدل گئی، موعوم بدل گیا، تہذیب بدل گئی سب زمین و آسمان  
 بدل گئے۔ یہ ہے وہ ستورانیہ یہ عظمت دی کی بات نہیں کہ خرابی کو لڑ دھکا دے۔ وہ خدا کی  
 راہ میں سب ان غیر یہ کام نہ کر رہا۔ ذرا پتہ چلا تو تھوڑا سا اثر کر دھکا دے۔ وہ انرا ان  
 کا لڑوں پر محنت نہ تو ہو انہی کے اشارے پر چلنے کے لئے تیار ہیں مگر تم تیار نہیں، یہ کہتے ظلم  
 کی بات ہے کہ اس پر بھی تم جیسے رہو اور تم سے اتنا نہ ہو سکے کہ تھوڑا سا اثر کراس کو دھکا  
 دے نہ اسے چلاؤ، نہیں تھوڑا سا دھکا دینے کی ضرورت ہے، پھر شوق سے اس پر بیٹھو تم  
 کو خود ہی یہ لئے چھی جائے گی، ہوا کی طرح لے جائے گی، اٹک جائے گی۔ یہی کہنا  
 ہے، اور کچھ نہیں کہنا، تمہارے ملک کا بہت ہی نازک مسئلہ ہے، اس وقت اگر مجھ کو کوئی  
 مسئلہ نہیں ہمارے اختلافات، فتنہ لڑو، جتنی جماعتیں ہیں ان سب کا اس وقت افتاء







جس کی سب کچھ ہوتی چیز جانی نہیں ہے الطیغین رکھو جس تھوڑے دن بہت کرلو اور  
 بہت نکالو اور یہاں اسلام کی بڑی خبریں ہوں۔ یہاں اسلام کا رومہ تاج ہو چکا تو یہ غیب  
 نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق بات نہیں میں سناں یہ تم سے کہتے ہوں یہ تمہارا  
 ملک ہے اللہ تعالیٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں ۔

وَلَعَدَّ كُتَابِي الْمَرْكُوبَ مِنْ نَعْدِ الْمُنْكَرِ أَنْ لَا رَحْمَ بِرُكْبِ  
 عِبَادِي الْعَدَّائِي ۝ اِنْ فِي هَذَا لَلْاَعْلَىٰ لِقَوْمٍ غَالِبِينَ ۝

ہم نے زہر کے آئینے کوشتے میں لکھ دیا ہے اس کا وارث ہذا ہے اللہ تعالیٰ نے  
 ایک بندوں کو ورنہ اس اعلان ہے اور وعدے عام ہے یہاں ہے یہاں ہے مرنے  
 والوں پر یہ کتابوں کے لئے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کے لئے خوشخبری ہے وہ اس کے  
 لئے خوشخبری میں کوئی بڑی بات نہیں، لیکن راستہ اس کا یہ ہے کہ تمہارا کھوسا نہ ہو  
 ہر بات کے لئے خوشخبری کہ اس کھیت کے ساتھ گھاس بھی پیہ ہو جائے گی۔ پس یہ ہے  
 اللہ تعالیٰ کہ یہ کتابوں اور اللہ تعالیٰ کہ یہ کتابوں کے بعد بھی موقع آئے گا۔ اللہ  
 تعالیٰ کہ یہ کتابوں کے لئے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کی قوم پر ہے یہ نفس  
 فرما، چاہتا ہے تو اسے بھی سمجھ دے گا، چاہے وہ قورم اختلافات کو جسوں کے اختلافات ہو  
 و اسے حق رکھ کر کرنے والا کام آتا ہے اور جو یہ کام کرتا ہے اس کی کھمارک  
 جاتی ہے، جیسا کہ سب کی جاتی ہے، وہی آخری ہوتی ہے مرنے کا کاموں میں اہم جاتی  
 ہے کرنے والا کام کرتے نہیں پس اگر اللہ تعالیٰ کو بہتری منظور ہے اگر قسم ہے اللہ  
 تعالیٰ اللہ تم اس میں اپنا وقت صرف کر لو، تمہاری حق بہت کرلو اسے اور یہ جرات نہیں  
 ہے ہی۔ کرائی تو تمہارا سا دھکا ہے وہ جس تمہارا تمہاری نہیں بھی کر سکتی کی اور تم کو یہ  
 نفاق کے لئے اڑتی پھر ہے۔

وصی اللہ تبارک و تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد

والدہ و صحابہ و جمعہ

# حرمین شریفین اور جزیرۃ العرب میں مقیم غیر ملکی مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور اہل وطن کے حقوق

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) - پاکستان  
پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) - پاکستان  
پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوت اسلامی) - پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ  
الابواب والاسرار والاعلیٰ والاسفل والارض والسماء  
والارض والسماء والارض والسماء والارض والسماء  
والارض والسماء والارض والسماء والارض والسماء  
والارض والسماء والارض والسماء والارض والسماء

یہ کتاب کی تصنیف و تالیف حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے فرمائی ہے۔  
یہ کتاب کی تصنیف و تالیف حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے فرمائی ہے۔

اس کتاب کے اشاعت کے لیے مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تمام تر کوششوں اور وسائلوں کو جمع کیا ہے۔  
اس کتاب کے اشاعت کے لیے مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تمام تر کوششوں اور وسائلوں کو جمع کیا ہے۔  
اس کتاب کے اشاعت کے لیے مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تمام تر کوششوں اور وسائلوں کو جمع کیا ہے۔  
اس کتاب کے اشاعت کے لیے مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تمام تر کوششوں اور وسائلوں کو جمع کیا ہے۔  
اس کتاب کے اشاعت کے لیے مولانا محمد رفیع الدین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تمام تر کوششوں اور وسائلوں کو جمع کیا ہے۔

جہاں نئی بات نئے نئے شوق میں ہوتا رہتا ہے۔ یہی اصل بات ہے۔

”حضرات! میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے معاش کے مسئلہ میں مرد زمین سے مرد و عورت کو ملایا ہے۔ آپ کو نہیں جہاں چاہئے کہ اس مرد زمین کا اصل یہو سماں مرد زمین کا اصل تھیں اور اس - زمین کی اصل نعمت و وحی ہے جو ان تمام چیزوں سے ہمارے ارشاد کے بغیر نہ ہاں نہ تھا۔ مرد و عورت ہوتا ہے، نہ عورت کا یہ تو اب پرستے ہیں کہ عورت کا عمامہ اور دست بقی نہیں ہو سکتا، اور جو ملک کھلی معاشی مسئلہ پر قائم ہیں، اور ان کے اندر دیکھا جائے کہ مطلقاً معاشی ہے، وہ ایک غیر فہرستی نظام کے ماتھے اندر کی ضرورت ہے میں نہیں سمجھتا کہ یہی نہ ہو۔ اللہ کی رحمت ہے، جتنے مسئلے حل ہیں، وقت ان میں سے ہر ان مسئلہ کے شر سے دوسرے ملکوں میں پہلے دور ہے ہیں، اور اب اس کا نتیجہ ہیں کہ ہم میں معاشی حوالہ کے ساتھ مرد و عورت ہے، اور یہی نہ ہو سکتا ہے کہ ہاں نہیں پایا جاتا جو مطلقاً انسان کے انسان کے لئے متعلق ہے، یہ ہے، یہ مقصد ہی ہے انسان کا آیت میں شریعت ہے۔

وما خلقت الذی و الإنس الا لیعلمون ○ ما یزید منہم نفس  
کونی و ما یزید ان یسئلون ○ ان ینزلہ هو علی راقی ذوالقوۃ  
العبید ○ سورہ المدثر ۱-۲۹

”اور میں نے انہیں اور انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، میں ان کے لئے اب بھی نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ کچھ (نہیں) انہیں، خدا ہی تو مقرر کرنے والا ہے، اور وہ اللہ ہی ہے۔“

یہ حقیقت ان کی نگاہوں سے اچھل جاتی ہے ان کے دماغ میں یہ نظام معاشی اور نظام معاشی ہی نہیں ہے، وہیں وہ معاشی دیکھتے ہیں کہ یہ نورانی ہیں ان کا کوئی اصل نہیں ہے ہاں یہ فراہم نظام دوسرے کے لئے ملے دے، ایک نظامت کی ترقی دوسری نظامت کی ترقی ہے، ایک قومیت کا نظام دوسری قومیت کے نظام سے نکل رہا ہے، جو ان معاش کے لئے اس ہے، بلکہ اس ملک کی معاش دوسرے ملکوں کی معاش کو اثر ہے۔

ان کے پاس اس کی آواز دہرائی تھی اس ملک کی معاش ترقی کا اہم کامیابی اور اس میں  
 کی معاشی زندگی اور معاشی پرستیوں کے بارے میں سے اس ملک میں مسکن پیدا  
 کر رہے ہیں بلکہ اس ملک کی وجہ سے وہ ملکوں میں بھی گئے گئے مسکن پیدا  
 کر رہے ہیں اور وہ مسکن ان کے لئے وہاں پر ہی بنی ہوئے ہیں یہ ایک مسکن ہے  
 جس کا کل ان کی موجودگی میں آ رہا ہے اس لئے کہ اس کے لئے وہ مسکن ہیں اور وہ  
 پرستیوں میں ہیں۔ یہ مسکن ان کے لئے ہے۔

اس میں سرزمین (مکہ) کا جو ملک (مکہ) ہے اس کے بارے میں اللہ  
 تعالیٰ فرماتا ہے۔

هَٰذَا الْمَدِينَةُ الَّتِي كُنَّا نَمُرُّ بِهَا اَوْ قَبْلُهَا

سورة المدثر: ۱۰

”یہ اللہ کے نام سے ہے کہ میں نے اس کو پیدا کیا (جو اس کے اقامت اور اقامتوں  
 کے وقت پر ہے) اور میں نے اس کو پیدا کیا۔“

اس آیت کے بارے میں اس میں کی گئی ہے۔ یہ اللہ اور اس کی  
 رحمت و مہربانی سے ہے۔ اس میں وہی ظاہر کی گئی ہے کہ اس میں اس  
 میں سے آیت میں اس میں ہے اور وہ ملک اور زمین یہ استقامت اور اس میں  
 آیت ہے اور اس میں ہے اس میں ہے اور وہ ملک اور زمین یہ استقامت اور اس میں  
 سے ہے اور اس میں ہے اور اس میں ہے اور وہ ملک اور زمین یہ استقامت اور اس میں  
 سے ہے اور اس میں ہے اور اس میں ہے اور وہ ملک اور زمین یہ استقامت اور اس میں

کے نام سے ہے اور اس میں ہے اور اس میں ہے اور وہ ملک اور زمین یہ استقامت اور اس میں

”یہ اللہ کے نام سے ہے کہ میں نے اس کو پیدا کیا (جو اس کے اقامت اور اقامتوں  
 کے وقت پر ہے) اور میں نے اس کو پیدا کیا۔“

یہ اللہ کے نام سے ہے کہ میں نے اس کو پیدا کیا (جو اس کے اقامت اور اقامتوں  
 کے وقت پر ہے) اور میں نے اس کو پیدا کیا۔“

الْمُخْرَجُ رَبَّنَا لِيَقِيمُوا الصَّلَاةَ زُورُوا اِرْهَبِهِمْ ۝

(ترجمہ) ”اے پروردگار میں نے اپنی قوم، سیدان (مکہ) میں نکلے کھینچے نہیں، حیرت  
نیرت (واپ) دے کر بے پاس ابھائی ہے، اے پروردگار تاکہ یہ نماز قائم کریں۔“  
تو ابراہیم علیہ السلام نے اس وادی، مکہ اور حجاز کے مقام کا حقیقت تک کے لئے تعین کر  
دیا، اہل اس وادی کی فطرت ”وادی غیر ذی زرع“ ہونے کی ہے، اس لئے اس میں  
کبھی سرسبزئی و خوش حالی، یا غارت اور کھیتیائی، مرغ و گوشت، و زرا، پانی کی بہتات، دولت  
کی فراوانی اور چھارت کی گرم بہ زاری نہ کھینچے جس آئے تو یہ اوپر کی چیز ہوگی، یہ اندر کی چیز  
نہیں ہوگی، یہ اس کے لئے ایک غیر خطرناک، ستون کی اور نہ مٹی میں ہے اس وادی کے اصل  
مزان کا پتہ چانے والا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ کون ہو سکتا ہے؟ اور کون اس کا  
دعویٰ کر سکتا ہے؟ انہوں نے العباد ربانی اور عبادت آسمانی سے اپنی اولاد کو یہاں لا کر  
چھوڑ دیا تھا، اور کہہ دیا تھا کہ میں نے اپنی اولاد کو ”وادی غیر ذی زرع“ میں بے پایا ہے، یہاں  
اپنا خاندان چھوڑ کر جا رہا ہوں، گویا قیامت تک کے لئے اس وادی کا مزاج اس وادی کا  
مقام اور اس وادی کی فطرت کو متعین کر دیا، اب یہاں اگر رزق اور معاش کی برکتیں زمین  
سے اٹھیں اور آسمان سے برکتیں، جب بھی اس وادی کا مزاج وہی رہے گا جو سیدنا ابراہیم  
علیہ السلام نے بیان کیا، اور جس کے ساتھ انہوں نے اس کا رشتہ اور رابطہ قائم کیا۔

میرے بھائیو! خود فرمائیے ”ہِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ دَوْلَتِهِمْ ہُوَادٍ عِبْرَ ذٰلِیْ زَوْجِ“  
”رَبَّنَا لِيَقِيمُوا الصَّلَاةَ سَکَارًا یَاہُیْ؟“ فرماتے تو یہ ہیں کہ میں نے اپنی اولاد کو  
وادی غیر ذی زرع میں آ کر کیا ہے، اے ہمارے پروردگار تاکہ یہ نماز قائم کریں، نماز  
پر ہمیں، آپ نے لَقِیْمُوا الصَّلَاةَ کہا یہ نماز کے قائم کرنے والے ہوں، یہ نماز کے دینی  
نہیں، یہ نماز کے قیام کے دینے زمین پر ذمہ دار ہوں، اگر وہ اپنی اولاد کو دنیا کی سر زمین یا  
دجلہ فرات کی وادی میں چھوڑتے (جہاں کے ہوتے والے تھے) یہ مصر میں جس سے  
گمراہ کر آئے تھے، یا شام میں جہاں پھر مسجد اقصیٰ بنی اور آپ ہی کی اولاد نے بنائی، کیا  
وہاں لَقِیْمُوا الصَّلَاةَ کا ظہور تحقق نہیں ہو سکتا تھا؟ آپ سب جانتے ہیں کہ وہاں

فدائیں پر بھی جاری ہیں۔ خدا کے فضل و رحم سے مسلمان جو دوز میں، خدا کے حق پر، اس کی تحریک اور نواہ کے قیام و استقامت سے روٹ جاتا ہے، وہ جی جی کہہ دے کہ جب آخر اعلانِ فیض کے تو انھیں یاد دہانے پر آمادہ نہ ہوں گے۔ انھیں حشر میں لٹکے ہوئے گی۔

ان کو نہیں پہچانتا۔ اور اسی کوئی اور شخص نہ ہے جس نے ان کی طرف سے جیسے اور ان کا نام  
 سلیم بن ابی موسیٰ ہے۔ ان کے پاس ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جس کی طرف سے ان کے پاس سے روٹیں کا  
 انقلاب کرنے کا آغاز کیا ہے۔ اور یہ ہے کہ ان کو اس کے معاشی مسائل میں کراہتا ہے۔ ہم  
 خواتین عالمی سطح پر اس کی زندگی پر کراہتی ہیں تو پھر ان کی سرپرستہ مستعد ہیں۔ لیکن وہ  
 انقلاب لیا ہوا ہے۔ یہاں اس کے مطالب ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو اب بھی روٹیں کا  
 مقصود ہے اور ان کا وہاں سے روٹیں کے لیے وہاں جیت ہے۔

[illegible]

اپنے بھائیوں کو بھولیں

یہ بات قلمی۔ لے یہاں انی مہارت سے عرض کی، وہ یہ عرض نہ چاہتے ہوں کہ آپ نے امرات کو بہت زیادہ مہارت دیا ہے۔ پھر یہ کہ ان سے کہہ دیجئے کہ میں نے آپ



”ظہر سے کوئی (یہاں تک کہ جن کو بھی یہ کام مشر کیا ہے) اپنے ان ملکوں کو نہیں بھرانے  
 پر ہے، یہاں سے آئے تھے، اور وہاں اپنے بھائیوں کو قراقرم میں کھینچ کر، چاہے جن کے  
 لئے اللہ تعالیٰ نے دوسرا جہان تدارک فرمایا ہے، اور جن کا رزق اللہ نے زمین دھتے انسان  
 زندگی میں فراہم کر دیا ہے، ان دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے، یہاں کے مشغولیت میں  
 (خود وہ مشغولیت سے دوسرا جہان کی مشغولیت) یہاں کے احکام اور یہاں کی محبت  
 میں اور اپنے ملک کے لوگوں کے احکامات سے واقف ہونے میں، ان کا اور محسوس کرنے  
 میں، اور ان کی طرف سے غلامانہ رہنے میں قطع کوئی آہٹا نہیں ہے، بلکہ جو یہ کام  
 شریفہ میں آتا ہے کہ سموت ایک دوسرے کی طرف سے ایک دوسرے میں انفرادی  
 منذ غصوا تداعی مد سائر الجسد بالشہر والحقی کہ ان کی مشغولیت میں  
 ہوتی ہے تو سارا جسم ان کے محسوس کرتا ہے، اور چہ چہ آتا ہے وہ چاہتا ہے، آپ کے  
 یہ صیغہ، بعد پاک کے (آپ تو میرا اور وہ ایک الگ الگ ملک ہیں لیکن پہلے تو وہ میرے ہی تھے  
 اسلامی تاریخ کی بعض صدیوں میں عام اسلامی قیادت و رہبری تھی ہے، ہم اسلام کو  
 فیک کی ایمانی طاقت اور ایک نیا جہان کی بنیاد رکھنے والے جانتے ہیں  
 ان بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ علی صدیق کوئی لڑائی میں کہتا ہے، عام اسلام پر دینی  
 احکام پر پختہ وطنی انھیں کاہنوں، یہ لوگوں رہے، آخر کیا آغوشیں صدیقی کے بعد جسوں  
 واضح طور پر یہ فقر آتا ہے کہ وہ اب ممالک اور اسلامی طاقت، سماجی تہذیب اور اسلامی  
 محبت کے مرکز تھے، وہ جسوں انھیں کا کا کا کا رہ گئے ہیں، اس وقت بعد وہاں نے ایسی  
 مستحیاں پیدا کی ہیں جنہوں نے انھیں ان کے لئے تیار کیا، اور ان کی میں نہیں، بلکہ وہ ایک  
 عربیت میں چھوٹی قوم کی ایک اور راہی ہے، اور ان کا فیصلہ ممالک عربیت تک پہنچا ہے،  
 خاص طور پر دوسری دنیا میں، اور دوسری دنیا میں، یہ سچے دوسری دنیا میں  
 ہر صیغہ کی روحانی، ملی اور دینی ترقی کی صدیاں ہیں، ادب اب ان کے لئے نہیں پیدا ہوئی جن  
 کی تعمیر چاہیے، یہ اسلام میں ملی مشعل ہے۔

میں نے طور پر اس وقت چند ہی نام کے حکماء اور حضرات مجدد الف ثانی، قاضی محمد

مربندی، پھر ان کی اولاد و افتاد کا پورا سلسلہ جو تقریباً سو ۱۰۰ برس تک چلتا رہا۔ حکیم  
 الاسلام حضرت شاد ولی اللہ دیوبندی، حضرت شاد عبد العزیز صاحب، ان کے بعد حضرت سید  
 احمد شہید، حضرت شاد اسماعیل شہید، تین صدیوں میں پورے عالم اسلام میں ان  
 شخصیتوں کا جواب نہیں ملتا، انہوں نے اپنے ملک، ملک اپنے ہمد کے مسلمانوں کے  
 دلوں اور سینوں کو یک نیتی ایمانی طاقت سے بھر دیا ہے، شام و ترکی کے علاقہ سے مولانا  
 خالد ہمدانی آئے، اور پھر جان نثار حق، شام و ترکی کو ذکر الہی اور ایمانی طاقت سے بھر  
 دیا، انی طرح شاد ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ و سید احمد شہید رحمہ اللہ علیہ کا (جو انہیں  
 نے ساتھ ان کے تہذیبیت یافتہ تھے) فیض، درود و تک پہنچا، اور ہندوستان کا تو پوچھنا ہی کیا  
 ہے کہ لوگوں کا اندازہ ہے۔ ہم سے کم تھیں، سلا کھ آدمی حضرت سید احمد صاحب سے زیادہ  
 راست فیض یاب ہوئے، اور چالیس ہزار سے زیادہ آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے،  
 رسوم کی جو اصلاح، بدعات کا جو رد، اتباع سنت کا جو ذوق، اور شاعت کتاب و سنت کا جو  
 جذبہ پیدا ہوا، پھر قرآن مجید کے تراجم کے ذریعہ سے مسلمان خاندانوں کی جو اصلاح  
 ہوئی، اور جاہلیت سے سمعان نکل کر صحیح اسلام کے دائرہ میں آئے، اور بن کے اندر ذوق  
 عبادت پیدا ہوا، خدا طلبی اور محبت الہی کا جو شعلہ موجزن ہوا، اس کی مثال تو درود و تک  
 نہیں ملتی اپنے زمانہ کے بڑے مہرہ، یا خیر عالم نواب سید صدیقی حسن خان مرحوم دہلی  
 کھوپال کے بقول (جو اپنے زمانہ کے عظیم ترین مصنف اور محدث تھے) دوسرے  
 مکتب ترائستان اور مالک عربیہ تک میں بھی حضرت سید حبیب صاحب تاثیر دہلی سنا نہیں  
 سکتے۔

حضرات اس کے بعد میں آپ سے عرض کرنا چاہتا تھا کہ آج ہندوستان کی  
 ملت اسلامیہ ہند یہ ایک نئے سوڑ پر پہنچی گئی ہے، آپ حضرات کو اجماعی طور پر اس کا حال  
 معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں اس وقت مسلمانوں کے لئے ایک امتحانی گھڑی آئی ہے۔  
 آپ جانتے ہیں کہ ہر مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ جہاں رہیں اپنے اہمیا ذوق  
 عقائد، اپنی عبادت، و فرائض، اسلامی شعائر اور اپنے ملی شخص اپنے مخصوص تمدن و

و حادثات و درمذہبوں کے مابین اختلاف اور اشتقاق کے ساتھ ہیں۔ لیکن معتبر ہے اور  
 نہ اسلامی اور صحیح ایمانی زندگی کے ہیں، اگر یہ نہیں تو پھر اسلام کی زندگی کہلانے کی  
 مستحق نہیں۔ یہ جاہلیت کی زندگی ہے، انمار کے اسلاف پر اس کی کوشش کرتے رہتے  
 کہ مسلمان صرف باہمی و دور دوری کے اعتبار سے ہندوستان میں نہ رہیں، بلکہ اپنی  
 اسلامی شخصیات کے ساتھ رہیں، اپنی دعوت، اپنے پیغام و اپنی خصوصیات کے ساتھ  
 رہیں۔ یہ تسلسل نہ ان کے نفس سے انہی تک قائم رہا ہے۔

اس وقت جب تک آپ موزا آئیں گے کہ آپ حضرات کے سامنے بھلا بیان نہ  
 چاہوگا۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ جو قومیں اپنے مخصوص تمدن سے محروم رہی جاتی  
 ہیں، ان کا دین کی مبادی کا دین کی شب کی مخلوقوں اور ان کی مبادی کے  
 طریقوں نے اندر محدود و محدود رہا ہے، پھر رفتہ رفتہ ان کا رشتہ زندگی سے کٹ جاتا ہے  
 اس لئے ایک صاحب شریعت اہلک کے لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے امتیازی  
 عقائد، اراچی مبادی کے ساتھ رہے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی خصوصیات  
 و حادثات و تمدن کے ساتھ رہے، اس لئے کہ ہمارے دین کا اصول یہ نہیں ہے کہ "دو خدا  
 کا ہے دو خدا کو، دو اور جو قید کا ہے دو قید کو، دو اہلک کا ہے اہلک کا، دو آپ کا ہے آپ کا، دو  
 معاملہ ہے اس کا، حق باہر کی زندگی سے نہیں ہے۔"

مولا علیؑ اپنی قوموں و حادثات اور تمدن کے سانچوں سے محروم رہ گئے، اہلک و ایمان  
 کی تاریخ برقی ہے، کہ وہ ملتیں زیادہ نام ان اہلک سے وابستہ رہیں، اہلک کی حرکت  
 ان کے اوپر سے نکلی ہوتے ہوئے، کہ پھر پھوٹ گئی، اور وہ آخر دونوں اہلک کے اندر  
 آتے اور اپنے مذہب سے جدا ہو جاتے ہیں، اہلک نے اہلک کو ان کے لئے یہ ضروری  
 ہے کہ اگر جہاں میں عقیدہ و توحید کے ساتھ رہیں، ایمان بالہدایت و شریعت کے امتیاز  
 رکھتے، ان امتیاز کے شوق اور جانے کے ساتھ رہیں۔ جاہلیت سے (خواہ وہ دور  
 اندازوں ملک کی جاہلیت ہو، یا باہر کی جاہلیت ہو) جاہلیت قدر ہے، جاہلیت مغربہ ہو،  
 جاہلیت غلبہ ہو، جاہلیت غریبہ ہو یا جاہلیت غریبہ ہو، ہر قسم کی جاہلیت سے دور اور مخلوق

میں۔

ہندوستان جیسے بڑے وسیع ملک میں یہ بات جس بھی ضروری ہے کہ وہ مختلف مذہب اور  
 تواریخ کے لیے ایک ہی ذمہ داری اور اس کے مقابلہ میں (جہاں  
 مسلمان اکثریت میں ہیں) بہت بڑھ چکی ہے، اس کے لیے کہ وہ اس وقت یہ خطرہ ہے کہ  
 اس کی ترقی و پیش رفت کی آبادی اور اکثریت جس کو موجودہ مذہب اور مذہبی اور مذہبی اور  
 اقتدار کی ضرورت اس کے ساتھ میں آجاتی ہے، جہاں اس کے لیے یہ ہے کہ اس کو اس  
 دنوں یا صدیوں کا شمار نہیں ہوتا، وہ اس کی صورت کے لیے بڑی پیچیدگی اور بڑی  
 نرا ہے اس لیے اس کے لیے اپنی اپنی ذمہ داری ہے اور اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اور بھی نہیں ہوتا، اپنے کسی حق پرستی اور اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 وحدت اور ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 پرستی کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 ہونا چاہیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 ملک کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 یہ ان کی بصیرت کی ہے ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 شعور ہے ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 کا ہے ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 کو وہ کسی زمانہ میں اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 رہنا ہاں ملے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 مصالحتہ اور جاتی ہے، یہاں پر اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 بڑا کوئی، ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 یہ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

کے، کراچیوں نے ہندوستان کی امت اسامیہ کو اس کے شعائر کے ساتھ قائم رکھنے کی پوری کوشش کی، الحمد للہ آج ہندوستان کا مسلمان اپنی ہون تمام خصوصیات کے ساتھ باقی ہے اور اس صرف یہی نہیں کہ مذاہم دی جادری ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مسلمان عید الفصحی کے موقع پر قربانی بھی کرتے ہیں، بڑے بڑے دینی اجتماعات کرتے ہیں، اور آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت کی سب سے بڑی وسیع دعوت تبلیغ بھی وہیں سے نکلی ہے، اس کام کو بھی دینی اور ہندوستان ہے۔

ان انجمنی مزدودوں کو یہ سعادت بھی نصیب ہوئی کہ وہ عربوں کو یاد دلانے، کہ تم سے ہم کو اسلام ملا تھا، اس نئے جھمبے سب سے زیادہ اسلام کے معاملہ میں ذکی الحس اور غیور ہوتا چاہئے، جھمبے اب بھی اس کا نظیر وار ہونا چاہئے، الحمد للہ ساری دشواریوں، اُجھڑ مسافت اور عربی زبان کے وہاں رائج نہ ہونے کے باوجود (جو صرف مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہے) اللہ نے ہندوستان کے فرزندوں کو توفیق دی کہ وہ عربوں کو خطاب کریں، قاہرہ میں خطاب کریں، دمشق میں خطاب کریں، حد یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ میں خطاب کریں، اور عربوں سے کہیں کہ تم کو اسلام کا نمونہ بننا چاہئے، قومیت عربیہ کے خلاف سب سے زیادہ طاقتور آواز اٹھانے والے ہندوستان کے فرزند، اور عربی کے وہ نو جوان اہل قلم تھے، جنہوں نے اس زور سے اس کا تصور پھونکا کہ اس کی آواز قاہرہ اور دمشق اور مکہ مدینہ (شریفہ اللہ) کی دیواروں سے گونجی، اور اس کا یہاں کے فضلا، و قائمہ بن نے اعتراف کیا کہ جس جرأت و وضاحت کے ساتھ قومیت عربیہ اور "تجدد" و "تقدمیت" اور مغربیت کے خلاف ہندوستان کے عربی رسائل اور عربی کے اہل قلم نے مضامین لکھے ان کی نظیر خود عالم عربی میں بھی ملنی مشکل ہے۔

مسلم پرسنل لاء

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہندوستان میں اچانک ایک موڑ آیا، اور وہ یہ کہ ہندوستان کی سب سے بڑی عدالت نے جسے سپریم کورٹ (SUPREME COURT) کہتے ہیں، ایک مسلمان مدد شاہ نور کے کیس میں یہ فیصلہ کیا کہ طلاق دینے والے کے ذمہ یہ ہے کہ مطلقہ کو جب تک وہ زندہ رہے نفقہ دے، اور اس کی مقدمہ اور حقدار کی

جو اس وقت پانچ سو ماہانہ ہے جب تک وہ شادی نہ کرے یا زندہ رہے، اگر شادی نہ کرے تو عمر بھر اسے یہ بظاہر تو ایک مچھولی سی بات تھی، لیکن فیصلہ کا آغاز ان لفظوں سے ہوا ہے کہ ”اسلام کا ایک کمزور پہلو یہ ہے کہ اس نے عورت کو صحیح مقام نہیں بلکہ بہت سی پست درجہ دیا ہے۔ اور اس کے بعد اس فیصلہ میں ”متاع“ کی تشریح کی گئی ہے مگر یہ انی ترسوں کی بنیاد پر کہ ”متاع“ کا مطلب ہے کہ اس کو غنڈہ برابر دیا جاتا رہے۔

### خطرناک پہلو

اس میں خطرناک تین پہلو تھے۔

(۱) ایک یہ کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عدالت کو یہ حق ہوگا کہ وہ ہمارے مذہب میں ہمارے پرسنل (لا قانون احوال شخصہ) میں مداخلت کرے، اور اب اس ملک میں شریعت کا حکم نہیں چلے گا، علماء کا فیصلہ اور مفتیان دین کا فتویٰ نہیں چلے گا، عدالت کا فیصلہ چلے گا۔

(۲) دوسری بات یہ کہ انگریزی ترجمہ کی مدد سے ایسے لوگوں نے جو ماہرین فن نہیں، عربی زبان سے واقف بھی نہیں، عالم دین بھی نہیں، قرآن کی آیات اور دینی اصطلاحات کی تشریح اپنے ذمہ لی، یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ قرآن مجید کی تشریح صحابہ ان کے لئے نہیں، ان کے لئے اور وارثہ کلارہا، اور اس کو اپنے وقت پر رک شویا گیا تو پھر نماز کی تشریح بھی کر دی جائے گی کہ دیکھئے قرآن مجید کی سورہ توبہ میں آتا ہے:-

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَلْفَةً تَطَهَّرَ لَهَا وَلِفَرَسِهَا وَنَسِئَ

عَلَيْهِمْ أَنْ يَصِلُوا فَكَ سَكُنْ لَهُمْ وَاللَّهُ مُبِيعٌ عَلَيْهِمْ

(سورہ التوبہ: ۱۰۳)

(ترجمہ) ”ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کر لو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے رہو، اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لئے موجب تسکین ہے اور خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

آپ ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کیجئے اور ان کے لئے دعائے خیر کیجئے، آپ انی دعائے خیر ان کے لئے باعث تسکین ہے، تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ نماز کہاں سے آئی؟ اور اس کے لئے اتنی بلند آواز سے اذان دینے سے ہماری تیندیں خراب ہوتی ہے، اور صبح کی اذان

اور مینہ خراب کرتی ہے۔ ہم نے مارہا کوک پلچول صاحب کا انگریزی ترجمہ دیکھا ہے اس میں تو (ص ۷۰) کا ترجمہ دیا ہے کیا کیا ہے۔ (۱) تو یہ نماز کہیں سے آئی؟ تو اس کا وقت پر نہیں نہیں لیا گیا، اور اس کو چیلنج نہیں کیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند عداوتیں قرآن مجید کے غلطوں کا سہارا بن کر اور ترجموں کا مد سے جو چاہیں گی تشریح کریں گی، اور جیسا کہ میں نے ہندوستان میں بعض جہلوں میں کہا کہ یہ بات صرف قانون تک محدود نہیں ہے، یہ دنیا کے اس لئے ہوئے غلط نمونہ ہے کہ جس کا جوئی نہیں ہے وہ اس میں دخل نہ دے مرنی مرنی وافر نہیں میں نہ دے لے لے کر اس کا اور پانی میں نہ جوئے تو قرآن مجید اشد کی کتاب ہے، اور وہ عربی زبان میں نہ ل ہوئی ہے، اور اس کی تفسیر ان مستند علماء نے کی ہے، جو علوم قرآن و سنت اور عربی زبان کے، ہر حقہ اس لئے یہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ میں نے کہا کہ لکھنے والے لکھ کر نہیں کہ جس طرح آج مطلوب چیز نہ لانے پر دہنوں کو جلایا جا رہا ہے، (اور پینٹل پر لیس کی رپورٹ یہ ہے کہ دارالاسلامت دہلی میں برآمد کھٹے پر ایسہ واقعہ پیش آتا ہے) طلاق دینے کے بجائے بیویوں کو جلایا جائے گا یا زبردستی کر مار دیا جائے گا، یا رات کو انہیں کوئی ایسی دیوار سے دی جائے گی کہ صبح کوٹ انہیں تو معلوم ہو وہ مردہ ہیں، اس لئے کہ کوئی شخص محنت مال لے کر تمہیں برتس تک چالیس برس تک، اور اس مدت تک جس کا ابھی کوئی انداز نہیں ہو سکتا، طلاق دینے والا شہر پانچ سو روپیہ، سو روپیہ دیتا رہے اس کے بعد خود عدالت فیصلہ کرے گی کہ معیار زندگی بڑھ گیا ہے، پانچ سو روپیہ کافی نہیں ہے، یا وہ خواہ اور خواہست ہے کہ پانچ سو میں تار گڑا رہا نہیں ہو رہا ہے، ایک ہزار مل چاہئے، پھر اس نے بعد وہ شہر کے پاس بنے گی۔ جس نے اسے تھ سے نکالا ہے، اور اس سے پیسے لے لی اور اس طرح اس سے کوئی نہ کوئی رابطہ رہے گا۔

(۱) مثال صاحب سے تیریں ہے۔

AND PRAY FOR THEM, PRAYER IS AN ARRANGEMENT FOR THEM ALL IS NEARER KNOWER (P-193 NO 1931)

یہ چند چیزیں تھیں جو بہت اہم تھیں مگر یہ صرف مطلقہ کا مسئلہ نہیں تھا۔  
مطلقہ کا بہت زیادہ بحث کا مسئلہ تھا شریعت کے کسی حکم کی تشبیہ کرنے کا۔ امرائے  
سلطنت کے نام سے تمام مسلمانوں پر ایک ایسی چیز مقرر کرنے کا جو ان پر نہ اور اس  
کے بعد نہیں لی جاتا اور شریعت کے آپ نے یہ خوش فہمی سنائی کہ یہ نہ وہاں میں  
نہاں ہے کہ یہ۔ بعد ازاں وہاں پہنچا، اور یہ جو وہاں کے تھان کے اندر رکھی دیکھتے ہیں کہ  
یہ وہاں کے ہیں۔ لیکن یہ وہاں کے ہیں اور وہاں کے ہیں اور وہاں کے ہیں۔  
اسدنی اس پر حتمی ہے۔

چوتھے کے یہ بات تھی کہ یہ وہاں کے مسئلہ میں علماء کے ساتھ ہیں اور  
مسلمانوں کی غرضت اس مسئلہ میں نہیں رہے تھے۔ اور یہی چاہتی ہے وہ اس  
میں۔ وہاں کے اور وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
اور اس کے لئے یہ ہے۔

مگر یہ انھیں نے کہ اس ایک نام سے کہ جو وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
یہ بھی کہ یہ نہیں ہے۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
تو یہ کہ یہ ہے۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
کے حقوق کا جو یہ کہ یہ ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
کہ وہی جو یہ کہ یہ ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
کے کہ یہی کہ یہ ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
کہ یہ کہ یہ ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
کہ یہ کہ یہ ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔

میں کہ یہ کہ یہ ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
تمام ہی تنظیمات اپنے پر سے تمدن و معاشرت اور اپنے پورے تمدن کا قانون کے ساتھ رہنا

۱۱۱) کہہ کا شہر اور وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔  
۱۱۲) کہہ کا شہر اور وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔ وہاں کے ہیں۔



چاہئے، میں نے ایک چندہ میں (جس میں بڑی تعداد میں ہندو حضرات بھی شریک تھے) کمرہ لگا کر میں آپ کے مخالف جتنا ہوں کمرہ میں، شام میں یہاں تک کہ میں برائے کر کے کہتا ہوں کہ خدا خواست حجاز مقدس اور سعودی عرب میں بھی شریعت کے مخالف کوئی قانون بنایا ہے نہ گا تو وہاں کے مسلمانوں کا اور سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں، اور اس اختلاف اور بددیواری اور جدوجہد کا محرک یہ نہیں ہے کہ یہ ایک ایسی عدالت ہے فیصلہ دیا ہے جو غیر مسلم ہے، آپ سے متعلق کہیں ہوں کہ اگر کسی خاص مسلم ملک میں بھی قانون شریعت کی مخالفت کی گئی تو وہاں کے وہاں کے اور غیر مسلمان اس طریقہ سے اس کے خلاف جدوجہد کریں گے اور یہ وہی ہے جس طرح ہندوستان میں ہو رہے ہیں، بہت سے ہندو ہیں جن کا اختلاف یہ ہے کہ اگر یہ بات یہ بات اختلاف کی گئی ہے اگر معاملہ یہ ہے کہ اس کی مخالفت میں صرف یہ چندہ کا کمرہ ہے، اس سے شریعت متاثر ہوتی ہے، اور مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر اس میں نہیں کر سکتے، اور ان کا یہی طریقہ عمل ہو رہا تھا، علماء شریعت کے ملکوں میں بھی یہ بات چھوڑنا ہی چاہیے۔

مخبر حضرات اس سے کہ میں نے اس کے طور پر اس مسئلہ کو براہ وضاحت اور تفصیل سے مزاحمت کرنا چاہیے نہیں میں آپ سے صرف جتنا ہوں کہ آپ نہیں سمجھ رہے ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس کی سر زمین میں یہ ہیں آپ کو خدا چاہا نہ کر لیتے، یہاں پہنچے کہ آپ اسلامی معاشرت والوں کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں یا نہیں؟ آپ کو اپنے گھر میں بیٹے کہ آپ نے جو شریعتیں میں رہ رہی ہیں "تہذیب مجازی" اور معاشرت اسلامی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں، یہ ساری تہذیب و معاشرت کے مقصد و افعال ہیں، اگر واقعہ یہ ہے کہ آپ، سچے اور مخلص تو ہیں، وچیز مقدس اور گہوارہ اسلام (عرب اس ملک آپ کا رہنا سہنا اور چنا اور رہنا) یہ عرب و راہ پر اتوں ۵۰ سال ہے تو آپ کا حرم میں رہنا آپ کے میں تصور و معانی نہیں، اس کے کا بنام میں وجہ ہے آپ کو حرم پر جو جاسے گا، کوئی فرقہ وارانہ عقیدہ میں آتا ہے۔

وَمَنْ يُوْذِ فِتْنَةً مَّا لِحِمِّهِ يَرْغَبُ مِنْ عَذَابِ اٰلِهٖٓ

سورہ الحج ۲۵:

”اور جو اس میں (تیم میں) شراکت سے تاج رومی (و کفر) آ کر نہ چاہے تم میں اور وہ  
اپنے والد عذاب کا مزہ چکھ لیں گے۔“

پیش من، نے لکھا ہے کہ اور جب مصیبت پر موقوفہ ہے، لیکن حرم نبوی میں (بیعتہ)  
ارواحِ مقدسہ سے پرکھی ہو غلو ہو گا، ورنہ بنا و پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
جو حسرت میں ہیں، اور جن کو رسول اللہ ﷺ نے ہم و حکمت کی دعا دی ہے، وہ نہ مکرر نہ  
تجدید کر سکتے ہیں اور وہیں رہے ان کی قبر مبارک ہو جس ہے۔

بھائیو! مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوا کہ یہاں شادی کے مراسم میں بہت سی دوچیزیں داخل  
ہوئی ہیں جو ہمارے یہاں بھی معیوب تھیں، لیکن یہاں آگئی ہیں غلط بات میں کئی وہ  
چیزیں آئی ہیں جو خلاف سنت ہیں، ہم ہندوستانی، پاکستانی مسلمانوں نے ان باتوں  
کو باقبول سے نہیں، انتہا سے بڑا رکھ دیا ہے جس سے کتنی یہاں شریک نظر آئیں، ہم  
نے یہاں سے اور سنت و حدیث سے قطعاً موقوفہ پر مجبور و تھوہار سے تقسیم کرنا اور جاتا  
سیکھا تھا، اور الحمد للہ یہ سنت جو اسے یہاں زندہ ہے، مگر یہاں اس کے بجائے دنیوں میں  
سختی یا اخلوئے کی تقسیم دیکھی، سنا کہ ہر ان سنتوں کی پابندی پر اپنے غیر مسلم بھائیوں  
اور برادرانِ وطن کے طبعی سنے رہتے ہیں مگر ایمان سے دستبردار نہیں ہوتے۔

اسی طرح یہاں شادی کو پڑا مصروف، بلند سہ یاد اور مشکل کام سمجھا گیا ہے، دور رس  
کے لئے (ہندوستان کے یہ خلاف اکثر) دلوں کی طرف سے ایسی شرطیں اور ذرا بات  
دیکھتے جاتے ہیں کہ یہ سنت و عبادت، اور زندگی کی مائیکروسکوپ سے دیکھ کر  
آپاؤش بن گئی ہے، اس نے یہاں کے اہل رات میں موجودوں کے منہ میں دیکھے ہیں  
جس میں کسی شہیت اور اہل حقیت کا بار نہ اظہار کیا گیا ہے، ایسی طریق یہاں شہروں  
میں وہ خلاف شریعت و سنت چیزیں، اور مغربی تمدن کی لائی ہوئی وجہ تھیں، جس کو  
چین، اور زندگی کا ہر ذوق تھی جس، جنہوں نے توبہ کی اللہ، انہوں کی ورنہ فتنہ، انہوں کی

تعلیمی یکسوئی اور ذہنی ارتکاز پر اثر ڈالنا ہے اور جن سے ہمارے ملکوں کے بہت سے خاندان اور معاشرے ابھی محفوظ ہیں... ج

تو خود حدیث موفصل بخواں ازین بحمل!

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جہاں بھی رکھنا چاہے اور اپنے رسول ﷺ کے قانون اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے، اور شعار اسلام کی حفاظت و پابندی، تعلق بانندہ اور تعلق بالشریعت کے ساتھ رکھے۔ ہمیں دوسری جگہ اگر اتباع سنت کی ایک دفعہ توفیق دے تو یہاں چار مرتبہ توفیق دے، اگر ہم وہاں ان سنتوں کو باتھوں سے پکڑیں تو یہاں سنتوں سے پکڑیں، ان لئے کہ یہاں ہماری ذمہ داری، بہت زیادہ ہے، ہم اس جگہ ہیں جہاں شریعت نازل ہوئی، اور جہاں سے شریعت تمام دنیہ میں پھیلی، اور آج بھی اس کی نسبت اسی مقدس مقام، ہمیں کی دعوت و پیغام، اور اسی ملک کے افق سے ظہور ہونے والے آفتاب اور صبح صادق سے ہے، جس نے تمام عالم کو منور کر دیا، اور کہنے والے نے بآواز بلند کہا۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سلیمان و لانا محمد و آلہ و صحبہ

اجمعین، ومن تعہم باحسان و دعا یصلوہم الی یوم الدین.

# خواتین اسلام کی خدمت میں

پس خواتین! تم میں ازواج سے متعلق ہے احزاب ۱۰۰ اما یہ جو ان میں  
 ہیں اور اللہ عزوجل نے ان کے لئے فرمایا ہے کہ ان کو ام ایہ میں خواتین  
 کے لئے ہے اور ان کی حق

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف  
 المرسلين وآلہ وسلم سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعهم  
 حسان و بعد عنہم علی بن ابی طالب

— بعد — فاعتزوا بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم  
 الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ  
 اجمعین و بعد عنہم علی بن ابی طالب و بعد عنہم علی بن ابی طالب و بعد  
 عنہم علی بن ابی طالب و بعد عنہم علی بن ابی طالب

اور ان میں سے

خواتین! یہ اور ان میں سے ان کے لئے ہے۔ ان کے لئے بہت شہادتیں ہیں کہ آپ  
 نے ان میں سے ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے  
 اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے  
 اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے  
 اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے  
 اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے

یہ ہے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے اور ان کے لئے

حقیقۃً اثاث کو ہر جنس لطیف کو کیا مقام دیا ہے سورہ نساء کی پہلی آیت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا تَسْبَحُونَ وَنِسَاءً فَلْتَقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْتَعِينُونَ  
 بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ نَقِيبًا (سورۃ النساء)

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی آدم) اس سے اس کا جوڑا بنایا، پھر ان دونوں سے کھرت سے مرد و عورت (پیدا کر کے روئے زمین پر) پھیلایا، اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بنا رہے ہو ڈرو اور (قطع مروت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ طبقہ اثاث کے متعلق اسام کے تصور اور مرد و عورت کی بانٹ ذمہ داری اور تعلقات کی نوعیت پر یہ آیت پوری روشنی ڈالتی ہے، پہلے تو اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ان دو طبقات کی خلقت ایک ہی طرح ہوئی ہے، اور ان دونوں کی قسمت ایک دوسرے سے ایسی وابستہ ہے گویا ایک جسم نے دو حصے ہوں اور عورت کی جسمانی ساخت میں معمولی تبدیلی اس وجہ سے ہے کہ دونوں زندگی دار و خوشگوازی سے ملے کر سکیں۔

پہلے تو ان دونوں طبقات کو وجود نفس واحدہ سے ہے پھر اس میں واحدہ کو دو ضعیف میں تقسیم کر دیا گیا، اس تقسیم کے وجود ان میں کوئی تضاد نہیں بلکہ وہ جائز ایک ن نقطہ پر جمع ہو جاتے ہیں، اس دین میں سفر کرنے والے انسان کو ہم سفر اس کی ناس سے رہ گیا ہے، اور وہ اس کے جسم کا حصہ ہے، پھر اس کے بعد ان دونوں سے سن انسان آفریش، اور انفرش، اللہ تعالیٰ نے دونوں کی رفاقت محبت اور مہربانی میں ہرگز برت عطا فرمائی کہ جو دو تھے ان سے ہزاروں ہوئے اور ہزاروں سے انہوں نے ہزاروں ہزاروں پیدا کیے کہ صحیح تعداد کا شمار کمپیوٹر بھی نہیں کر سکا کہ کتنے انسان، پیچ ہوئے انسان، صرف خدا جانتا ہے، ”کثیرا“ کے لفظ سے خدا نے اس کی قدرت کی حریف اشارہ فرمائی ہے۔

## سائل بھی اور مسئول بھی:

میری بہنو! پھر اللہ تعالیٰ فرمے گا کہ ”تم جس خدا سے قرآن مجسم کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو“ قرآن مجید میں انقلابی طور پر تصور پہلی مرتبہ پیش کیا گیا ہے کہ انسانی سماج کی تباہی کا یہ دوسرے کا تعلق ہے یہ ایک سائل ہے اور یہ ایک مسئلہ ہے۔ پھر تقسیم اس طرح نہیں کہ ساطین ایک حرف ہیں اور مسئولین دوسری حرف، بلکہ جو سائل ہے وہ مسئول بھی ہے، اور جو مسئلہ ہے وہ سائل بھی ہے ”سائل“ (مشترک سوال و جواب) ایک ایسی زندگی ہے جس میں ہر ایک بندھا ہوا ہے۔ وہ دینی زندگی ایک جال ہے جس میں ہر ایک دوسرے کا ضرورت مند ہے۔

مردم و ملت کے بغیر انسانیت ہی اور نظری سفر و فہم و طریقہ سے طے نہیں کر سکتا اور کوئی شریف سادات و مفتاح حیات کے بغیر فہم و طریقہ سے زندگی نہیں گزار سکتی، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو دوسرے کا ایسا سائل و محتاج بنا دیا ہے کہ اس کے بغیر زندگی نہیں گذر سکتی۔

خدا کا نام بیگانوں کو دینا نہ بنانا ہے:

پھر یہ بھی فرمے یا خیر! کہ سوال جس کے نام پر تم کرتے ہو وہ خدا ہے، اسلامی معاشرہ خدا کے عقیدے خدا کی عظمت، خدا کی قدرت و رحمہ کی وحدت کے عقیدے پر وجود میں آیا ہے، ایک مسلمان مرد کی مسلمان خاتون سے ہر سفری اور وقت جب چاہو جاتی ہے۔ جب وہ خدا کا نام پڑھتا ہے تو اس میں خدا کا نام ہی کا خوف کو یہ خدا کا نام ہے، اور کوئی ایک مرتبہ ہے، خیر و کوہنہ خدا ہے، جن کی پر چھائیں بھی چڑھ کر گوارا نہیں، ان کو یہ قریب اور عزیز بنا دیا جاتا ہے کہ ان کے بغیر زندگی کا صحیح تصور بھی نہیں ہو سکتا، وہ ایک دوسرے کے فطری حیات اور زندگی کے تعلق سے ہیں، شوہر اور بیوی کا تعلق ایسی محبت و اعتماد کا تعلق ہے کہ بعض اوقات وہ والدین کے تعلق سے بھی بڑھ جاتا ہے، جو بے تکلفی، جو اعتماد و الفت، جو سہولتی، جو غفلت ان کے درمیان ہوتی ہے، کسی اور رشتہ میں اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا، یہ سب اللہ کے ماسک کا کرشمہ ہے، خدا کا نام پڑھنا آتا ہے تو ایک نئی دنیا وجود

میں آجاتی ہے، کفن تک جو خیر تھا، یا غیر تھی، وہ اپنوں سے بھی زیادہ بڑھ کر اپنانا ہی جاتی ہے، ایک مسلمان مرد، ایک مسلمان عورت، ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلف نہیں ڈالتے، ایک دوسرے کے ساتھ بعض اوقات سو بھی نہیں کر سکتے، ایک دوسرے کے لئے محرم میں، لیکن جب خدا کا نام سچا آجاتا ہے تو ایک مقدس رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔

یہ قرآنی ہجرہ ہے کہ "نساء نون ہ" کہہ کر معاشرہ انسانی کا باہمی ارتباط، پیوستگی اور ہر ایک کا ایک دوسرے کی ساتھ جلا ہونا ایسا بیان کرے کہ کوئی بڑے سے بڑا منشور، اور بڑے سے بڑا چارٹر بھی اس کو بیان نہیں کر سکتا، افسوسہ جہتاً اعرافیات (سوشیالوجی) کی بڑی ضخیم کتاب بھی اس کو نہیں بیان کر سکتی۔

پھر یہ لہر مایہ کر جس کا نام بیچ میں نہ کر حرام کو حلال کرتے ہوئے، جائز کو جائز کرتے ہو اور اپنی زندگی میں اختلاف عظیم لاتے ہو، اس پر ک اور بڑے نام کی سن بھی رکھنی پڑے۔ بڑو جین کسٹے ٹبرے اور تمام تعلق کو قرآن مجید نے ایک دوسرے سے آزاد کر بھی بیان کیا ہے، فرمایا: "ھُنَّ بَیِّنَاتٌ لَّکُمْ وَانْتُمْ لِبَیِّنَاتٍ لَّھُنَّ" (تم ایک دوسرے کا باریق بن جاتے ہو یہ بھی قرآن مجید کا ایک ہجرہ ہے، کہ اس کے لئے بے باس کا لفظ استعمال کیا، جو متر پوٹی اور زندہ سے زندگی کی نام ضرورت ہے، بے باس کے لفظ میں وہ سب کچھ آ گیا جو زوجین کے باہمی تعلق، وجود کے تعلق، زیادہ سے زیادہ کہنا جاسکتا ہے، ہم ان کے لئے اب اس دور و قیام سے نئے بے باس ہیں، بے باس کے بغیر جس طرح انسان حیوانیت سے قریب تر نظر آتا ہے، ایک سحرانی مخلوق نظر آتا ہے، وہ اپنے ہی اندرونی زندگی کے بغیر انسان غیر متہ و غیر سحر ہے، اس کو غیر متہ و غیر سحر بہ مذہب سمجھنا چاہئے۔

ازدواجی زندگی ایک عبارت:

فواہم اسلام! "ہمراہ میں ازدواجی تعلق کو زندگی کی ایک ضرورت کی حیثیت سے نہیں دیکھا گیا، بلکہ اس کو ایک عبارت کا پہلو دیا گیا ہے، جس سے آدمی خدا کے قریب ہوتا ہے، یعنی ہمارے یہاں ازدواجی تعلق کا ہر قدر خارج فاعلم یہ نہیں کہ زندگی کی

ضرورت کے تحت یہ لڑنا ہی تھا، اور اس کے بغیر زندگی کا عذرا حاصل نہیں ہوتا، بلکہ اس کو  
 وراثی رنگ دیا گیا، اس کو عورت قرار دیا گیا، اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں  
 اس کا سب سے بڑا نمونہ پیش کیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں سب سے زیادہ بہتر  
 وہ ہے، جو اپنے گھر، قوموں کے لئے سب سے زیادہ بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے  
 لئے تم سب سے بہتر ہوں۔“ چنانچہ آپ ﷺ اگر سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں تو آپ کو  
 یہ نظر آئے گا کہ آپ ﷺ نے اندر صفت نازک کا بڑا احترام کیا، اس کے جذبات اور لطیف  
 احساسات کو شعور داران کا لائق نہ تھا، وہ مبتدہ انہوں کے بڑے بڑے اسل اور عورت کے  
 احترام کے بڑے بڑے عمل کے یہاں نہیں ملا، اسی طرح سے دوسرے بڑے مقدس  
 لوگوں، رشتیوں، مہینوں یہاں تک کہ دوسرے پیغمبروں کی زندگی میں ملنا مشکل ہے،  
 از دماغ مطہر است فی الجہتی، ان کی جان تو فریحات میں شرکت ان کے جذبات کا خیال  
 وہ ان کے درمیان جو عدل فرماتے تھے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

انہیں کیساتھ نہیں جہ پکوں کے ساتھ بھی آپ ﷺ اس صحنہ پیش آتے تھے کہ  
 نماز گہری محبوب ترین چیز میں تھی آپ ﷺ محض کریمہ سے اختصار فرما دیتے تھے کہ کسی  
 ماں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، پھر روتا تھا تو آپ ﷺ نماز میں اختصار فرماتے تھے، یہ انتہائی  
 قربانی ہے، درجہ اولہ، چھٹا کے لئے تو نماز سے بڑھ کر کوئی چیز تھی، وہ نہیں اس سے بڑھ  
 کر کوئی قربانی نہیں ہو سکتی تھی، آپ ﷺ فرماتے تھے، محض مرتبہ میں چاہتا ہوں کہ کسی  
 نماز پر مہوں لیکن کسی نے نہ کی آواز نہ ہوں تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ کہیں اس کی  
 ماں کا دل نہ لگے ہو اس کی ماں بکول نہ کھراے اس نے نماز کو مختصر کر دیا ہوں۔

مغربی تہذیب کا نزول شروع ہو گیا:

مغربی تہذیب: وہ سب سامنے یہ منہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس عام کو تم جنت  
 میں لائے اس کی شرم بھی نہ ملے گی کہ اس سے ظاہر ہے اسی فائدہ اخلاقیہ غیر عورتوں اور  
 مردوں دونوں کے لئے ہے، آپ یہاں امر لیکن سوسائٹی میں ہیں، یہاں نہیں۔



سارے مکہ کا قلعہ ہی پیش کر رہے تھے جس میں ایک اسلام کا نشانہ لگا ہوا تھا۔ وہاں سے بھی پھٹیں نہ رہیں۔ مغربی تہذیب آئی تھی جس نے تمام مذاہب کی طرف دبا دی ہے آپ کو بھی اس میں دھوکا کہ مغربی تہذیب کا زوال شروع ہو گیا ہے۔ یہ کوئی دھوکہ نہیں تھی۔ یہ سب کچھ ہے۔ اس کا ایک ہیبت کا اسباب یہ ہے کہ یہاں نے خاتمہ فی ملک میں ایک ایسی ہیبت پیدا کی، وہاں خاتمہ فی ملک کوٹ رہا ہے۔ اس میں انتشار ہے۔ شوق و بی بی میں ہوا تھا، اور جو ہیبت دہائی چاہے وہاں رہا، اس میں کمی آ رہی ہے۔ اور اس وقت کے حضور و خلافت پریشان ہیں اور تمام میں کھلی بددلی ہے کہ مغرب نے، حاشا، یہی کھانا کھانے سے انکھارنے سے اس ملک کو پیدا کیا ہے۔ طرفین میں بہت وفات ہوئی ہے جو زندگی کی حقیقت لگاتار ہے۔ اس میں کھرا فقر و فاقہ بھی ہے۔ دو دو خوش دلی نے ساتھ ساتھ کر لیا جاتا ہے۔ مابھی یہاں کے شرعی مسائل میں بہت سے ایسے خاتمہ ان ہیں کہ وہاں کھانے کو مشکل سے ملتا ہے۔ لیکن ان کو بہت کا حرج ہے۔ کیونکہ آپس میں بہت ہے۔ وہ ایک دوسرے کا دھوکہ دیکھ کر اپنا فقر و فاقہ اور اپنی تکالیف بھول جاتے ہیں۔ یہاں سب پھر ہے تمام مسائل کا قلعہ دھوکہ پر دھوکہ کیا ہے۔ اور کھانا ہے۔ یہی بہت سی طاقتوں، انہوں نے فر کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اپنے دلی دیکھ کر، اپنے کھانے کو بہت میں بددلی نہیں کر سکتے ہیں۔ مگر یہاں کے کہنا ہے کہ یہاں

مستند ہوتے جا رہے ہیں۔ انہوں کی تہذیب کا

اپنے انکھار کی دنیا میں نظر کر رہا ہے۔

## سکون کی تلاش

جس نے ساری کی شاعریوں کو اپنی غنمی میں لے لیا ہے زندگی کی جو تیسہ رات کو حق میں جھٹل نہیں کر سکا۔ اور غمروں کی تہذیبوں کا تلاش کرنے والا اور اراکین ہوتے تو آتے کہ چاند نہاں ہوئے۔ مغربی انسان نے انکار کی دنیا میں سفر کرنا۔ کا اپنے کھانے کو نظر نہ اور دست کو نہ ہوا تھا۔ جس نے دنیا کو بہت کاموں کے لئے کوشش کی وہاں کا کھانا کھانا ہوا ہے۔ بہت سے امریکی اور یورپین خاندان ایسے ہیں کہ ان کے کھانے میں سکون کا کوئی سامان نہیں۔ انی نے امریکی دلیور ہے ہیں کہ وہ باہر کی کھانا کھاتے اور گھر میں

ملوک کا پیش کرتے ہیں، لیکن سکون ان کے گھر اس میں میسر نہیں ہے، لیکن اگر ان کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ دنیا ہی جنت میں کافی ہے، بلکہ دوسری زندگی سے بھرتے ہیں۔

### اصطلاح اور احقر امرا

خواجگان امام، میں سمجھتا ہوں، جو یہاں اس ہی برس انکس میں ہیں سے زندگی گزار رہے ہیں، وہ مجھ سے زندگی میں سے اور اس کو وہ پہلے سے، افسس ہیں، مجھے زیادہ نیچے کی زندگی سے محسوس، میرا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرت کا ایک بنیادی تصور بیان ہے کہ معاشرہ ایک اور ہے۔ کی اصطلاح اور احقر ہم پر قائم ہے۔ معاشرت کو وہ کہہ دیتی ہے، لیکن معاشرت کا محسوس کرنا اور جس سے وہ ضرورت پوری ہو اگر اس انسان کا، یہ ایک ذاتی کیفیت ہے، یہ ذاتی کیفیت اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے کہ ہم میں ہر فرد اپنے کو، اور ہر معاشرہ میں اپنے کو، اس اصطلاح کو تسلیم کرے، اور دوسرے کا احترام کرے، اگر یہ تصور چرے طور سے تسلیم کر لیا جائے اور انہیں میں اقرب ہے۔ تو اس کے بعد وہی سر ہو جاتی نہیں رہتی۔

میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کی سچی رہنمائی فرمے، اور آپ اس ملک میں اسلامی زندگی اور اسلامی معاشرت کا ایسا نمونہ پیش کریں جو یہاں کی سوسائٹی کے لئے جو زندگی سے عاجز آج بھی ہے، وہی اثر ثابت ہو اور وہ اسلام کے معاشرتی احکام اور اس کے باطنی تعینات کو بھی زندگی سے مطالعہ کریں اور اپنے لئے اس کو ترجیح دیں اور ان میں آپ کا جذبہ پیدا ہو جائے، ہم کو بھی یہ نعمت حاصل ہوگی۔

اور آپ نے فرمایا تو آپ نے صرف اس ملک کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے کہ ہمارا اسلام بھی بہت بڑی خدمت انجام دیں گی، اور یہ اسلام کی ایک نئی تہذیب اور تہذیبوں میں ان لوگوں کے ساتھ آپ سے رخصت ہو جائیں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ کا یہ زمانہ دیکھ کر، ان کے فیصلوں اور نتائج کو دیکھ کر، ہم سب

# انسان خود پرست بھی ہے خود فراموش بھی

یہ تہذیب گزشتہ دور کی تھی اور اب اس سے انسان بھی غافل ہو گیا۔ خود پرست ہو گیا۔  
 انسان کی زندگی میں خود پرستی کا دور ہے۔ جس میں انسان اپنے آپ کو مرکز قرار دیتا ہے۔  
 جس میں انسان کو اپنی زندگی کا محور قرار دیتا ہے۔

حاصلہ و بقسی علی رسولہ لکھنؤ امجد

دوستہ اور بھائی۔ بہنوں اور انہوں میں ایک بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ  
 بھائیوں میں اپنی ذات، اپنے الہیاتی، اپنی زندگی کی ترقی کی کوئی سلاہیت نہیں  
 ہوتی۔ لیکن انسان میں وہ احساس نہ ہوتا ہے۔ ہم اور آپ زندگی سے خیر حاصل ہیں، اس  
 لیے الہیاتی کو مامور ہے۔ اسے سمجھنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر بے الہیاتی جو انسان کا جوہر ہے، تم  
 کو چھوڑ دینی کی کوئی وجہ چاہی تو یہ ہوا ہے کہ انہیں زندگی کی شکایت آتی ہے۔  
 انہیں شک ہے کہ الہیاتی کی کوئی ہے۔ لیکن ان کو وہ اپنے لیے نہیں اور اس کے سر پر غم  
 ہونے کی علامت بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ لیکن یہ ایک ذمہ داری کی چیز ہے۔ اور  
 انسان ذمہ داری لے لیا کرتا ہے۔

انہیں کسی شے کی ایک کڑی میں خرابی ہو جائے تو اس کو اڑانے اور چھیننے سے دو  
 درست نہیں ہوتی۔ لیکن اس کو آسانی اور سہولت سے درست کرنے میں کام چلتا ہے۔  
 جس میں غم آتا ہے۔ اس وقت انسان کی پسینہ آتی ہے۔ اس سے نفی ہوتی نہیں ہے۔ اور یہ  
 مایہ ناز اور بے الہیاتی کی ایک ہی علامت ہے۔ جس کے ذریعہ انسان اور

آپ ہیں۔

انسان کے لئے سب سے محبوب اپنی ذنبت ہے :

میر نے بیان کیا : انسان کو سب سے زیادہ اپنی ذنبت سے محبت ہے اور جس سے جتنی دلچسپی ہے وہ اپنی ذنبت کے تعلق کی بنا پر محبت میں انسان کی اپنی ذنبت کی نسبت ہے اور اس کو سمجھنے کے لئے ایک خوردبین کی ضرورت ہے محبت کے فلسفہ پر غور فرمائیے کہ کسی شخص کو آپ سے محبت ہے تو یقیناً آپ کو بھی اس سے محبت ہوگی اور وہ سب کی محبت میں اور حقیقت انسان کی اپنی محبت کا مرکب کرتی ہے۔ انسانی محبت کے لئے کاروبار میں خوردبین کی ضرورت ہے اور انسان کو اپنی ذنبت سے محبت نہ ہو تو یہ سارا انعام عالم درہم برہم : وہاں سے وہاں تو یہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ قوت کشش کا فلسفہ جی در اس ایک تعلق اور محبت کا رشتہ ہے جو نظام شمسی کو قائم رکھتا ہے اس دنیا میں جو روحانی زمین اور چھل چھل معلوم ہوتی ہے وہ سب انسان کی اپنی ذنبت سے دلچسپی رکھنے کا نتیجہ ہے اور انسان کو اپنی ذنبت سے دلچسپی نہ ہو تو بازار مار مار کر خالی اور کاروباری سرگرمیاں رہیں۔ پڑ پڑ کر، یہ تک ذاتی دلچسپی تو کسی چیز سے نہیں بلکہ انسان کو اپنی ذات کا شعور اور چیزوں سے تعلق اور محبت پر مجبور کرنا ہے یہ دلچسپی کی پرانی اور فطری حقیقت ہے اس دنیا میں جو چھوٹا وقت اور لذت اور نظام آپ سمجھتے ہیں یہ اس کا نتیجہ ہے کہ انسان اپنی ذنبت سے دلچسپی رکھتا ہے انسان اس دنیا کا مرکز ہے اور ساری چیزیں اس کے لئے انکسوسرہ ہیں اور انسان اپنی ذنبت سے دلچسپی نہ رکھے اور اس کو فراموش کر دے اپنی حقیقت سے بے واقف ہو اور اپنی ذنبت کو بھول جائے تو یہی اتارنی جتنی چاہے وہ اس کی اتار دے اور یہ انکسوسرہ نہ ہو

ایک دینی طالعون :

انسان کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ وہ اپنی حقیقت کو سمجھے اپنی حیثیت کو پہچانے اور یہ جانے کہ یہ دنیا کی دنیا ہے نہ عالم آخری ہے نہ اس کا کوئی اثر ہے نہ

میں سے ہر شے، اور وقت، اور جگہ اور بعد اور قہر کو، قہر سمجھنا یہ ہے، انسان کی تاریخ کا یہ ایک انحراف اور دور و فانی پلیٹ ہے کہ، وہ اپنی ذات کو فراموش کر کے اپنے مقصود اور راسخ و ذرائع و اہلک الملک تک پہنچانے اور ذرائع کو تسبیح سمجھے، انسان یا خود فراموشی و غفلت کی بنا پر ایسے غلط کام کیا کرتی ہے، اب کہ وہ یہ بھلا کر کہ وہ کس مقام پر کھانچ کر تھا، اس کی کیا حیثیت اور ذمہ داری ہے، اے کون سا پروردگار کرتا ہے اور اس کا اس عالم سے یہ تعلق ہے۔

اس زمانہ میں ایسے غاس قسم کا جنس پائیہ پیدا ہوا ہے جو مشرق سے مغرب تک ہے، اور تو انسان کی ذات سے اس قدر دلچسپی اس زمانہ میں رکھتا ہے، اس کے لئے جو تحقیق اور تحقیق کر رہا ہے، وہ جو انحراف سے انحراف ہے، اور مصروفیت سے اسے آرامی میں ۱۰۰۰ سالہ تاریخ میں کہ انسان کو اپنی ذات سے اس قدر دلچسپی اس زمانہ میں ہے، ایسی دلچسپی اس لئے کہ اس میں کس دہی و انسان پہلے دور میں تو یہ سوچا ہوا تھا، اب بھاٹا ہے، زندگی کو بنانا یہ تھکے اور راحت و آسائش بنانا یہ کیا ہے، وہ یہ غفلت کی رقی ہے کہ انسان کو اپنی ذات سے اس قدر دلچسپی ہے، یہ وہ دلچسپی ہے، انسان اپنی ذات کے لئے جو کامیں انجام دیتا ہے اور جو قوتیں و قوتوں کو بجا ہے، یہ یہ تاریخ میں کبھی نہیں ہو اور اب بظاہر انسان کو اپنی اہمیت سے بے فکر و غفلت ہے، اس میں سے لئے لکھائے عجیب و غریب اور راحت و سہولت کے لئے ذرائع نکال آتے ہیں۔

اس زمانہ کی خود فراموشی:

حضرات انیسویں صدی میں جانک وراصل انسان نے اپنی ذات، اپنی آہستہ اور اپنے وجود، اپنے اصل و انتہائی حقیقی لذت کو جس قدر اس زمانہ میں بھول دیا ہے، وہ کبھی نہیں بھولے گا، اب ایسا کبھی نہیں بھولے گا، اس وقت اس سے اسے اپنی ذات اور اپنے ذاتی مسائل پر غور کرنا ہے، اور جو چیزیں اس کے لئے پیدا ہوئی تھیں ان پر اپنی زندگی و قربان کر رہا ہے، کچھ ہر چیزیں، جس نے تھکے اور بھولی لذتیں اس پر ایسی



چلی تھی، دو دوس کا راستہ نہیں۔

### سکہ کی انسان پر حکومت:

حضرات آپ نے دیکھے کہ سکہ کس لئے ہے، اس کی قیمت یہی تو ہے کہ انسان اس سے کام لے، آپ نے سب جان سکہ میں جان ڈالی مگر سکہ کے یہ کئی گوشے ہیں کہ آپ اس سے مشق کریں، اس سے جو کام لین چاہئے تھا وہ نہیں لیا جاتا بلکہ سکہ اس وقت انسان پر حکومت کرتا ہے، اس سکہ کے لئے دنیا میں دو بڑی باتیں ہوئیں، آپ نے عہدوں، کوٹھیوں اور کرسیوں کو اپنے اوپر طمران بنالیا انسان نے انسان کے خلاف خوفناک تصویر استعمال کئے، انسان نے انسانیت سے سرکشی کی ضمانت کی، جس کے نتیجہ میں انسان کو انسان سے ہر اور گناہوں چیزوں کو اپنے گھر میں بننا پڑا، وہ چیزیں جن میں زندگی نہیں، نوجوانوں کوئی برتری نہیں، انسان پر مسلط ہیں، یہ ایک عجیب اور عبرتناک حال ہے کہ اشراف المخلوقات پر اس نے بنائے ہوئے قانون اور بے جان اشیاء حکومت کریں۔

### ذرائع مقاصد بن گئے:

اس دنیا میں اکثر انسان ایسے ہیں جن کو یاد نہیں کہ ان کا مقام اور مقصد کیا ہے؟ جو چیزیں انسان کے مقاصد کو صرف ذریعہ بنیں، ان پر ایسی محنتیں کی جارہی ہیں کہ گویا وہی اصلی مقاصد ہیں، جس مقاصد کو بھلا انسان ہو جس کے چل میں پھنسا ہوا ہے، انسان چاہتا ہے کہ دوسروں پر حکومت کرے، لیکن سبب ایک کہ دوسرے پر فتح ہوتی ہے تو اس نے دوسری چیزیں حکومت کرتی ہیں، ایک تو یہ کہ ایک فرد بھی تو اس میں نہ رہتا کہ اس پر دوسرا حکومت کرے، مگر انسانیت میں ہر درجہ پرست چیزوں کو مشائخوں کو، کوٹھیوں کو، روپیہ کو آج ہم نے اپنے ذریعہ بن کر رکھا ہے، انسان پر آج ذرا ہشات کی، اپنے بڑے بڑے قانون کی اور تعلیمات کی حکومت ہے، حالانکہ ان چیزوں میں ہرگز کوئی جادویت نہیں، اور وہ نہ ہمارا مقصد ہیں، نہ کائنات میں انہماج نے ہمارے کو ترجیح دی، انسانوں پر، ہم نے بناتے ہوئے انسان سے افضل سمجھا، حالانکہ ہم میں آج لاکھوں انسان

حقیقی آرام سے محروم ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان نے انسانیت کو فراموش کر دیا۔ اور اس پر ایک خود بخود روشنی طاری ہے۔

دوستو! یقیناً ہم نوکِ بحول چکے ہیں کہ ہمارا اصل مقام کیا ہے، ہماری غلط روشی کس سے سازی دنیا میں راجِ امتیاز ہے، آج ہم عہدوں کے لئے جان دیتے ہیں اور اپنی حقیقی عزت اور اصل راحت کو فراموش کر چکے ہیں، جغرافیہ کس لئے ہے، اگر اس دنیا میں انسان نہ پیدا ہوتا تو تاریخ و جغرافیہ کی کیا ضرورت تھی، ہمارے علوم و فنون انسان ہی کے لئے تو ہیں، پھر یہ کیا ہے کہ انسان اپنی پوزیشن (Position) نہیں سمجھتا اور اپنی حقیقت سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے، آپ کا اس دنیا سے کیا علاقہ ہے، ہم کس لئے آئے، کیا ہم اس دنیا میں اس لئے بھیجے گئے کہ دریاؤں پر دوڑیں، اور ہوائیں اڑیں اور گاڑی ترقیوں کو اپنا مقصد حیات بنائیں؟ ہماری زندگی کا جو لباس ہے، اس میں برابر بحول پڑتے جا رہے ہیں اور وہ امن انسانیت آج تار تار ہے۔

تن ہم داغ داغ شد چہ کجا کجا خیم

خدا کے برحق یہ دیکھئے جنہیں وہ غمیر کہتے ہیں، دنیا میں اسی لئے قرآن مجید کو اس کا مقام اور مقصد زندگی بنا دیا، میں دوسروں نے ایک مولانا اصول غلامی کو انسان اللہ کے لئے بنایا گیا ہے اور یہ ساری مخلوق انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے، اگر ہم اور آپ یہ سمجھ لیں کہ ہم اس دنیا کے امین (Trustee) اور نگران ہیں تو یقیناً ہمارا اندر آپ کا رویہ اور طرز زندگی جس جہان اور دنیا میں جو فساد اور تباہی برپا ہے، وہ یقیناً اور ہو سکتی ہے۔

دولت مند بٹ کی رہیں:

میرے بھائیو! لیکن اگر آپ یہ سمجھ نہیں کر آپ صرف روپیہ ڈھالنے کی مشین ہیں تو انسانیت کے لباس میں بحول پڑتے ہی جائیں گے، غیر محدود تعداد میں روپیہ پیدا کرنا جب آپ کا مقصد حیات ہوگا تو آپ انسانی رشتوں کو ٹوٹ کر ٹھیس گئے، نہ کسی کے دل کو ستانے میں مار ہوگا، نہ کسی پر ظلم کرنے میں پچکائیں گے، اگر آپ کا آئیڈیل یہ ہوگا



کر زندگی صرف پیش قدمی اور روایت مند بننے اور کمزوری مدت میں جلد از جلد رویہ تبدیل کرنے کا نام ہے۔ پھر اس کا نتیجہ بھی ہوگا جو آج مارے سانسے ہے، وہ انسانیت کا خون ہو اور آدمیت پر بار ہو مگر ہر انسان دولت مند بننے کی اس ریس میں آئے نکلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ساری فلاحی تعلیمات حلقہ پر لگتی ہوئی ہیں اور ہر ایک شہر میں ایک ریس کامیابی نام ہے۔ دفتروں میں شام ہونے سے پہلے طرک چاہتا ہے کہ میسج نہرے داس وقت فلقد شاعری اور فائن آرٹس کا مقصد بھی دولت کمان اور شہرت حاصل کرنا ہے، اور اعتبار ولایت میں تو رومانیت کا مقصد بھی دولت کمان اور شہرت حاصل کرنا ہے اور ولایت میں تو روحانیت کا مقصد بھی یہی بن کر رہا ہے کہ دولت حاصل ہو۔

### سکے کے اخلاق:

حضرات آپ جس چیز سے محبت کریں گے، اس کا نقش آپ پر ضرور پڑے گا۔ آج روپیہ کی محبت کا نقش بھی پڑ رہا ہے انسانیت پر پڑ رہا ہے، روپیہ کی بے وفائی اور اس کو ہون آج ہمارے دماغوں اور دلوں میں نقش چکا ہے، سارا دھیان انسانی آج اس سکے کے دھیان میں مت پڑا ہے، ہم میں سکے کی خاصیت یعنی سختی، ٹکوت اور بے وفائی پائی جا رہی ہے، ساری مگر کی کوشش ہے، وجود اور روپیہ زیادہ سے زیادہ کمانے پر بھی آج دنیا کو وہ فائدہ وغیرہ نہیں دیتا جو سکے کا مقصد تھا، کیونکہ انسانی ہمدردی اور جذبہ خدمت کے بغیر ملکوں کی دولت حاصل نہیں ہو سکتی، انسانوں کی حق تلفی انسانیت کا خون ہے، آئینہ مل کی حکومت ہر زمانہ میں رسی جگر کسی زمانہ میں بھی انسانی زندگی کا یہ آئینہ مل رہا ہے کہ دولت نے مصلحت کی نہ مضر انسان کا نازک دل بھی ملے تو اس کو روندنا چلا جائے، انسانی مذاق آج ہم سے رخصت ہو گیا، سکے کے نام پر آج انسان انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ واللہ وان الیہ راجعون

تاجراور خریدار،

میرے دوستو! آج بھائی بھائی کو کباب یا خریدار کی نظر سے دیکھتا ہے اور ساری



کر رہی ہے۔

غیبروں نے انسانوں کو بتایا تھا کہ اگر تم نے بپے کو نہ کیا تو اسے تاج کر لیا اور اپنی نواہشات کو اپنے اوپر مسلط کر لیا تو یہ ساری زندگی غیر فلاحی اور بد نظمی ہو جائے گی اور ایک ایسی کامیابی چھپنے کی کہ یہ نیا تصور اپنے جہنم میں جائے گی۔ انسان نے اپنے کو نہیں پہچانا تو وہ اپنے مقام سے نہ تاج چلا جائے گا اور انسانیت تباہ و برباد ہوگی۔

مقام انسانیت:

قرآن شریف میں بتایا گیا ہے کہ انسان کو پیدا کر کے فرشتوں کو اس نے آئے ہو کا کیا کیا، جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسانیت کی یہ ایک تذلیل ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے کے سوا کسی کے سامنے جھکے، جب کہ خدا کے بعد اس کے فرشتے ہی سب سے زیادہ جھکنے کے قابل تھے، کیونکہ وہ اس عالم کے کار پرداز ہیں، وہ اللہ کے حکم سے بارش راتے ہیں، ہوائیں چلاتے ہیں، جس طرح ایک حاکم اپنے نائب کا، اپنے اہل کاروں سے تعارف کراتا ہے، اسی طرح خدا نے انسان کے آگے فرشتوں کو جھکا کر ایک تعارف یا شروع کشن کر لیا کہ انسان کی نسل کو قیامت تک کے لئے یہ سبق یاد رہے کہ وہ بجز خدا کے کسی کے آگے جھکنے کے قابل نہیں، مگر انسان اپنی سستی اور ذلت کو فراموش کر کے انسانیت کی تذلیل اور خون گریہ ہے۔

انسان کا اصل دشمن:

وہ بتو اور بھائیو! جنگی تاریخیں صاف بتاتی ہیں کہ بجز ہوس کی آگ، نفس کی آگ اور پیٹ کی آگ کو بجھانے اور کوئی اہم مقصد حکومتوں کے سامنے نہیں رہا، کسی سپاہی اور کسی مرنے والے کوئی دشمن نہیں اترا، باہر سے کوئی ستانے کے لئے نہیں آیا، کسی دوسرے ملک سے بھی نہیں چاہ کرنے کے لئے کوئی نہیں آیا، بلکہ جو کچھ ہماری مصیبتیں ہیں، وہ ہمارے ہی ہاتھوں کی لائی ہوئی اور ہماری اخلاقی پستی کا نتیجہ ہیں۔

آپ سے پہلے جو قومیں دنیا میں تباہ ہوئیں ان پر کسی مرض یا وبا سے تباہی نہیں آئی

جود، دوسرے اخلاقیاتی خرابی، اداست پرستی اور یہ قطعاً براہ راست سے توجہ نہیں۔ یا کسی کام میں پا، جب جو شخص اس میں ملتا ہے تو کبھی کوئی نہ اصل پیدا ہی نہایت ہی ترکیب اور اخلاقیاتی جتنی ہے۔

۱۔ انیسویں صدی کے عروج

کمالِ مصلحت - جو کہ ایک آدمی کو اتھار دیتے ہیں، ان کے لئے یہ بات کہہ کر اسے کچھ بھی نہیں یاد دلا سکتے ہیں۔  
 کہہ دیا، وہ آپ کو بتا رہے ہیں کہ ان کے پاس اس کو لپیٹ کر لیا گیا ہے، اس کا راز قلمی پتہ دیا گیا  
 ہے، ان کے پاس ان کی کون سی چیز بھی ہے کہ وہ چاہے اپنے آپ کو نہ سمجھ سکے، مگر اپنے پاس  
 ایک کتب خانہ رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ان کے لئے کون سی چیز بھی چوری نہیں ہو سکتی، بلکہ ان کی قرعہ فوری ضرورتوں  
 کی فہرست قلمی مصلحت سے بھی ہے کہ جس کی تکمیل بھی ہو جی نہیں سکتی، نہ مصلحتی نہ مصلحتوں کو  
 پورا کرنے کے لئے اپنے آپ کو بہت بھروسہ کرنے سے یہ فائدہ نہیں ہے۔ کہ قلمی چاروں طرف سے ان کی  
 مصلحتیں، ان کے قلمی ضرورتوں سے یہ مصلحتیں، ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے ان کے  
 انسانوں کی مصلحتیں ہیں، ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے  
 ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے ان کے مصلحتوں سے

مذہبِ موسیٰ، عارفِ حق و ربِّ تعالیٰ

یادِ محبت، سب سے پہلی غبارِ غم کی صورت نہیں دیکھ لوگ، سب سے پہلی محبت کی  
 دشواری سے پیش آتے ہیں۔ جس ان دھول میں کہیں، ہماری مشترکاتیں، ہماری برائی یا  
 میں سے بات پر غور و رانی میں کہ ہم سب کو پتا نہیں۔ یہ سب تک نہ کریں گے  
 اور اب ہم اپنے آنکھوں میں خاک آگئے، ہیں گئے آخر آپ کو وہی اس سے عقبہ  
 کی زندگی کا جو کہ اب ہم نے اپنے طوائف میں دلوں کے ساتھ جو دلوں کے کوئی کوئی  
 اور ان کی اندر کی اور غم و غم سے نہیں راک کٹی، بلکہ خدا کا خوف، اس کو سب  
 سے تقویٰ انسان سے عزت ہی ہماری بنا، یوں کہ واحد عالم ہے، آج انسان یہ کہہ

لکھ پور سے ملک میں جس میں کروڑوں انسان بستے ہیں اور ہر سال سے بڑے فرائض ہیں جو ہمارے لئے قابلِ فخر ہیں مگر غلطی کمزوریوں کو دور کرنے اور روحانی اور انسانی زندگی کو روزانہ دینے کے کوئی طریقہ ہو کوئی بہت عمدہ نظر نکلتا آتی۔

ہم نے بہت بات کیا اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ جو کچھ ہم سے بہت پڑے اس کو شروع کر دیں۔

### آزادی کی حفاظت۔

میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آزادی حاصل کرنا تو بہت اچھا ہے مگر اس کو بڑا اور بڑھانا اس کے بغیر ناممکن ہے کہ ہماری اخلاقی حالت درست نہ ہو اور ہماری زندگی میں انسانیت نہ ہو۔ دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ بولی ملک اور کوئی سلطنت بغیر اخلاقی ترقی اور انسانیت کی بقا کے قائم نہیں رہ سکتی۔

آج یہ موسم بہار ہے اور ہر وجہ کے لئے شہوری ہے آپ اس بات پر متوجہ رہیں کہ ہم اس سے تعاون کریں کہ بغیر ایک بے لوث خدمت کے جذبہ اور اخلاقی زندگی اور انسانیت کی بقاء کے ہماری زندگی کی بہت سی چیزیں دور نہیں ہو سکتیں۔

### یورپ زندگی سے مایوس ہے:

یورپ جو آج دنیا کا مایوس ہے، جی، وہی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی سے مایوس ہو رہا ہے۔ اور زندگی کے حقیقی لطف اور اصل سکون سے محروم اور غلام ہوا ہے۔ اس پرانی مادی پستی سے جس کو رہا ہے۔

### مسلمانوں کا فرض منجھی:

مسلمانوں سے میں ساقیہ کہتا ہوں کہ آپ کو بڑا اصرار خدا کی وحدانیت پر خدا کی ذات پر اور خدا سے دین پر ہے اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ دنیا میں اس ایمان کو سامنے کرتے اور اس اپنی کوئی حقیقت کو دیکھتے اور دوسرے بھائیوں کو یہ بتا دیا جس پر وہ استقامت

نکرا آپ نے تو اس فی فکر تک نہ لی تا آپ دوسرے ملکوں پر نظریں لگانا چھوڑ دیں۔ اپنے  
اسلاف کی تاریخ پر نظر ڈالئے کہ (Spain) اسپین میں نظر انداز ہونے پر جب حارث  
نے اپنے جہازوں کو لے لکھ دی۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کیوں کیا تو  
تکوہ پر ہاتھ زول کر جواب دیا کہ وہ بڑا دل جہازوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہو،  
امید دہانت لیکن ہمارا عقیدہ صرف ایک اللہ ہے جو حقی و فیوم ہے۔ ہم اس نے  
پیغام کو لے کر آئے ہیں اور آپ ہمیں اسی ملک میں جینا اور مرنا ہے اب اس ملک میں  
تو یہ کد کھدے نکلتے ہیں اور یہ تھقبول کرنے کے قابل ہے، میں مسلمانوں سے کہتا  
ہوں کہ تم اس ملک میں رہنے کا فیصلہ کرو۔ کوئی مانے یا نہ مانے مگر تم اس ضرورت کو محسوس  
نکرو۔

ہر چیز اپنے مقام سے مٹتی ہوئی ہے:

میرے رفیقو! اس ملک کا مدحہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک بے لوث  
خدمت صحیح چلا ہے، اخوت و مساوات اور انسانی برادری کا جذبہ پیدا ہوا، انسان کی زندگی  
کا اصل مقام اور حقیقی مقصد ظہور (خدا کا نائب) ہونا ہے، مگر تم ایک سکے پاؤں  
تک اپنا سر رکھتے تھے۔ تم نے سکے کو زیب میں جلد دینے کے بجائے اپنے دلوں میں اور  
دہانوں میں جکڑ لی، کہہ کہہ جو شواہد اور مسجہ بنی ہوئی ہے، وہ روپے کا شوالہ اور مسجد ہے،  
بول روپے کی پرستش نہ رہی ہے، خدا کے نائب اور سچے پرستار بن جاؤ۔ اس زندگی کی  
پہل چھو جائے لی، تم اپنے مقام پر آ جاؤ، ہر چیز اپنے مقام پر آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم  
سب کو دین سے نکالے رکھے، و خیر علما و نحمدہ رب العالمین

اسلام کا پیام جبر من قوم کے نام

یہ لکھنے والے مرزا محمد علی شاہ (1796ء تا 1845ء) تھے، ان کا تعلق مرزا محمد علی شاہ علی گڑھی کے گھرانے سے تھا۔ ان کی تعلیم مرزا محمد علی شاہ علی گڑھی کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ ان کی تعلیم مرزا محمد علی شاہ علی گڑھی کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ ان کی تعلیم مرزا محمد علی شاہ علی گڑھی کے گھرانے میں ہوئی تھی۔

الحمد لله رب العالمين واشكركم على السلام على سيد الانبياء  
والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد.

عظیم درویش

مجھے اس تنظیم شدہ برس میں پہلی بار تنظیم یزدان قوم سے خطاب کرنے اور اسلام کا یقین سمجھانے کا موقع مل رہا ہے۔ ایک خوشگوار اور قیمتی موقع ہے اور مجھے اس کی اہمیت اور نزاکت کا پورا احساس ہے۔

جس قوم پر کہ یہ سے شہادت اور صبر ہوئی، شہید کی ذوقیات عقل اور انجمن  
جہاد و جہد میں مستانہ رہی ہے۔ دانی کا قیام تھا کہ اس قوم میں ایسے صاحب خرم اور جوان مراد  
پیدا ہوئے، جنہوں نے مغربی معاشرہ اور مغربی افکار پر کبرا اثر ڈالا، اس موقع پر  
خصوصیت کے ساتھ میں تین اشخاص کا نام لیں گا، جن میں سے پہلے ایک کا یورپ کے دل  
و جان پر بڑا دست اثر ہے۔ ابران میں سے ہر ایک مستقل مدد۔ فکر و باقی اور اپنے رنگ  
میں منظر ہے، پہلا شخص۔ مرن لو تھر (MARTIN LUTHER) ہے، جس نے اصلاح  
نہیں کتاب مقدس کی طرف رجوع اور پوپ اور پارلیمنٹ کے حد سے بڑا حصہ ہوا  
وقتہ امریکی صد ہادی کی حکومت کی اس نے مسیحی یورپ پر کبرا اثر ڈالا، اور ایک مذہب کا

اپنی قوم پر پایا اور ۱۸۰۰ء میں انھیں کوئے (GUETTE) ہے جس نے مشرق سے ہمیشہ محبت کی اور اس کے شعور اور روحانیت سے پوری دنیا کی امن نے اس کا بھی مطالعہ کیا اور اس مذہب اور اس مذہب کے خطیب سے اپنے نثر کا اظہار کیا اور جرمنی میں وہ اپنے پرائیڈ و فائی فائنس جیوز (فری زمانہ میں کانت (KANT) جیسا شخص پیدا ہوا جس نے یورپ کی عقل پرستی کی تردید کی اور اس کے جہاد اور میدان متعین تھے کانت جہاد آخر میں جرمنی کا سب سے بڑا نغمہ مقرر کیا جاتا ہے اس کا اور اس کی دو کتابوں "تحقیق عقل متفلسفہ" اور "تحقیق عقل عملی" کا مغربی فکر و فائدہ پر کبر اثر ہے۔ یہ تینوں تحریکیں یا مداریں فکر و ارادت و انقلاب اور بہت سے مسائل متنازعہ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر انقلاب کی نئی روشنی کا حامل تھا جس کا مترادف نہ صرف اس نے ملک جرمنی بلکہ پورے یورپ کو ہے۔

جرمنوں کی قومی خصوصیات اور حوصلہ مند کی:

انقلابی بغاوت اور پیش بے چینی جرمن قوم کے ضمیر میں ہے۔ انقلاب پسندی اور نفاذ فی غلظت اور بے چینی تھی جو کانس مارکس کی شخصیت کے یورپ میں اپنے پورے عمومی کے ساتھ تھا۔ یونانی اور جرمن نے قور و روایا کے ایک بہت بڑے رقبہ میں بے چینی پر کمر دیا اور وہ دو زمانہ کے قور و انفرادی تھاموں نے خلاف سب سے بڑی بغاوت بنائی۔

یہ تحریکیں جن کا انہی میں نے اُسرا یا دراصل انقلاب اور بغاوتیں ہی تھیں، کبھی ان کا اثر نہ پہنچتا کبھی ٹھیک کبھی ان کا اثر کثیر تھا اور کبھی ہلکا جرمن قوم بہت و جرات پیش قدمی دیا تھا بلکہ مرہبہ حاصل کرنے کا شوق اور خود اعتمادی میں بھی ممتاز ہے۔ پہلی اور دوسری عالمی جنگیں (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) کبھی بدحقیقت سے بہت و خدمت کی دنیا میں انہی زمین یا دوسرے جوتی کبھی جائز ہے، یہ صرف اس کا نتیجہ تھا کہ اس "ضمیر قوم میں ایک جوش اور دواں پیدا ہوا اس کی مساویتیں قومیں کا ایک ابھرا آئیں۔ اس میں حوصلہ مند کی اور خود اعتمادی پیدا ہوئی۔ اب بھی شرور زندگی اس کی ڈکٹر میں



پڑیدو ہے، نابھیں، اور زندگی اور نشاط و قیصر و ترقی کی زبردست صلاحیت سے بھرپور ہے، اور یہ بات نہ بدلتی تو برصغیر میں قومیں روز بہ روز دستِ حیدر و کرم برداشت نہ کرتی، جس کی مثال میں تاریخ میں کھلتی ہیں، وہیں قیامت کو ہمارے ملتی جو ایک چور کی قوم کی صلاحیت کو غلطی کر رہے ہیں، وہیں کو زندگی سے، اس کو مار دینے کے لئے کافی تھکی، اور دوسری جنگ عظیم میں اس کی تباہ شدہ دیوتاؤں اور فادر خالوں کے مابین سے یہ تمدن یہ صنعت اور یہ نشاط اور قوت پیدا اور تھک چکی، اور جس قوم کو وہ تباہ کن قوت اور تھکے ہوئے کے ساتھ اپنی زندگی میں اور شروع کرے، اس کے قتل نہ ہوتی۔

### جرمنوں کی بدقسمتی و ناگامی :

لیکن اس عظیم قوم کے یہ تجربے اور گہری جویوں کے دو دو بٹکانوں اور عمدہ واقعات کے انقلاب سے آئے نہ بدلتے تھیں، جس طرح کے انقلاب کا آغاز نکلا، اس میں اس نے اشارہ کیا ہے، اور جس کی مغربی معاشرہ اور مغربی اور فلور میں ایک خاص آیت ہے، جس نے جرمن قوم کو بہ نظرت ترقی اور شہرت و اہمیت کی ہے، لیکن وہ دیکھ رہا ہے کہ مذہبی اور فوری نظام کو تیسری بار دہرائے گا، اور ایک نیا معاشرہ اور ایک نئی دنیا پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا جو تمدن و تباہی کے بیچ میں مختلف ہو گا۔

### گزشتہ عالمی جنگیں کس لئے لڑی گئیں؟

اگرچہ وہاں جنگیں پیہر پہ پیہر مقاصد کے لئے لڑ گئیں، اور مصیبت و فتنہ اور باقی اقدار یا نہایت کے لئے نہیں لڑی گئیں، ان کا مقصد اور نتائج یہ نہیں تھا کہ قیادت خاتمِ ابر پائی نہ ہو، نہ اسے کھلی کر حملہ ملے اور اس کو ابراہیم میں کھنکھ جائے، وہ فتنے و فتنوں کے حیاتی اور سیاسی کو قائم کرنے کے لئے نہیں چھیڑی گئی تھیں، آپ مجھے معاف کریں یہ اور قیامت حکومت و قہر اور حملے کرنے کے لئے تھیں، اور زیادہ صاف الفاظوں میں یہ جنگیں اس لئے لڑی گئیں کہ انہوں نے انہوں میں سے ہر فرقے پر چاہا تھا کہ انہیں جو گزشتہ عالمی جنگوں میں لڑی گئی تھیں، اور ان کے لئے ہے وہ سب پر قرار ہے، لیکن اس کی تائید اور



نہ نہ ختم ہونے والی مشکلات نہ ہوا یا ہے، ایک ایسی ریس بنا یا ہے، جس کی کوئی انتہا نہیں، ایک ایسی جدوجہد، ایک ایسی جدوجہد، جس کا کوئی نتیجہ نہیں، اس نے مسٹر جانسن کے انسان کو کولمبو کا بنایا ہے، جو مسلسل ایک اندر میں چکر کا قمار بیٹا ہے، اس نے انسان سے اس کی اسے پیش کیست متنازع نہیں کی، اس کو سب سے بڑی شرافت سے محروم کر دیا۔ اور وہ ہے ایمان اور یقین، ہے بات اخلاص، ہے نیز محبت و راز اور مہر کی دولت۔

اس کی توقع تھی کہ یورپ کی قوموں میں سے کوئی ایک قوم جو، نے انحرافات اور انحرافات کوئی اقتدار اور وہی روایوں سے بچو، ترقی و جس کو خود انسان تراشتی ہے، اور پھر اس کی پرورش کرتا ہے۔ یہ بعد کی آمدور آمد کی وہ مہلک بات اور زندگی کا وہ معنی اور اس نے اسے نہیں دیا، اور وہ اس کی باتیں ہیں جن کو سوسائٹی بلاوجہ انسان پر جاندار کرتی ہے، وہ نہیں ہیں جو انسان کی پرکھن زندگی کو غلبہ اور اس کی حقیقی آزادی کو سلب کر لیتے ہیں، خاص سے، پھر اس پر اس کی یورپ سے اس کی یورپ سے کوئی قدر نہیں کی، اس بات کی امید تھی کہ وہ اس مہر کے اور حقیقی انتہا کی ہم یہ، اور یہ کہ نہ صرف اپنے ملک بلکہ پوری دنیا نے اس بات کا نتیجہ یہ لہر دیتی، اور اس نے ایک سے باب کا آغاز کرتی۔

جز تھی تے کیا تعظمیٰ کی:

اس نے ہر غم جو غم اس مغربی تمدن کا ایک وفاق اور مجاہد بنا دیا، جس نے اس کے سرحد مسابیان صوبہ نہیں کیا اور جیسا کہ اس کو حسنہ کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی طرف پرتاب ہوا، اس نے ان امور سے سوچنا دیا اور اپنی ذہانت اور مہارت و علم اس نے اس کو وہ دیکھا تھا، مگر اس نے ان امور سے آگے بڑھنے اور اس سے باہر قدم نہ لگنے کی کوئی کوشش نہیں کی، نہ اس نے متعین کر دی تھی، وہ عظیمہ سے نہیں لگائی جو اس کی تہہ پر اور انسانی تہہ پر تہہ مل کر سکتی، اس کی یہ کی قیدت تھا وہ اس ملحق اور قوموں کی برادری میں اس کے حقوق کو بلند اور اپنے چہرہ میں اس کی عزت اور نہ کر سکتی ہے۔ یہ ایک ایسی جزالت و نہایت ہے، وہی اس کا مقابلہ یورپ کی کوئی، و قوم نہیں کر سکتی، یہ اس کے کوئی، اس

دائرہ کو توڑ سکتی ہے، جس میں جو پھر صدیوں سے زندگی گزار رہا ہے، یہ درست قدیم، جدید، مشرق و مغرب، مسیح کو فراموش نہ کرنے کے لیے کو مادیت، حیوانیت، اور زندگی اور اس انسانک انجی م سے محفوظ رکھتی تھی، جس کو سرکاریوں نے بہت قریب کر دیا ہے، یورپ کے مختلف حصوں میں اقتصادیات، اجتماعیات، برسیاست کے میدانوں میں انقلابوں نے جو چھانکھیں لگائی ہیں، وہ اس مختصر دور سے کے مقابلے میں بچوں کے کھیل کود سے زیادہ کوئی حقیقت نہ نکھیں۔

### ایک بیسیب تضاد:

یہ ایک بیسیب و غیر ناقابل فہم تضاد ہے کہ دو یورپ جو زندگی اور نشاط سے بھرپور ہے، اور مستعد دنیا کے سب سے وسیع رقبہ کی قیادت کر رہا ہے، جس نے کائنات کے سرا سے پروا نہ کیا، انسانی حلقوں کو اپنا ناسام بنایا جو سستی، جمود، غفلت اور بے عملی کے اثرات سے ناواقف ہے، اس کی رہنمائی ایک ایسے مذہب کے ہاتھ میں ہے جو جہانیت کا امامی وراثت اور اس نے تخلیق کے درمیان واسطہ حاصل کرنے پر مجبور ہے، جو قادیانی بھی عقیدہ رکھتا ہے، وہ کفارہ، جو انسان کو دوسروں پر چڑھ کر کرنا سکھاتا ہے، اور اپنی صلاحیتوں اور اپنی اور دوسروں پر اس کے دماء کو ختم کر دیتا ہے اس کے عمل کی قیمت اور جدوجہد کی فدا داریت کو خود اس کی ان کاوتے کراہ ہے، پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس مذہب کے فرمانہ — یورپ کے تجسس، جو عناصر مند، انسان اور علم و عقل کے درمیان ایک کھڑکی میں حصہ ٹنک، دیوار میں نہ مل بھی رہے انہوں نے کتاب مقدس کے مفسرین اور ان کی پیروی کرنے والے بونے، علومات و نظریات سے سرکاری ان کے لئے حرام کر رکھی تھی، چنانچہ جو شخص اپنے عقل اور تجربے پر چڑھ کر کہتا تھا، اپنے مشہور اور نظریہ کا سامان کرتا تھا، اس کو دوسرا میں دینی جاتی تھیں کہ مذہب کی پوری جہنم میں اس سے حیرت ناک اور بے دروازہ مسائل کی مثال نہیں ملتی۔



فَصَوِّرَتْ وَأَلْبَسَتْ بِأَعْرَافِهِم بِالْمَعْرُوفِ وَبِنَهَائِهِم عَنِ الْحُنُكِرِ  
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّلِيَّتَ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبِيثَاتِ وَيَصْعَقُ عَنْهُمْ رَحْمَتُهُ  
وَالْأَعْيَالُ الْفَنَى كَانَتْ عَلَيْهِمُ (الاعراب: ۷۵)

(ترجمہ) جو رسول نبی پر حق نہیں ہے، جو نبی امی ہوگا جس کی تلمذ کی خیمہ پر یہاں  
تورات اور انجیل میں بھی پائیس کے دو نہیں تھے، کاشمیر کے گلابانی سے دیکھ لے پند یہ وہ  
چیز یہ حال کرے گا بعد کی چیزیں تو سمجھنا اسے کاشمیر میں جو جنت نباتات و انار کے ہیں  
نے سکھ دیے ہوں گے، ان پندوں نے کالے لکڑیوں میں گڑھ بنائے۔

اسلام کی غلط فہمیاں کے بعض اسباب:

سہرا اور خلیفہ اسلام علیہ السلام سے یورپ کو متوحش بدھن اور دور کرنے میں مسیحی  
دیکھوں، اہل کلیسا مسیحیت کے مبلغین اور یورپ کے ان مہم نفس کا بہت بڑا ہاتھ ہے، جو  
مسیح، عیسیٰ اور متولی رتھان کے مافی نہ تھے دانشوروں نے اس دین و دس کے عظیم پیغمبر  
کی بہت خوفناک اور کڑیہ (پیشہ یو) تصویر کشی کی، اور یورپ میں پیغمبر اسلام سے  
متعلق طرح طرح کے منکر بہت کچھ لیا اور بے سرو پا دانستائیں، مشہور ہو گئیں، ان کے  
نرم و مثلاً کہانیوں مثلاً میں مذکور ہوں گا ایک سیاہ بالہ قائم ہو گیا جس نے یورپ و ان کی  
محبت اور ان کی مشامت کے باعث انہ سے باز رکھا، آج بھی اس نے خود نے ان کتابوں میں  
دیکھے جاسکتے ہیں، جو قرونِ فحش و راس کے بہت بعد تک لکھی ہوئی ہیں، اور آج بھی  
بہت سے پڑھائیں، مغربی مسلمانوں کی بات کو دہراتے اور سننے والے سے یہی سہ چش  
کر رہے ہیں۔

اس کے بعد وہ ان کا بہت بڑا سبب اور بنی تھا، اور وہ یہ کہ یورپ اس دین کو کتابوں  
کے واسطے سے دیکھنے کا عادی رہا، جب وہ اس پر غور کرتا، یا اس کا تصور کرتا، تو اس کے  
مذہب عثمانی ترکہ کو اسے ہو جاتے، اور یورپ کے ہر عظیم میں اسلام کے قہار و سرکاری  
خاندانہ سمجھے جاتے تھے، وہ آزادانہ تھا، یہ اسلام کو نہیں دیکھتا تھا، بلکہ حقیقتوں کے

تہذیب کی پیشرفت سے اس پر غور کرتا تھا، جو اس پر کچھ حملہ کرتے رہتے تھے اور اس کے بہت سے حصوں پر قبضہ بھی کر لیتے تھے جو کبھی کبھی غلطیاں بھی کرتے تھے اور کبھی ان سے تعدد و تفریق کا مظاہرہ بھی کرتے تھے، یہ ساری باتیں اسلام کے آنے اور پائیز و قوم سے مانع نہیں۔ جو آرزو رکھتا تھا کہ وہ راستہ صحیح پر چلی دیتا۔

اسلام سے دوری اور زندگی پر اس کے نتائج و اثرات۔

اسلام سے چرپ کے بعد کائنات کی سوسائٹی کی تاریخ اور تہذیب و ترقی کی رفتار پر برکت آکر اور وہ اس آج کے انگریزوں پر یا اس کی نئی بانی قوم نے اسلام کو اختیار کیا ہوتا اور اس جماعت کی علمبردار ہوتی اور نہ صرف چرپ بلکہ پوری دنیا کا تہذیبی و معاشرہ ہوتا، زندگی اس طرح بے معنی اور بے مقصد نہ ہوتی اور نہ وہ خالق اس طرح بے دست اور بے اثر نہ ہوتا، نہ کسی تہذیب کا رخنہ تباہی و بربادی کی طرف نہ ہوتا، اور مشرقی تہذیبیں اختلافات اور پیروں، ستان کی آبادی کا نہ ہوتا، میدان آج ہے۔

دنیا کا خلاصہ خلا۔

دنیا میں ایک ایسا کیمیا ہے، جو صدیوں سے نہیں کیا جا سکا، وہ ایک ایسی قوم کا تقدس ہے، جو اپنے ایمان، عقیدہ اور اپنے خلاق و مصلحت پر چلنے کے لحاظ سے طاقتور ہو، جو کبھی دینی جماعت اور اس آخری آئینہ کی حامل ہو جو زندگی کے مسائل کا سامنا کرتا ہے۔ اس سے تعبیر آئے نہیں، ناقصد انسانی کی رہنمائی کرتا ہے، اس سے سمجھتا نہیں مانی قوم جو عصری شکاف میں مبتلا رہتا رہتا، تاریخی صداقت کی بات زندگی و نشاط سے لہجہ اور مجسمہ جمہ و منس ہو، یہ وہ مصوب قوم ہے، جو دنیا کو شرف و غیرتی طرف تفریب سے تعمیر کی طرف اور انسان کے مسلمات کی طرف بحیرہ بنتی ہے۔

انہوں میں جن کی قیامت آل مشرک کر رہے تھے، (چند عرصہ بعد ہی یہ ہوئی تھی) اس کی صداقت بھی کہ مانی قیامت نے اس خفا کو چکر نہیں، جو طویل عرصے سے پورا رہا، خدا انہیں نے مشرق میں قیامت کے اس خدا کو ضرور پڑایا، یہ کہ اسلام کی قیادت کی اور





جہاں مردوں اور جنگجو رہنماؤں نے نہ دیکھا ہوگا، جنہوں نے تجھ کو وہ ہولناک جنگوں کی آگ میں نکیل دیا تھا۔

اس جست سے تو بڑی قوت سیاسی اقتدار اور انسانیت کی صحیح رہنمائی اور صحیح سمت دونوں چیزوں کی جامع اور اللہ تعالیٰ کے مان ارشاد کی مصداق ہو سکتی ہے۔

وَأَنزَلْنَا ثَمْرًا مِّنْ ثَمَرٍ عَلَى الْمَوْتِينَ اسْتَخْبِئُوا مِنِّي الْأَرْضُ وَنَجْعَلُهُمْ  
أَنبِيَاءَ وَنَجْعَلُهُمُ الْوَارِثِينَ □ (الفصل ۵)

(ترجمہ) اور ہم چاہتے ہیں کہ اپنا خاص فضل کریں ان بندوں پر جو ہماری زمین میں کمزور کر دیے گئے ہیں، اور ہم ان کو سربراہ بنائیں اور انہیں کو زمین کا وارث بنائیں۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمَ نَبِيًّا وَتُحْتَفِظُونَ بِأَعْرَافِنَا فَاصْبِرُوا وَاصْبِرُوا بِأَيِّهَا  
يُؤْتُونَ □ (السجۃ: ۲۴)

(ترجمہ) اور ہم نے بنا دیا ان کو پیشرو کہ وہ رہنمائی کریں ہمارے حکم سے جب کہ انہوں نے ہر وثبات کا ثبوت دیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔  
اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بڑی ترقی نصیب کرے اور صراطِ مستقیم پر چھنے کی توفیق بخشے

وَأَخِرُ وَبِحَوْلَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ





اور اسلامی سرحد کے محافظ ہو اس لئے کہ دشمنوں کی نگاہیں ہم پر چلی ہوئی ہیں اور ان کے دل تہیز سے خیال سے خالی نہیں ہو سہ خیال کیجئے کہ مصر فتح ہو گیا ہے فرعون کی سلطنت اور کشتی آمار ملا دیئے گئے ہیں ملک میں اسلامی قانون نافذ ہے تیزی سے مسجدیں بن رہی ہیں صحابہ کرام آباد ہو رہے ہیں اسلام میں دخل ہونے کا سلسلہ بھی جاری ہے اور ہماری رہے کا پیچھڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام قبول کر رہے تھے بڑی بات یہ کہ عربی زبان اختیار کر رہے تھے ایسا تم ملکوں میں ہوا وہاں کے باشندوں نے اپنی ترقی یافتہ زبان چھوڑ کر عربی اختیار کر لی ہو اور پھر قدیم زبان بالکل مٹ گئی ہو یہ بھی صحابہ کرام کی خدمت سے کہ انہوں نے مصر کو فتح کیا اور اس کی زبان عربی ہو گئی رسم الخط عربی ہو گیا شام کا علاقہ فتح کیا تو اس کی زبان پیسے جو پنجہ رہی ہو سریانی یا عبرانی سب ختم ہو گئی وہاں کے یہودیوں نے بھی عربی زبان اختیار کر لی اور اس میں کہاں پیدا کرنے لگے۔

### رابطہ کا مفہوم

بہت سے قرآنی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کا ترجمہ کرنا بہت مشکل ہے رابطہ کا ترجمہ بھی ایسی مفروضہ سے کرنا ہی مشکل ہے تاکہ ہندی سرحد کی حفاظت کسی کام میں مشغول منہمک رہتا یہ سب رابطہ کے مفہوم میں آتا ہے چنانچہ مسجد میں ایک نماز کے بعد جو دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے اس کے لئے بھی فضالکم الرباط فذلکم الرباط کے الفاظ آئے ہیں رابطہ کے لفظ میں عسکری و جسمانی طور پر اور اس کے ساتھ معنوی، فنی اور فکری طور پر بھی ہمیشہ چونا رہنے کا مفہوم آ جاتا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو اس دایا کہ قدیم آبادی کسی وقت بھی جب احرام مصر کو دیکھ گئی جو فرعون نے بنائے تھے، وہاں اس ملک کی سرسبز و شادابی دیکھ گئی تو اس کو یاد آئے گا کہ یہاں تازی سلطنت تھی تو تم اس سے داخل نہ رہنا پھر تم تیس دنوں میں ایک زبان ہو سارا براعظم افریقہ (اس وقت شامی اپنی فتح نہیں ہوئی تھی) پر ابوا ہے اس میں ایک مصر ہی ایسا ملک ہے جو اسلام کے قبضے میں آیا ہے گویا اس وسیع براعظم میں اسلام کو محفوظ رکھنا مشکوک ہے مسلمانوں کو آزاد مسلمان ملک میں بھی ہمیشہ اس وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اپنے اندر عریضہ کیفیت

پیدا کرنی چاہئے اور قائم رکھنی چاہئے کہ وہ ان سب چیزوں سے بچیں جو غفلت پیدا کرنے والی ہیں جو دشمن کو موقع دینے والی ہیں۔

یاد رکھئے! فتنے صرف خارجی نہیں ہوتے، داخلی بھی ہوتے ہیں اور داخلی فتنے بعض اوقات خارجی فتنوں سے زیادہ خطرناک اور دور رس نتائج رکھتے ہیں۔ مثلاً آپس کا اختلاف آپ سب کو معلوم ہے کہ اسپین کا ملک جو مسلمانوں کے ہاتھ سے نکلا وہ کسی خارجی حملہ سے نہیں نکلا اس لئے کہ تاریخ میں فرانس کا حملہ کرنا یا اس کے بس یہ ممالک جرمی وغیرہ کے حملہ کا کہیں ذکر نہیں آتا مسلمان اندر سے خود بخود بکھر رہے تھے لیکن مجاز ہوں، بھلا ہوں، عدنانیوں اور قحطانیوں کی آویزش بچا اور نتیجے کے تحت وہ جن کے لئے نیرو آزمانی اصل فتنہ تھا اس کے علاوہ ایک اور فتنہ جو اندلس کے زوال کا باعث ہوا وہ یہ کہ انہوں نے ساری توجہ تعمیرات اور فنون لطیفہ پر مرکوز کر دی، انزبراء اور قحطانیہ خارجی زریب وزینت اور نفاست خواب و دنیا کی باتیں معنیوم ہوتی ہیں اس طرح شاعری پر اور ادبی موشگافیوں پر اپنی طاقت مرکوز کر دی۔ خود ہاں کی آبادی کو اسلام سے مانوس کرنے کا کام ہو اس کو اسلام کے دائرہ میں لانے کا کام نہیں کیا۔ اس کی علاوہ ہمسایہ ممالک یعنی شمال کی طرف بڑھنے کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوئی۔ دو اپنی سلطنت کو مستحکم کرتے رہے اور اس حقیقت کو بھول گئے جو حضرت عمرو بن عاصؓ کے سن مختصر ہمارے میں نظر آتی ہے کہ تمہارے چاروں طرف غیر اسلام کا مسند پھیلا ہوا ہے اس لئے تمہیں اطمینان نہیں کرنا چاہئے کہ یہ مسند میں ایک چھوٹا سا جزیرہ محفوظ رہے گا اور یہاں اس کی موجودگی نہیں شکستیں گے انہوں نے شمال کی طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کی جب ان پر دباؤ پڑا تو جنوب کی طرف بہتے چلے گئے یہاں تک کہ بنائے جبل الطارق تک پہنچ گئے اور وہاں سے ایک جھلکے میں وہ مغرب اقصیٰ (مروکش) پہنچ گئے۔

اندرونی کمزوریاں جب کسی ملک میں پیدا ہو جاتی ہیں تو اس کو نقصان کی طرح کھاتی ہیں جیسے دیمک برکد یا رولی کے درخت کو چاٹ جاتی ہے، وہ کھڑے رہتے ہیں اور دور سے نظر آتے ہیں پوری پوری بارانیں ان کی پیچھے ٹھہرتی ہیں لیکن دیمک ان کو اندر اندر



صرف بچے سے لے کر لوگوں پر تاثرات ہو کر خدا نے ہم کو بہت پیغمبر دیا ہے، پوری عمر محنت کرنے کی نہیں رہتی اب آرام کا وقت آیا ہے پر امت اسلامیہ اور کسی ایسے ملک کے حق میں جو دینی اور تمدنی انصاف سے محروم ہو چکا ہو مہترقا عمل ہے، اس نے لئے خود شکی نے سزا اوق ہے۔

حضرات! میں دلچسپ رہا ہوں کہ بے پروائی یہاں برکت نہ ہے۔ ہندوستان نے مثلاً۔ میں پاکستان میں زیادہ دیکھے پروائی ہے شہریوں میں اس طرف بہت زیادہ ہے معیار اتنا بلند ہو گیا ہے کہ شادی کے سلسلہ میں باقی مشکلات پیدا کر دیتی ہیں کہ اس سے بہت سی اخلاقی خرابیاں پیدا کر دیتی ہیں۔ دولت کا بے جا خرچ، اپنی عظمت یا اہمیت کا اظہار، معیہ زندگی کی روز افزا مادی زندگی، مادیات کی غیرت میں مسلسل اس کی دوران کو ضرورت و شرمندگی کی بجائے لیا جیسی مادیاتیوں میں جنہوں نے ایرانی و رومی تہذیبوں کا سب جوت بنا دیا تھا قریش بہار کی تھیں مومن شفیقہ لہجہ کی "اللہ روق" یا مولانا عبدالحکیم شرکی "تاریخ اسلام پر جنس تو مصمم ہوئے" اس کوئی جواب دہ ہے جس الفک یہی چاہتی ہے یہ سب چیزیں تمدن کی غیر معتدل ترقی کا نتیجہ بنتی ہے کہ اسلامی اصولوں سے آزاد ہو جائے۔ آپ انکسیر کے آواز، وہ قوموں کا زوال ان کی تمدنی خرابی۔ نہ جواب ہے آپ کی "تاریخ و تمدن پر" (History of European Morals) کا مطالعہ کریں۔ یہ انکسیر کے کردہ دم کا تمدن تھا مگر ہومو سڈی، القانطیر، لٹری، ہومو سڈی اس سے بچنے کی باہمی و شرمندگی کی ضرورت ہے۔

آپ حضرات اللہ کے فلسفے سے اپنا پنا حاصل رکھتے ہیں، اس سلسلہ میں عملی مثالوں کی سب سے کیسی ضرورت ہے جہاں عملی نمونوں کے انصاف کی ضرورت ہے۔

"ان نصدرو انصافاً لعلنا ہی وان فلفلفو ہا و فلفو فلفو ہا

لففوا، فلفو فلفو فلفو

(انگریز خیرات جاریہ طریق پر دو قوموں میں سب سے اور انگریز پر شیدہ اور اس حالات کو سمجھ کر دو تیار کے حق میں بہتر ہے۔

لوگوں کے سامنے یہ مثالیں دینی چاہئیں۔ غلوں بڑے آدمی نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی سادگی سے کی، ہمارے یہاں ہندوستان میں ایسی مثالیں ہیں، تقریبات میں طریقہ سنت اور اس کو صحیحہ کو زندہ کرنا چاہئے۔

حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ رستم اور مبارک کی پوری راتوں کا جاگنا آسان ہے۔ اور اس میں بڑی لذت ہے، لیکن ایسی کوئی مثال قائم کرنا اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ آپ روزے رکھو لیجئے۔ آپ شب بیداری کرو لیجئے، آپ ہر سال حج کرو لیجئے، ایسے بہت سے بھائی ہیں جو ہر سال حج کو ہاتے ہیں، لیکن اگر ان سے یہ کہا جائے کہ قید کر کے کی شادی آپ شریعت کے مطابق کر لیجئے، تو نہیں کریں گے۔ یہ تو ہے؟ یہ قسم کی ایسا لذت اور لذت ہے۔ امام غزالی نے جو بڑے حکیم تھے لکھا ہے۔ ایک صاحب اپنے شیخ کے پاس گئے، جن کے وہ متفقہ تھے، انہوں نے کہا کہ حضرت! میرا حج کا ارادہ ہے، حج چاہتے تھے کہ وہ حج کا فرض ادا کر چکے ہیں، انہوں نے کہا حج کو کیوں چاہ رہے ہو؟ کیا نیت ہے، کیا مقصد ہے؟ انہوں نے کہا ثواب کی نیت ہے۔ شیخ نے کہا کہ اگر ثواب کا دوسرا راستہ تمہیں بتاؤں تو قبول کر لے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ ثواب ہی مقصد ہے، شیخ نے کہا، اچھو کوئی گزلیاں ایسی میٹھی ہو غیر جن کی شادیاں اس سے نہیں ہو رہی ہیں کہ ان کے ماں باپ کے پاس پانچویں ہے، قرآن مجید کے لئے جو رقم معین کی ہے اس میں سے یکواں کو دو۔ دو کوئی آدمی ایسے ہیں جو اسے "قرض" ہیں کہ غیرت کے بارے میں کچھ سے نہیں اٹھتے، قرآن کا قرض، اگر وہ کوئی سرائی ایسے ہیں جن کے پاس وہ نہ مانع کے لئے پیسے نہیں ہیں، تم ان کو یہ رقم دے دو، تم کوئی دیر و دھیر نہ گھبراؤ، تم نے اس کا بڑا شوق دیر باہر لکھو اور وہ یہ خیالات شیخ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ سیاہی کا شوق ہے اور خوری کوئی چادر، لباس زمانے میں کئی عموں میں گزر چکا، پڑتا ہے یہاں یہ چیز خریدی وہاں وہ بیچ کر خریدی پورا قافلہ ہے اور بڑی دیکھتی سے وقت گزر رہا ہے یہ وقت آسان ہے آپ بات کرنا لیجئے، ذکر کرنا لیجئے، غلوں حج کرنا لیجئے لیکن اگر یہ کہئے کہ سنت کے مطابق کوئی ایسا کام کیجئے کہ جس سے سب کی نگاہیں اٹھ جائیں اور وہ آپ کی حکایت



کریں تو گریز کیا جاتا ہے تو لوگ یہ نہ کہیں کہ شاید اس کے پاس پیسہ نہیں رہا کہ اس لئے یہ ایسا کر رہے ہیں معاشرے کو ان چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے معاشرہ بڑی اہم چیز ہے حکومتیں بھی جس زمین پر قائم ہوتی ہیں وہ زمین معاشرہ کی زمین ہے اسلامی اخلاق اور اسلامی زندگی کی زمین ہے جب اسلامی معاشرہ نہیں تو پھر کسی چیز کا اعتبار نہیں۔

میرے بھائیو اور دوستو! آپ "انکم فی رباط دالہم" کو دستور العمل بنا لیں۔ آپ ایک اہم نماز پر کھڑے ہوئے ہیں کہ آپ کو ہمیشہ پوکھار بننا چاہئے پلنگ چھینکی اور میدان کا نقشہ بدل دیا اس لئے پلنگ جھپٹنے اور سو جانے کی کوئی گنجائش نہیں یہاں متعدد شخصیتیں سی ہو جو ہیں جو اللہ کے فضل سے ملک کی ممتاز ترین شخصیتیں ہیں سفر اول کے لوگ ہیں وہ بدعات جو ہمارے میں شامل ہو گئیں ہیں۔ ان کے خلاف اللہ کے فضل سے بہت کام ہوا ہے ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ میں اس کی ضرورت کا انکار اور اس کی اہمیت کی تردید نہیں کرتا بلکہ اس کے کم گئے ہمارے معاشرے میں جو بدعات ہیں جو غریب بدعات یا بدعوات اثرات شامل ہو گئے ہیں ان کو ختم کرنے کی کوشش کریں اس کے لئے خطبات، خطبہ دورے، صحافتی مہم دریو اور بلاغ عامہ کے ذریعہ سب استعمال کئے جائیں اور میدان ہے کہ اس میں ذمہ دار ملے بھی آپ کی مدد کریں گے۔ پورے ملک میں معلوم ہوا کہ ایک عظیم تحریک چلی ہے ایک ذبردست مہم جاری ہے یہ کہ سال و سال چار سال بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت کے لئے جاری رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور میں بھی کسی وجہ میں اس کے وجہ میں شامل ہو جاؤں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## لسانی، نسلی و علاقائی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق

چند برس پہلے ۱۹۷۷ء میں مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کلفٹن کالج لندن نے MSU کے ایک تنظیم جس میں اس موقع پر کی گئی سب ایک تنظیم کلفٹن میں ایک ملک کی اپنی اندانی میں تھے اور قرعہ لگائی اور وقت انرم جوشی کے لئے مشہور تھا اور جہاں مسلمان علیحدت میں تھے لسانی اٹھا رکھی اور تہذیبی مصیبت کے قندہ کا پکار ہوا اور محض زبان تہذیب و موثرات کے فرق و مذاق کے انداز کی بنیاد پر۔ مسلمانوں نے مسلمانوں کی جان لی اور ایسا ہیوانہ و وحشیانہ سلوک کیا جس کے سٹل سے نہ نکلے گا۔ یہ جانتے ہیں اور مسلمان کی زبان شرم سے جھٹکتی ہے۔

جہاں میں خالی ہے۔ وہاں تہذیب اور شرم کے تعلیم یافتہ مسلمان بڑی تعداد میں شریک تھے۔ یہ وہی ہیں جو یلا سڑک کلفٹن خانہ و خان میں دو اتحادی تقریب کیے گئے تھے۔ انہوں نے اس قوم کے تہذیب اور ان شکات کی مدد سے جو اس زبان اور ہر جہت تقریب میں آئے۔ ان کا مقصد تو یہ تھا کہ اصل ڈھانچہ مذکورہ بالا تقریب ہے۔ ایک تقریب میں شرم میں ہرگز نہ ملے گا تو بھی نہیں تھے اور ایک تقریب میں یہ فرق ہو سکتا ہے۔ وہ مسلمانوں میں موجود ہے اب وہی طرح کے معاملہ واقعات پیش آنے کی موقع پیش نظر مذکورہ مذکورہ نے یہ تقریب شرم کی جو رہی ہے۔

ان فی ذلک لادکری لادلی الاقاف

انسان تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے:

اسلام اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو پیش بہا نعمتیں دی ہیں ان میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ وہ اپنے تجربات سے فائدہ اٹھاتا ہے اگر اس کو راستہ چلتے ہوئے ٹک جائے تو وہ

جھپٹا کر دیکھتا ہے کہ اس کو کس چیز سے شوکر کئی دور اسے کسے اس چکر کو بنانا دیتا ہے۔ یہ اس سے بچ کر پھرتا ہے۔ اور اگر کسی راستہ میں آیت ہی چھڑ پڑے ہوئے ہیں تو بچ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ اور اس وقت، یہ دیکھ کر دوبارہ راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس سے جب کوئی شے یہ غلطی کرتی ہے۔ یہ دیکھ کر غلطی۔ مگر اس کو کوئی کام نہ کیجھ پڑتا ہے تو وہ اس نے سہا پہل پر ٹھہر جاتا ہے۔ اس کا کوئی اور از علم سر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور آئندہ میں غلطیوں سے بچنے کی بہرہ دیہا کرتا ہے جن کی وجہ سے اس کو کوئی کام نہ کرنا پڑتا تھا۔

مذہب و مذاہب کا یہ تجزیہ (ANALYSIS) انسان کی دو انفرادی سماجیات اور خدا کا

مذہب ہے جس سے پانچوں ماموں سے مجاہدہ میں اور جس کی عید سے انسان اپنی مراد اپنی نواں تک پہنچتا ہے۔ اور انسانی تہذیب و تمدن اور علوم و فنون نے اتنی ترقی کی۔ انسان کی تعمیرات یہ ہیں کہ یہ غلطی نہیں کرتا۔ یعنی اگر اس کی مرشد اور تہذیب میں غلطی ہے اور اس کی تہذیب سے قرینہ یہ ہے کہ وہ غلطی کا عذر وقت کرتا ہے اس پر کام نہ دیتا ہے اس کی غلطی کرتا ہے اس سے فائدہ نہ نکالتے کی کوشش کرتا ہے اور بعض امکانات اپنی ایک غلطی اور غلطی پر اس کو کوئی نہ مست کرتی ہے کہ اس سے وہ میدان ترقی میں ہزاروں ادا ہوں۔ اس کی مسالمت آواز آواز میں ملے رہتا ہے اور اس مقام تک پہنچ جاتا ہے یہاں غلطی اور توبہ کے بغیر وہ سوں میں بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اور اس کی اس ترقی اور پرواز پر اس کو فرشتوں کو بھی رشک آئے نہ تھا ہے۔ اس انسانی کے صورت اعلیٰ حضرت آدم سے جسی ملکہ ہوئی تھی۔ لیکن انہوں نے اس غلطی پر اس کو نہیں پایا بلکہ ان الفاظ میں اس پر ندامت کا اختیار کیا کہ ندامت اس نے وہی میں ایک تلافی پر پناہ دیا اور ان کی جو ریت کا وہ مقام حاصل ہو گیا ہو شاید اس غلطی سے پہلے حاصل نہ تھا۔ انہوں نے کہا

وَلَمَّا طَغَسْنَا الْفُجُورَ وَأَنَّا لَمَّا تَغَطَّوْنَا لَمَّا وَكُنَّا حُفًّا لَمَّا كُنَّا مِن

الْأَخْصَافِ ۝ (سورۃ الاعراف ۲۲)

(ترجمہ) "اے خدا! یہ پرواز پر ہم نے اپنی جانوں پر غم کیا اور ان میں سے ہمیں ڈھلے گئے۔ اور ہم پر بھڑکائیں گے کہ تو ہم پر ہوا چلا نہیں گئے۔"

اس کو اس تہ پر اور نہ صحت سے جو ترقی ہوئی اس کا قرآن مجید نے نوادگان فرمایا ہے۔

وَعَصَىٰ آدَمُ أَنْ يَهْوِيَ إِلَيْهَا فَإْتَمَرَ لَهُ الصَّيْحَانِ ۖ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ قَتَابًا عَلَيْهِ وَهْدً ۚ ﴿٢١﴾

(طہ ۲۰-۲۱)

(ترجمہ) ”اور آدمؑ نے اپنے پر ہونے کا رے قلم کے تعارف کیا تو وہ یہ راویوں کے چران

کے پر ہونے کے ان کو ان اور ان پر ہونے سے و جد فرما کی اور سیدھی راہ بتائی۔“

نہیں شیطان کا مہلک اس کے برعکس تھا۔ اس نے اپنی غلطی اور گمراہی پر اسے لایا اور اپنے عمل کی صحت اور جوڑنے سے دلایا دینے۔

فَالِإِن سَأَلْتَهُ خَلْقَ مَا كَانَ مِنْ تَابٍ وَخَلْقَ مَا كَانَ مِنْ طِينٍ ۚ ﴿٢٢﴾

(صافات ۲۲)

(ترجمہ) ”اے نبیؐ کہہ کہ میں اس سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے۔

وہ اسے مٹی سے بنایا ہے۔“

بہت سی انسانی کامیابیوں کا سہرا غلطیوں کے سر ہے

حضرات انسانی ترقیات اور تہذیب و تمدن کی وسعت اور ارتقاء میں غلطیوں کا حصہ

تھیں۔ اقدانات و درست روی سے شاید کمزور ہیں۔ بلکہ بعض انسانی کمزوریاں ہیں۔

جو انہیں غلطیوں سے سر ہے۔ اس طرح انسانی تاریخ جس طرح انسانوں کے صحیح

فیصلوں، درست عمل کی مراد منت ہے، اسی طرح غلطیوں، لغزشوں اور نادانیوں کی بھی۔

اس دھڑکی کے ثبات کے لئے آپ کو تانا بٹا میں بہت سی مثالیں پیش کی۔ حضرات یہی

ہوئے اسلام کہ جزیرہ نما کے بیڑ میں صحیح صلاحیت چھپنا، اور فرعون کے لشکر کا بھڑا کر میں فرق

ہونا، حضرات یہی کہیں نے رات کے اندھیرے میں راستہ بھول جائے گا نتیجہ تھا۔ نئی دنیا

(امریکا) کی دریافت کو جس کی غلطی، اور غلطی کا نتیجہ تھا، جو ہندوستانی توحش میں تھا،

تھا، و عسیٰ ہذا القیاس۔

## غلطیوں کا احساس نہ کرنا صحیح الفطرت انسان کا شیوہ نہیں

اپنی غلطیوں کا احساس نہ کرنا، اور اپنے تجربوں اور تا کامیوں سے فائدہ نہ اٹھانا، غلطیوں اور تا کامیوں کے اسباب و علل کو تلاش نہ کرنا، ایک ہی غلطی بار بار کرنا، اور ایک ہی سوراخ سے بار بار ڈسا جانا ایک صحیح الفطرت اور صحیح الحواس انسان کا شیوہ نہیں ہے اور سوکن کو تو یہ کسی طرح بھی ذریعہ نہیں دیتا، جس کو اللہ تعالیٰ نے فراست ایمانی عطا فرمائی ہے۔ اور عقل و تجربے سے فائدہ اٹھانے کی سب سے زیادہ دعوت دی ہے، قرآن شریف نے خود منافقین کی یہ کمزوری اور عیب بیان کیا ہے، کہ وہ واقعات اور تجربات سے بالکل فائدہ نہیں اٹھاتے، اور سال میں کئی کئی بار آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں۔

فَاُولَٰئِكَ يَرْجُونَ اَنْهُمْ يَغْفِرُوْنَ ۙ هٰٓؤُلَآءِ لَا يَرْجُوْنَ اَنْهُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ اُولَٰئِكَ يَرْجُوْنَ اَنْهُمْ يَغْفِرُوْنَ ۙ هٰٓؤُلَآءِ لَا يَرْجُوْنَ اَنْهُمْ يَغْفِرُوْنَ ۚ (سورۃ النورہ ۱۰۶)

(ترجمہ) کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، مگر اس پر بھی متوجہ کرتے ہیں، نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔

سوکن کی اسی صلیحیت پر اعتماد کرتے ہوئے ایک صحیح حدیث میں یہ مضمون آیا ہے۔ لَا يُلْدَعُ الْعَزْمُ مِنْ حَجَرٍ صَوْنٍ (سوکن ایک ہی سوراخ سے دو بار ڈسا نہیں جا۲)

## لسانی و تہذیبی جاہلیت:

میرے بھائیو! ابھی چند روز کا واقعہ ہے کہ ایک قدیم اسلامی ملک، اور مسلمانوں کے خاندان اکثریت والے علاقے میں جنرل اور شاہنشاہ اور دوسرے خاندانوں کی سر زمین تھی، جس کے چھوٹے چھوٹے مسجدیں اور خانہ کعبہ تھیں، جس کے لئے صدیوں اولیاء و مرام نے آب ویدہ، اور خون بکھریا، اور جس کی زمین ان کے آسواؤں سے ہم، اور جس کی فضاء ان کے مانے ہوئے نام شعی سے گرم تھی، وہاں تہذیب کے جنوں کی ایک چیز متذللہ تھی، اور دیکھتے دیکھتے صدیوں کی محنتوں پر پانی پھر گیا، مسلمان نے بے تکلف مسلمان کا گلا

کاتا، بے گناہ انسان اس طرح مارت مجھے جیسے سانپ اور بچھو مارے جاتے ہیں، اور ان پر کوئی رحم نہیں کھایا جاتا، جن لوگوں نے اس ملک میں پناہ لی تھی، ان کے لئے اب اس ملک میں کہیں پناہ نہ تھی، انہی دل میں ان کے لئے رحم کا جذبہ تھا، نہ کسی آنکھ میں آنے لے کوئی آنسو، انسانوں کا دکھ اس طرح تھا جیسا کہ جبراً تھا جیسے کسی جنگل میں درندوں پرندوں کا، اور کسی طالب و دریا میں مچھلیوں کا کھلیا جاتا ہے، ان شریف عورتوں کی عصمت محفوظ رہی، نہ بوزحوں کے بڑھاپے پر ترس کھایا گیا، نہ معصوم بچوں کی پیچھے پکار پر کان دھرے گئے، بھوک پیاس کاذاب، جنگ ولی اور شقاوت کی کوئی قسم ایسی نہ تھی، جو اپنے بھائیوں کے لئے روانہ رکھی گئی ہو، زبان کی "دھنیت" (بت پرستی) عقیدہ توحید پر قوم پرستی، اور نسل پرستی، اسرائیلی وحدت پر، اور حریت جاہلیت اور عصبیت اخوت اسلامی پر، اس طرح غالب آ کر رہی کہ ابتدائے اسلام سے آج تک کسی خطہ زمین پر ابھی تک اس طرح غالب نہیں آئی تھی اور اسلام اور مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں بھی اس طرح ذلیل نہیں ہوئے۔ جس طرح اس زمانہ میں۔

**تہذیب کے آواز نے ترشوائے صنم اور:**

مختلف زبانیں تہذیبیں تمدن اور طرز معیشت دنیا میں اس وقت سے ہیں، جب سے انسان ہے، انہی میت نے، میٹھان کے سایہ میں آ رہا تھا، ان کی وجہ سے زندگی کا لطف بڑھا، اور ان کے لئے، خیر اور سرمایہ میں اضافہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنا یہ احسان یا اولا تے ہونے فرمایا ہے۔

بَآئِیْہِ النَّاسِ اِنَّا جَعَلْنَا کُمْ ذِکْرًا وَّ اُنْثٰی وَّ جَعَلْنَا کُمْ  
شُعُوْبًا وَّ قَبٰلِیْلَیْمَ لَعَلَّ کُمْ تَعٰرَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَ کُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰی کُمْ ۝ اِنَّ اللّٰہَ  
عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (سورہ حجرات ۱۳)

(ترجمہ) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قوم بڑھ چکی، بنا، نہ کہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے

جوز یادہ پر پیر کار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبردار ہے۔  
دوسری جگہ ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاختلافُ اَلتَّبَعُ  
وَالْوَالِدُ اَلْحَقُّ ذٰلِكَ لَا يَاتُ لِلْغَالِبِينَ (سورہ دوم: ۱)

(ترجمہ) اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور تمہاری زبانوں، اور رنگوں کا جدا جدا ہونا، اہل دانش کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

لیکن نئی نوع انسان کی طویل تاریخ میں جو اس قسم کے ٹکس، احمات، المیوں، اور مستحکم خیر ذرا سوں سے بھری ہوئی ہے، ہم کسی ایسی جنگ سے واقف نہیں، جو صرف زبان اور کلمہ کے لئے لڑی گئی ہو، مگر اپنی اپنے قوت بیان، و لسانی تعصب میں مشہور تھے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ساتھ لوگوں کو "گجی" (گوچا) کہتے تھے، لیکن تاریخ نے کوئی ایک واقعہ ایسا ریکارڈ نہیں کیا، جس میں عرب مجسم گجی اپنی زبان کی بنیاد پر لڑے ہوں۔ اسلام نے تو اس تعصب کو مٹا دیا، اور کہا تھا، "اس کا نام" صحابہ جہاد ہے" رکھا تھا، اور اس پر سخت نکیر کی گئی، اس کی جہلیت کی قابل نفرت یادگار، کفر و بدعت پرستی کا مرکز، اور اللہ و رسول کے مخالف جنگ کے سرحدی، اور اس کی جہنم کے نیچے مرنے کو حرام موت، یا باطلی اگر غیر اسلامی موت قرار دیا تھا، لیکن جہلیت کی تاریخ میں بھی زبان کے مسئلہ میں ہمیں کسی ایسے محرک کا ذکر نہیں ملتا۔

یہ حقیقت یورپ، اور اس کی انتہا پسند قوم پرستی کا فیض ہے، جس نے زبان اور کلمہ کو یہ "مقدس" کہاں دیکھا کیا ہے، اور اس کو ایک ایسا رت بنا دیا ہے، جس کے لئے انسانوں کی بھیبت جن حدائی جاتی ہے، اور خون بہایا جاتا ہے، اس کے نتیجہ میں اکثر ملکوں میں پرانی تہذیب کے دیا کا شوق، زبان کا تعصب اور اس کے لئے مرثیے کا جذبہ پیدا ہوا، اور لوگوں کو زبان کی ایک نئی تعلیم جنگ (CRUSADES) یا "جہلیت" (PAGANISM) کا سامنا کرنا پڑا، جس کا تجربہ اب تک نہ ہوا تھا، یورپ کا یہ پروپیگنڈہ جو بڑی مہربانی اور دیرینہ کے ساتھ تیار کیا گیا تھا، ان منظم اقوام میں بھی چوری طرح پھیل گیا، جو بہت

صحیح العقیدہ، سلیم القہر، اور نیو یارک کی حالت میں، اور جن سے بجا طور پر توقع تھی، بلکہ یقین تھا کہ، اپنے دین اسلام، اور سلامتِ فطرت کی وجہ سے ہم کو کم دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں اسسانی و شیعیت سے بہت دور ہیں گی، جس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سند اور دلیل نہیں اور جس کی خدا کی میزبان میں رہنے کے دانہ کے برابر بھی قیمت نہیں۔

لیکن اچانک عالم اسلام، اور اسلام و وحدتِ اسلامی پر عقیدہ رکھنے والوں کے سامنے ایک نئی صورت حال آئی، اور زبان کا یہ فتنہ ایک آتش فشاں کی طرح ایک اسلامی ملک کے قلب و جگر میں پھوٹ پڑا، یہ فتنہ قیامت جو سامنے آئی، وہ کچھ نہ اسی کے لئے، یا شیطان کی سرکوبی، یا تھلیل کے جذبہ سے نہیں تھی، اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ افواج اور اس و اہلینان کا دور دورہ ہو، نیکیاں فروغ پائیں اور برائیاں ختم ہوں، یہ سب اس لئے ہوا کہ اس قوم کی بڑی جمیعت فرنگی شیشہ گروں، اور قومیت کے انتہا پسند پرستروں کے ہاتھ میں پھیلنے لگی اور وہ ایک خطرناک سازش کا شکار ہو گئی۔

اسلام کی ساکھ کو زبردست نقصان:

حضرات! اس انسانی قتل عام، خونِ مسلم کی ارزانی، اور جانی و مالی نقصان پر بھی جتنے آنسو بہائے جائیں کم ہیں، لیکن ان واقعات کا سب سے زیادہ شرمناک پہلو یہ ہے کہ اس سے مومنین کو اسلام کی ناکامی کے ثبوت کے لئے ایک دلیل ہاتھ آئی، اور انہوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ اسلام میں رابطہ بننے، اور مختلف قوموں، اور نسلوں کو (جن کی زبانیں اور رنگ و نسل مختلف ہیں) متحد کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، نیز یہ کہ اسلامی عقیدہ پر کسی معاشرے، اور کسی ریاست (STATE) کے قائم ہونے، اور اگر قائم ہو جائے تو باقی رہنے کا امکان نہیں، یہ وہ معنوی خسارہ ہے جس کا کوئی خسارہ مقابلہ نہیں کر سکتا آپ ہندوستان کے عظیم ترین تجارتی مرکز میں رہتے ہیں، جانتے ہیں کہ ایک تاجر کے یہاں نفع نقصان، بازار کے اہرچہ حاکم، اور تجارتی حدود کی کوئی اہمیت نہیں، اس کا اصل



سرمایہ اس کی سادھ اور اس کا اعتبار ہے، اسی وجہ سے کسی فرم کا (Trade mark) بڑی اہمیت رکھتا ہے، اور وہ بڑا درس، اگھوں، روپوں میں خرید جاتا ہے، عاید و اتحات نے اسما کی سادھ کو یوں نقصان پہنچایا اور اسلام کی تہذیب کو مٹنے والوں، اور اس کو دنیا کی سب سے بڑی قوت جامعہ، LUNATING FORCE کے طور پر پیش کرنے والوں نے، لئے بڑی مشکلات پیدا کر دیں، اور ایک طرح سے چھپی تاریخ کو بھی جس پر ہر مسلمان کو نظر ہے، بہت سے فوٹوں کی نگاہ میں مشکوک بنا دیا، جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے عرب، عثم، گورے کو مٹے، قرشی، حبشی، ایشیائی، افریقی، اقصیٰ، ہندی، و جمہود و ایاز کو ایک صف میں آکر آکر دیا تھا، اور اسے نڈا ایسے قیود تاریخ پر تنگ دشب سے بالا کرتے ہیں، اور ساری دنیا نے ہمیشہ اسلام کی اس کامیابی پر حیرت و تعجب کا اظہار کیا ہے، لیکن اب ہم کس منہ سے کہیں کہ اسلام اپنے پیروؤں میں ایسی وحدت، اور الفت پیدا کرتا ہے کہ دو زبان اور رنگ کے اختلاف کو باطل نہیں جانتے ہیں، اور ضمیر واحد اور مت واحد دہن جاتے ہیں، یہ وہ قوموں کے پہلو ہے جس پر انہوں نے اس کے لئے ہمارے پاس اٹھایا نہیں، اور انہیں پر ضربیئے آئسور، مانکی جی نہیں۔

یہاں کے جراثیم:

یہ سے بھی کہہ سکتے ہیں، تاکہ جو کچھ دعا و سیاق شاطروں کا ایک تھیل تھا، اور پندرہ فیصد پر، اور نہ خدا میں، جماعتوں کی بازیگری جس کا یہ مراد و عت اور مادہ دل قوم، شکار ہوئی لیکن ایک چری کی پوری قوم اور ملک کا ان سیاسی بازیگریوں کے مقاصد کا اس آسائی سے آگاہ رہنا، اور اس سیلاب میں جھٹکنے کی ضرورت سمجھنا، اور توبہ و شریک، اسلام و چاہیت، عقیدہ، تغریب، اور نفس و جذباتیت میں فرق نہ کرنا، کھل، اللہ تعالیٰ، اور قوم کی قربانیت، امتدادیت، اور غواصی سر دہی اور جہالت کا نتیجہ نہیں، کسی ملک اور کسی دور میں کوئی تحریک اس وقت تک کامیابی نہیں جوتی، جب تک قوم میں اس کے قبول کرنے کی صلاحیت اور اس کی نہ پالی پوتی ہو، اور اس کی بنیادیں اس کے قاب و دستان

میں پہنچے سے موجود نہ ہوں۔ لہذا اس تحریک کے لئے پہلے سے تیار نہیں ہوتی۔ تو یہ "نہ جی اچھی ہے اور اکل جاتی ہے" کیلئے سب آتا ہے اور گزر جاتا ہے، "عصا بی دور و (تسبیح ۲) جی ایک مارنسی کفرت بتاتی ہے" ورنہ یہ دور کا کام نہیں رہتی۔ لیکن ان حالات و مقامات کا سامنے ان تک کام رہنا اور ان کی قومیت و وسعت بتاتی ہے کہ ملک میں پہلے سے اس پیدہ کی جڑ اٹھم جو بدستے، اور اس قوم کی اسلامی اُٹھی و تہذیب میں ضرور کچھائی گئی تھی۔ یہاں رہائش گاہ کی سب سے یہ روز بد و کھینا پڑا۔

### صحیح دینی شعور کی کمی:

دوستو! میرے نزدیک اس کی سب سے بڑی وجہ اس قوم میں صحیح دینی شعور کی کمی تھی۔ کلب کے ساتھ ایمان کا موسن ہونا بھی ضروری ہے، جہاں اسلام کی محبت کافی نہیں۔ اس کے ساتھ خلاف اسلام سلطوں، اور دعوتوں کی نفرت بھی لازمی ہے بلکہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر طائفوں اور شیطان، اور جاہلیت کے داعیوں سے بغاوت اور جہاد کی کا این ایمان یا اللہ سے پیچھے نہ کر کیا گیا ہے۔

ہم من یخلفر با لطاغوت ویؤ من باللہ فقل انفسک

بالغزوة الفوقی ○ (سورہ بقرہ ۲۵۰)

(ترجمہ) پس جو کوئی سرکش کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک یہ ضرور ہمارا تمہارا کیا تو کبھی نہ مٹے والا نہیں۔

نو دیکھ میں نئی کواثبات پر مقدم رکھا گیا ہے، اور "لا اللہ" سے پہلے "لا الہ" کہلایا گیا ہے، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہوتی، اور ایک مسلمان اس وقت تک حقیقی ایمان کا ذائقہ نہیں چکھتا کہ جب تک اس کو کفر اور مظاہر کفر سے وحشت اور بدشت نہ پیدا ہو صحیح بخاری میں ہے۔

ولا ت من ثمن فیہ وحد حلاوة الایمان ان یکون اللہ ورسولہ

احب الیہ منا سوا نعمنا وان یحب المرأ لا یحید الا للہ وان

یکفر ان یمرد فی لکفر بعد اذا نفذہ اللہ بہ کما یکفر ان یمرد فی

فی النار (صحابیہ)

(ترجمہ) تمہیں باتیں جس میں ہوں فی وہ ایمان کی حلاوت محسوس کر لے گا آیت یہ کہ اللہ اور رسول اس کو ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ کسی انسان سے اس کو بخش اللہ کے لئے محبت، دوسرے یہ کہ اس کو کفر کی طرف واپس جانے کے تصور سے بے کاندہ نے اس کو اس سے نجات دے دی، ایسی وحشت اور نفرت جو جیسے آگ میں ڈالنے یا نہ کے خیال سے ہوتی ہے۔

جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے:

مسلمان کو اسلام کے خلاف کرنے اور دشمنوں کا آلہ کار بننے سے ایسی وحشت ہونی چاہئے کہ اگر خواب میں بھی کوئی واقعہ ایسا دیکھے تو اس کے منہ سے چیخ نکلتے جائے اور وہ توبہ اور استغفار کرے جاہلیت سے صرف جذباتی نفرت ہی کافی نہیں، مسلمان کے لئے جاہلیت کی صحیح معرفت ضروری ہے، وہ کبھی اس کے بارے میں دعوہ نہ کھائے اگر جاہلیت خلاف کعبہ اوزہ کر، اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر آئے جب بھی وہ لا حول پڑھے اور اس سے پناہ مانگے، وہ کسی بھیس میں اس کے سامنے آئے تو وہ اس کو پیچھا نہ جائے اور اس کو مخاطب کر کے کہے۔

ہر گتے کے خوراک: جامہ می پوش

من انداز قدرت رانی شناسم

شیطان کی حکمت عملی:

شیطان کی حکمت عملی، پور جنگی سیاست (STRATEGY) یہ ہے کہ وہ مسلمان میں جو کمزور پہلو دیکھتا ہے، وہی طرف سے حملہ آور ہوتا ہے، وہ ہر طبقہ اور ہر فرد پر آپ ہی طریقہ، اور ایک ہی ہتھیار نہیں آزماتا، وہ دینداروں اور عابدوں کو محاسن کے فسق و فجور کی ترغیب نہیں دیتا، کہ اس میں اس کو کامیابی کی امید نہیں، وہ ان کو ریہ، تکبر، خود پسندی، خب جادہ، اور حسد جیسے امراض میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ایسی سر بلندی،

حکومت واقعہ اور کی ہوگی۔ اور وہ سبوں کے بجائے اپنے ملک کے وسائل کا خود استعمال کرنا اور اپنے اوپر خود حکومت کرنا اور اپنی زبان اور پھر کفر و شر و تباہی پر اہل ملک کا بول بالا کرنا، یہ وہ دشمنی و رد ال فریب مقصد، اور یہ وہ دلکش اور شیریں خوب ہیں جن کے بڑے بڑے اہل علم، در بعض اوقات بڑے بڑے دیندار بھی فریفتہ ہو جاتے ہیں۔

عربوں کی فریب خوردگی، اور اس کی سزا:

شیطان نے عربوں کو یہی سزا دیکھائی، ان سے کہا کہ قرآن مجید تمہاری زبان میں نازل ہوا، اللہ کا سوال تم میں سمجھوتہ ہوا، خانہ حب اور تمام عالم کا قبلہ تمہاری سرزمین میں ہے، جرم، اور رسول کی آخری آرم کا تمہارے ملک میں ہے قرآن وحدیث اور اسلام کے اسرار، حقائق کو جیسا سمجھ سکتے ہو دنیا میں کوئی قوم ایسا سمجھ سکتی ہے پھر اس سب کے باوجود خلافت کا مرکز تم سے ہزاروں میل دور ہے۔ پر غصہ نظیر میں ہو، اور ترکہ تم پر حکومت کریں، جن کی نہ زبان عربی، اور نہ نسل عربی، یہ مشعل ایسی تھی کہ بہت سے عربوں نے جن کو اقتدار کی تمنا تھی، اور وہ عرصہ سے ایک عرب ایسا ملک کا خواب دیکھ رہے تھے، نیز ان کو ترکوں سے بہت سی شکایتیں تھیں، اور ان کے حساس برتری اور جا مانہ رویے سے نا اہل تھے، ترکوں کے خلاف ہم بغاوت بلند کر دیا، اور دیر سادہ نوکی شاطروں کے متقاعد خاندان کا رہن نئے شریف ملک نے مرکز اسلام میں بیٹھ کر اور شام، عراق کے عربوں نے اپنے بچے ملکوں میں اتحاد ایوں کا ساتھ دیا اور ان کے منصوبہ کی تکمیل میں معاون بن گئے، ترکوں کو شکست ہوئی، خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، امت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا، وہ حصہ جس کے اندر مسلمان عزت کے ساتھ زندہ رہ گئے اور اب تھے، منہدم ہو گیا، مغربی طاقتوں کو اب کسی کاؤ نہیں رہا، یورپ مسلمانوں کی طرف سے کوئی انگلی ہلانے والا بھی نہیں رہا، اس کے نتیجے میں فلسطین، یہودیوں کا قومی وطن (NATIONAL HOME) بنا، اسرائیل کی سلطنت قائم ہوئی، عربوں کی چھائی پر کھونٹے کی طرح قائم ہے بیت المقدس یہودیوں کے قبضہ میں چلا گیا، یہ سب اس مصیبت جاہلیہ کا اثر ہے، جس کا عرب شکار ہوئے،

اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

نہ خدا ہی ملا، نہ وصال ستم  
نہ دھڑکنے رہے نہ دھڑکنے رہے

قرآن اور حدیث میں عصبیت جاہلیہ کی مذمت:

قرآن وحدیث کا ایک ادنیٰ طالب ہم جانتا ہے، کہ کسی نسل، خون، رنگ، زبان، تہذیب کی بنا پر اندھا و مندھاریت اور تعاندی، اس کی بنیاد پر محبت، نفرت، قطع، قطع تعلیق، صبح و جنگ، وہ جاہلی مصیبت ہے، جس کی مذمت سے قرآن وحدیث مجھ سے بڑے ہیں قرآن شریف میں ہے۔

اَلَّذِي جَعَلَ الْبَلَدَيْنِ مَكَرًا ۚ اَفَنِيْ فَلَوْ بِهِنَّ الْعِصِيَّةُ الْكِبٰرُ اَلِهٰتِيْ

(سورۃ الفتح: ۲۲)

(ترجمہ) جب کافروں نے اپنے دلوں میں شکی، اور ضد بھی جاہلیت کی۔

اور صحیح حدیث میں آیا ہے۔

لَيْسَ مِنْهَا مَنْ دَعَا اِلَى عَصِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنْهَا مَنْ فَعَلَ غُلِيًّا

عَصِيَّةٌ وَلَيْسَ مِنْهَا مَنْ هَاتَ عَلَيَّ عَصِيَّةً (ابوداؤد)

(ترجمہ) وہ شخص مسلمانوں کی جماعت میں سے نہیں جو کسی عصبیت کی دعوت دے، وہ شخص شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے، جو کسی عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے، وہ شخص جماعت مسلمین میں سے نہیں ہے، جس کی موت عصبیت پر ہو۔

ایک مرتبہ ایک مہاجر اور ایک نصاریٰ نے اپنی اپنی قوم کی دہائی دی، اور مہاجر نے یا لسمہا جرمین! (اے مہاجر، اور انصاری نے یا للانصار! (اے انصاری) کا قہر لگایا آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: "دعواہا لہما منہ" (ان جاہلی نفروں کو چھوڑو، یہ گندہی اور بددوار چیزیں ہیں) اور لو اللہ ﷻ کو ان جاہلی نفرتوں، اور ان کے نام پر اپیل کرنے، اور ان کی دہائی، یعنی سے ایسی نفرت تھی کہ آپ نے ان سے کام

لیجئے، لوگوں کی باتوں سے بہت لگتی، اور تو چین و غم میں کی پادشہت فرمائی، اور بادشاہ و اس کے رُساپ بھی نہ تھے۔ یہ سب سب اس کے لئے بھی کوئی ارشیتہ، اور بادشاہ کا استعمال نہایت نہیں کرتے تھے۔ آپ کے تحت تو زمین افراطی استعمال کرنے کی دینے لگے، اور اس میں طوق و رزمیت کرنے، اور اشارہ و گائیڈ سے کام لینے سے بھی منع فرمایا۔

نر با ہمیں با عیش و راحت، یا با عیش و زحمت؟

درانقیات زبانوں کا خاتلاف باطن قدرتی، اور فطری ہے، بلکہ اس کو قرآن مجید میں تدلیفِ نعمت، اور قدرت و نیک نشانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور جو آیت گذر چکی ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَخِلَافَ السَّيْئِ

وَالْوَالِئِ أَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ۝ سورة الروم ۲۲

اقرآن (اور اس کے کلمات میں سے ہے آیتوں اور زمین کا پیدا کرنا، اور تبارکی زبانوں، اور زمینوں کا پیدا کرنا، اور اس کے لئے اس میں نشانی ہے۔

لیکن جب اس زبان کے معاملہ میں غلو یا فطری جاسا ہے، اور اس کی فطرت میں شرمناک ہو جاتی ہے، اس کو مہیا و گلو، یا لایا جاسا ہے، و تو دورِ رحمت کے بجائے خدا پر تہقیر کا طریقہ بننے کے بجائے تخریب کا طریقہ بن جاتی ہے، اور اس کے استحقاق پر انسان اس حد تک ہیبت پڑھانے پڑتے ہیں جیسے پہلے کبھی دیویوں اور آسمانوں پر انسان کی قربانی کی جاتی تھی، زبان اس سے بے گروہ و گلو، اس کے دلوں کو جوڑے، اس سے خدا و آسمان کا مذاق اڑانے میں جان لے لے، اور رحمت کے پھول پر سائے، یا کانوں کو بیکار، و دور گونا، یا لایا گونا دور رحمت بنائے، اس کا کا سفر سے پیدا کرنا، انکار سے برسا، بھڑکی کو بھڑکی سے جدا کرنا، اقرآن کا زہر یا لایا نہیں، اور زبان سے یہی کام لیا جائے لگے تو اس سے گونا گونا اور زبان کا کام نہ رہتا ہے، اور انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اگر دنیا کی سب قومیں،

و انہی کے ساتھ ہی اور انہی کے ساتھ ہی رہا کرتا ہے۔

اور قوموں کے تمام افراد کو نگے پیچے ہوئے، اور اشاروں سے باتیں کرتے تو شمار انسانیت کے حق میں یہ اس سے بہت زیادہ کہ اپنی اپنی زبان سے خود اور عشق میں بہت زیادہ انسانوں کا خون بسایا جائے، یہ زبان عورتوں اور معصوم بچوں کو نہ کہ دشمنوں میں تباہی جائے اور ملک کو تباہی و بربادی کے حق عمارتیں و غلے دیا جائے۔

انسان زبان سے زیادہ قیمتی ہے:

میرے بھائیو! زبانیں انسانوں کے لئے بنی ہیں، انسان زبانوں کے لئے نہیں بنے ہیں، ایک انسانی جان کی قیمت زبان و لب کے پورے ذخیرے سے ہزاروں گونی شہکاروں، شہر، شاموں نے ہزاروں ہتھروں، اور فصاحت و بلاغت نے دریاقوں اور سمندروں سے زیادہ ہے۔ زبانیں یہہ ابھریں، اور نہیں، سکڑیں اور پھٹیں، دھن میں ہزاروں تہ ٹیلیاں، تو میں، لیکن انسان ہوا انسان ہے، اور میرے انسان رہے گا۔

مسلمانوں کے دینی عمل اور شعور میں تناسب نہیں:

دوستو! ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے دنیا جذبہ عبادت کا ذاتی، اور دینی مخلوق کی ترقی کی منتہی کی کوشش کی، داتا شعور صحیح و مریدانہ نے کی کوشش نہیں کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کی صورت سے انسان کی حکوں میں عمل اور شعور میں دو تہ سب نہیں ہو، دونا چہ ہے، ایک آدمی آپ کو بڑا رندار، عابد و شہید گذار ملے گا، لیکن اس کا دینی شعور بالکل ناچلتا اور حلال ہوگا، بعض سرحدیہ، بن سکے بغیر وہی تقاضوں سے عاقلانہ نظر کرنے کا، اور وہ ایسی غلطی کر رہے ہیں کہ جو کسی سادہ خیال مسلمان سے عذوبہ مستبعد ہے، یہ ممکن ہے کہ وہ جاہلیت اور اسلام کا بالکل فرقی نہ سمجھتا ہو، اور وہ نہایت آسانی کے ساتھ کسی جاہلی دعوت اور کسی غیاد و شائد کا پیچھا کر رہا ہو، اس کو اپنے مذہب و عقیدہ، جو اس کی جان کی منتہی کے لئے استعمال کر رہے ہو، نہ کہ وہ نیک نیتی اور سادگی کے ساتھ اس کام کو انجام دے، اور اس عمل میں اور دین کے تقاضوں میں اس کو کوئی تشدد و جبر نہ ہو، تاریخ اسلام میں اس کی بہت سی مثالیں ملیں گی، اور عاید واقعات اس کا بہترین نمونہ ہیں، جن میں

ان مسلمانوں نے جو اپنے دینی جذبہ میں ہندوستان کی دوسری آبادی کے مقابلہ میں زیادہ نیک نام تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اشرافہ بری اور رقت کا حصہ وافر عطا فرمایا، جو دین اور شعائر دین سے والہات محبت رکھتے تھے، جو وعظ کے مجاہد اور دینی اجتماعات میں لاکھوں کی تعداد میں شریعت ہوتے تھے، اور پروانوں کی طرح ٹوٹ پڑتے تھے، بہت سے مقامات میں سیاسی شاطروں کی چالانکی کا شکار ہو گئے، اور اس خونخواری کھیل میں شریک نہ ہوئی، ایک کم سے کم اس فتنہ کا اس جرأت سے مقابلہ نہیں کر سکے جس جرأت سے ایک صاحب شعور قوم کو کمر لگانا چاہئے تھا۔

صحیحہ کرام کی جامع تربیت:

میرے بھائیو! لیکن صحابہ کرام کا معاملہ اس سے بالکل الگ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کی مکمل اور جامع تربیت فرمائی تھی، جہاں ان کے اندر عمل کا وہ جذبہ پیدا کیا گیا تھا جس کی مثالیں دنیا کی تاریخ میں ناپید ہیں، وہاں ان کے اندر ایک ایسا شعور پیدا کر دیا گیا تھا، کہ وہ صحیح اور غلط، ظلم و عدل، اور جاہلیت اسلام میں ہر وقت امتیاز کر سکتے تھے، ان کا ذہن اتنا سلیم اور مستقیم بنایا گیا تھا، کہ کوئی نیرمی چیز اس میں گھس نہیں سکتی تھی، جیسے کسی نگلی میں کوئی نیرمی چیز نہ ہو، نہ وہ غلط نہیں ہو سکتی، اسی طرح ان کا ذہن سلیم کسی کج چیز کو قبول نہیں کرتا تھا۔

میں اس کی ایک بہت واضح اور حاتور مثال پیش کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام کا تعلق ذات نبوی سے کیا، اور کیسا تھا؟ مختصر یہ ہے کہ تو حید کے دائرہ میں رہتے ہوئے کسی انسان کو کسی انسان سے جتنی عقیدت اور تعلق ہو سکتا ہے، وہ صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی ذات مبارک سے تھا، اور جس کو فارسی کے کسی شاعر نے اس الہامی مصربہ میں بیان کیا ہے کہ:-

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ کے مبارک لبوں، اور زبان سے جو چیز نکلتی ہے اس



کاشع اور مرچند وحی اور حمایت الہی ہے، اور آپ کوئی بات اپنے نفس کے تقاضے سے نہیں فرماتے تھے، ان کا ایمان تھا کہ۔

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

(سورۃ النجم ۳-۴)

(ترجمہ) اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں، یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

ہن خصوصیات کو سامنے رکھ کر اب یہ سننے کو آپ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام کی مجلس میں فرمایا۔ ”انصر احدک ظالما او مظلوما“ (اپنے بھائی کی مدد کر و ظالم ہونے کی حالت میں بھی اور مظلوم ہونے کی حالت میں بھی) اس عقیدت اور عشق کا تقاضہ جس کا اوپر ذکر ہوا یہ تھا کہ وہ اس ارشاد کو بے چون و چرا مان لیتے، اور آنکھ بند کر کے اس پر عمل کرتے، ایسے واضح الفاظ میں فرما دینے اور اہل زبان ہونے کے بعد ان کے کچھ دریافت کرنے، اور وضاحت چاہنے کا کوئی موقع نہ تھا، لیکن جس انداز پر ان کی اس وقت تک تربیت ہوئی تھی، ظلم کی جو خدمت وہ اس زبان مبارک سے ابھی تک سنتے آئے تھے اور ظالم کا ساتھ نہ دینے کی ان کو جس طرح تلقین کی گئی تھی، ان کو اس میں اور آج کے ارشاد میں ایک کھلا ہوا تضاد محسوس ہوا، دو خاموش شدہ سکے اور آہوں نے ادب سے عرض کیا۔ ”یا رسول اللہ! هذا انصره مظلوما فكيف انصره ظالما؟“ (اے خدا کے پیغمبر مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کی جوئے ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کی جاسکتی ہے؟) آپ نے قطعاً اس پر اپنے کسی ٹکدہ کا اظہار نہیں فرمایا، اور نہ ان پر مرزہ نفس کی بلکہ نہایت بشارت کے ساتھ اپنے اس فرمان کی تفصیل، اور اپنے اس ارشاد کی تشریح فرمائی، فرمایا! ہاں ظالم کی بھی مدد کی جاسکتی ہے، اور کرنا چاہئے، مگر اس کا طریقہ کیا ہے؟ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑ لو، جس کو ظلم نہ کرنے دو، اس آٹکھوں پر سے پردہ اٹھ کر مٹا، اور جو گردہ پڑ گئی تھی، نکل گئی تھی۔

## کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو:

اس شعور کی آیت دوسری مثالیں سنئے رسول اللہؐ نے ایک صحابی عبد اللہ بن حذافہؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں کا ایک دستہ بھیجا جس کو سیرت و تاریخ کی اصطلاح میں (سریہ) کہتے ہیں، آپؐ نے ساتھ جانے والوں کو حکم دیا کہ اپنے امیر کی پوری اطاعت کرنا، ایک موقع پر امیرؓ نے کسی بات کا حکم دیا، اس کی تعمیل میں ذرا تاخیر ہوئی، انہوں نے اس پر غضبناک ہو کر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا، جب لکڑیاں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اس کو آگ دکھائی، اور ایک آلا درویش ہو گیا انہوں نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ اس میں کود پڑو، انہوں نے انکار کر دیا، انہوں نے کہا کہ کیا تم کو رسول اللہؐ نے میری بات ماننے کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ بے شک دیا تھا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا ہم نے اسی آگ سے بچنے کے لئے اسلام کو قبول کیا، اور آپؐ کا واسن تھا ہے اب ہم اس میں کیسے بھگا پڑیں؟ بات ختم ہو گئی، یہ فوج جب مدینہ پہنچی تو امیر لشکر نے آپؐ کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش لیا، اور اپنے ساتھیوں کی شکایت کی، آپؐ نے ان کے عمل کی تصویب فرمائی اور فرمایا کہ اُتریں اس آگ میں گھر جاتے تو پھر کبھی یہ نکل نہیں سکتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ ”انما الطاعة في المعروف“ (اطاعت نیک کام ہی جائز ہے) اور آپؐ نے امت کو یہ ذریعہ اصول دیا، جو اس کی ہر دور میں رہنمائی کرتا رہا ہے، اور جس نے بڑے بڑے مذہب و دینوں پر جابر اور مستبد بادشاہوں کی اندھا دھند اطاعت اور گمراہیوں کا ندوں اور ہمناموں کی غیر مشروط پیروی، اور رفاقت سے روکا ہے، وہ اصول یہ تھا کہ ”لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق“ (۱) (کسی مخلوق کی ایسی اطاعت جائز نہیں جس میں خالق (خدا) کی نافرمانی ہوتی ہو، اور اس کا کوئی حکم تو شرابوں) تاریخ اسلام میں

مسلمانوں نے ج۔ ج۔ ہارک موقعوں پر اپنے دفاعی قوانین اور اپنی قوت قیصر کو برقرار رکھا اور وہ ہمیشہ کی آفت کا اندھن نہیں بن سکے، ان میں ایسے ایسے جری اور چین مصلح، اور عالم پیدا ہوئے جنہوں نے وقت کے دھارے میں بہتے سے انکار کر دیا، اور اس اصول کے ماتے سے انکار کیا کہ ۔

چلو تم اوجھ کو ہوا ہو جدھر کی

۱۰۰ واقعات جن کی تاریخ لربلا کے میدان سے شروع ہوتی ہے، اور کسی نہ کسی شکل میں اس وقت بھی اس کی جھلک نظر آ سکتی ہے، یہ سب اسی زریں اصول کا نتیجہ تھا کہ ”لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق“۔

زخم کا مرہم :

عزیزو عزیزو! زخم بہت گہرا ہے، لیکن کوئی زخم نہیں جس کا مرہم نہ ہو، اور جو مندیں نہ ہو کسے، بقتل اور محض مشرط ہے کھوئی ہوئی دولت کی بازیافت، اور دیکھتے ہوئے ٹھکے، اور کھوئے ہوئے رپوڑ کو گھونٹنے کی کوشش میں لگ جاؤ، زبانوں سے اگر نہ ہر پھیلایا جاتا ہے تو تریاق بھی دینا کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ کام پہلے کام سے زیادہ اظہری اور آسان ہے کہ زبان کے لئے بھی اظہرت کاغذ اور غذا کا ٹھم بھی ہے کہ ۔

تو برائے وصل کردن آدمی

نے برائے فصل کردن آدمی

کسی زبان کا اسلامی روح سے محروم رہنا، اور جاہلی

تصورات اور عقائد کا غلام ہونا بہت بڑا خطرہ ہے

یاد رکھو کسی زبان اور لہجہ کا اسلامی روح، اسلامی تعلیمات اور تعمیرات، اسلامی تقاضا، اور اصطلاحات سے نا آشنا ہونا اور دینی لحوم کے خزانے سے محروم رہنا بہت بڑا خطرہ ہے، زبان کا دل و دماغ، اور روح و ضمیر سے قریبی تعلق ہے جس زبان پر غیر اسلامی فکر، اور غیر اسلامی ادب کا تسلط ہو جس زبان پر غیر اسلامی چھاپ ہو، جس زبان کے

ہو لئے والوں کے سوچنے کا طریقہ، اور اپنے مطالب کے ادا کرنے کا انداز دوسرا ہو، جس زبان کے ساتھ تجارت و کشیدہات میں ذوات و جمیعت کسی مشرک شہد یا فلسفہ سے، خود ہوں، اور وہی شخصیتیں، وہی کردار، وہی اور یہ و شاعر، اسی کی مصلحت و روائی، اسی کے فلسفی اور مفکر اس کے لئے قابل تصدیق اور آئیڈیل ہوں، اس کو اسلامی شخصیتوں سے اور جس فضا میں اسلام پھلا پھولا اس سے بے لگائی ہو، وہ قوم بیٹھ چکی اور تہذیبی ارتداد کے خطرہ میں مبتلا رہے گی، اور اس کی باطنی مصیبت کو ہر وقت بیدار کیا جاسکے گا، نفس پرستی اور زبان پرستی کا ایک نعرہ اس کو بخون اور زخو و رفتہ بنادینے کے لئے کافی ہے، حالیہ واقعات میں ہم نے اس کا نمونہ دیکھا، اب آپ کا فرض ہے کہ آپ اس فہرہ کا سد باب کریں ان زبانوں میں ہر مدت پیرائیں، ان کی زبان و لہجہ کو نہ صرف اسلامیات سے مالا مال کر دیں، بلکہ ان کی روئے اور ضمیر کو مسلمان بنائیں، اور ان کا مزاج اسلامی بنانے کی کوشش کریں، ان شخصیتوں کا رب، اور ان کا ذوق و شوق دور کرنے کی کوشش کریں جو ان کو اسلام سے دور اور مشرک کا تہیالہ سے قریب کرتی ہیں، ان میں اسلام اور جاہلیت کے درمیان امتیاز کرنے والی لکڑیوں سے محبت، اور آخر اللہ کرے نفرت کرنے کی ایسی صلاحیت پیدا کر دیں کہ آئندہ کوئی جاہلی نعرہ، اور زبان و نسل و ملک و وطن کی دہائی ان کو اسلام اور مسلمانوں سے نکالتے نہ سکیں۔

ایک نئے دور کا آغاز ہو گا:

میرے بھائیو! اور عزیزو! اگر توفیق الہی سے آپ نے یہ فرض انجام دیا تو ہماری سادہ فطرتیں جس کے نتیجہ میں یہ ناشدنی واقعات پیش آئے، وہ ایک بڑی کامیابی کا پیش خیمہ بن جائیں گی اور ملت اسلامیہ کے اس قیمتی خاندان کو جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہم، اور چھٹکاروں کی تعداد میں اولیاء پیدا ہوئے اور جن کے اندر اب بھی اسلام سے محبت اور دین کے لئے ہمیت پائی جاتی ہے، اور جن کے اسلاف نے ماضی قریب میں تیرہویں صدی کے محمدؐ و اعظم حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ دو جاہلیزیاں، اور

مرفر و شیاں دکھائیں۔ جنہوں نے ڈاکٹر بنکر جیسے نقادوں کو بھی انگشت پر غلام بنایا، ایک جدید استحکام حاصل ہوگا، اور ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

# امریکہ میں مجھے کیا ملا کیا نہیں ملا؟

[ مرتبہ: ایل۔ آئی۔ ایف۔ اسلام، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi، امام مسجد  
نے ۱۹ جون ۱۹۷۱ء کو امریکی ٹیلی ویژن شو کو "MUSLIM COMMUNITY  
CENTRE CHICAGO" (امریکہ میں مسلمانوں کے مراکز) کے نام سے  
ملا۔ ان کی تقریر ]

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد

الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين امين

میرے بھائیو، عزیزو! مولانا محمد کا ایک مشہور قطعہ ہے، امامہ قبلہ نے  
اپنے مشہور فارسی دیوان "اسرار غوثی" کا اسے سنائی پایا ہے اور کہتے ہیں: غ  
وثی شایخ با چراغی بھی کشت کردوش  
گزاسم دور معلوم و نامعلوم آرزوست  
زین بزم بانست عناصر دم گرفت  
خیر خدا، رستم رستم غم آرزوست  
نظر کہ یافت می نمود دست ایم  
کائنات خدا یافت می نمود آخر آرزوست

مولانا ہم کہتے ہیں۔ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ ہاتھوں میں چراغ سے چو  
تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: سترت سلامت! آپ کو کس چیز کی تلاش ہے؟  
انہوں نے کہا کہ میں پانوروں اور پانویوں سے آگاہ کیا ہوں جسے انسان کی تلاش ہے۔  
میں انسان کی آرزو اور اس کی تلاش میں غما ہوں میرے کرواؤ انسان کی جو بھیڑ ہے اس  
سے میری طبیعت تسکین ہوتی ہے اور میرا خیال ہے، میرا یہ ہوشیہ ہے، میں ایک خیر خدا ایک

رستم زماں کی تلاش میں ہوں۔ میرے کہا حضرت! آپ عفا کی تلاش میں نکلے ہیں، آپ اطمینان رکھیں یہ باتح آنے والا نہیں، انہوں نے بڑی تحیدگی سے جواب دیا کہ میاں! ایسی تو میری بیماری ہے کہ جو چیز نایاب ہوتی ہے، میں اس کی آرزو رکھتا ہوں۔

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ میں M.S.A کی دعوت پر یہاں حاضر ہوا ہوں، اور میرے لئے کونپس کے برابر توفیس، البتہ ایک طالب علم اور ایک ایسے شخص کی حیثیت سے محمد زب پر تھوڑی بہت نظر رکھتا ہے، میرے لئے یہ ایک نئی دنیا ہے، میں M.S.A کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے امریکہ کی دعوت دی اور یہی نہیں بلکہ اس کا سوا قد منایت کیا کہ امریکہ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک اپنی آنکھوں سے دیکھوں، لوگوں سے ہوں، اور ان سے خطاب کروں اور اسی تھوڑے وقفے میں یہاں کے لوگوں سے بھٹی واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے حاصل آدوں، میں شمالی امریکہ میں نئیادارک سے بھگپور نیا تک گیا، کنیڈا کی بھی میری کم از کم تین چار ہزار میل کا سفر میں نے اس عرصہ میں کیا، میں آپ کے سامنے اس اور سے کے اختتام پر حاضر ہوا ہوں یہ میرے دورے کی آخری منزل ہے، آپ مجھ سے اس دورے کے تاثرات سننا چاہیں گے اور آپ کو یہ تھنا بالکل فطری ہے، ہو سکتا تھا کہ میں ایک ایسے ملک سے تعلق رکھنے والے انسان کی حیثیت سے جو ابھی بہت پرمانندہ اور منزلوں نہیں بلکہ صدیوں کے سب سے مغرب سے پیچھے ہے، آپ کے سامنے مزے لے لے کر، یہاں کی ترقیات کی داستان سنانا لیکن آپ مجھ سے زیادہ اس سے واقف ہیں یہ آپ کے گھر کی چیز ہے، اس لئے آپ کو اس کی ضرورت نہیں!

میرے بھائیو اور دوستو عزیزو! میں نے آپ کے سامنے دو امارتوں کا ایک قطعہ پڑھا ہے، جو آپ میں سے بہت سے بھائیوں اور بہنوں کے لئے خلاف توقع بات ہوئی ہوگا، روزانہ ایک ایسے خطہ زمین (۱۰ طویل) میں رہتے تھے جو انسانی ترقی سے بالکل نا آشنا نہیں تھا، یہ وہ اس زمانے کی تمدن دنیا کا ایک متنوع خطہ تھا، وہ ایک ایسی جگہ کے شہری تھے، جہاں ایک منظم مطلق (سلطنت) کی داغ بیل ڈالنے والی تھی، وہ

ایران کے شہر خرم میں بیہ اہلئے تھے، جو اس زمانہ کا سب سے مستعد ملک تھا اور جس کو مشرق کا یونان کہا جاتا تھا، جس نے شاعری، ادب، فلسفہ میں بڑا نام پیدا کیا، اور جس نے تاریخ میں بڑے بڑے نقوش چھوڑے ہیں، لیکن انہوں نے اپنے دل کے داغ اور اپنے دل کی دھڑکن اس قطعہ میں پیش کی ہے، وہ "حدیث دیگران" میں "سردیہاں" کہا جاتا ہے، وہ "شیخ" کی سرگزشت سناتے ہیں، لیکن درحقیقت یہاں کی آپ بیتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس بحر پر نہ گلزار شہر میں، اس مستعد خطہ زمین میں، میں ایسا یہ قسمت لائے گا، جو انسان کی صورت دیکھنے کو ترستا ہے، مجھے یہاں سب نظر آتا ہے، لیکن انسان نظر نہیں آتا، اونچے اونچے گلزار شہر بلبلہاتے باغ، آباد محلے، کھانوں کی افراط و تفریط کی رنگارنگی، تہذیب و تمدن کی بولچھوٹی، یہ ساری چیزیں اپنی جگہ پر ہیں، لیکن مجھے یہاں حقیقی انسان نظر نہیں آتا، یہ انسان نہ انسان ہیں، لیکن حقیقی انسان نہیں ہیں۔

انہوں نے اپنے فیک و ممبر شعر میں اس کو اور کھول کر بیان کیا ہے۔

ایں نہ مردانہ دنیا صورت اند

مردیہ نماندہ و کشتہ شہوت اند

یعنی خرم میں کو انسان سمجھ رہے ہو، وہ انسان نہیں ہے، یہ ظلم میری و پر خوری کے بارے میں، اور خواہشات کے ٹھکے مارے ہیں۔

مشینوں کی بہار

تعارف! میں اُس آپ سے یہ ہوں کہ میں نے امریکہ کو تھوڑے عرصہ میں جتنا دیکھا جانتا تھا، دیکھا، میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک گیا، مجھے یہاں صرف مشینوں کی ترقی ہی نظر آئی، آپ یہاں کی جو بہار دیکھ رہے ہیں، یہ سب غم، غمی، تنہا، جنت و حرقت اور نیکان لوبی کی بہار ہے۔ یہ علوم اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئے ہیں، وہ انسان کو جو دے سکتے تھے، جو آسائش فراہم کر سکتے تھے، جو ترقی عطا کر سکتے تھے، انہوں نے عطا کر دی، انہوں نے اپنا خزانہ اٹل دیا ہے۔







الحی عبادہ اللہ و من صلیق الدنیا لہی سعیدھا" الحج (اللہ نے ہم کو اس کو ہم پر تمہارا ہے کہ ہم ان لوگوں پر (جو اس نے جاپا) بندہاں فی بندگی سے نکال کر خدا کے واحد بنی میں دو دنیا کی نعمی سے اپنا بندہ کے نزدیک کی وجہ سے اس اٹل کریں ان کے لیے وہ تمام ان لوگوں پر جوت ہماری ہوجاتی تھی جو ہمیں پانی پانی دوجانی تھیں اس پر شکر ہے۔ وہ میں بدویہ کہنے کے کاش ہوا کہ اللہ نے ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ ان مانوں کو ان مانوں کو ابدت سے نکال کر خدا کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کی فانی کو فانی اور اس کے لیے جس کا ہم نے "محکمات ایمان" نام رکھ دیا ہے جس کو قرآن نے "سائنسی شہنشاہیت" کا نام دیا ہے، نکال کر ہم تم کو دنیا کی وجہ سے بے پایاں دور زداری کی کھلی ٹھکانے میں کریں، ہمیں اپنے خاص ذرا پر تمہیں "یاد رکھنا ہمارے حال ذرا پر ہم آیا ہے" ہمیں تمہاری نریں حال پر ہڈیاں تمہارے علم سے نکال کر دیا ہے۔ سے بدقسمت ایمانیوں ہم تم کو اس قسم کر دیں گے جس میں تمہیں کی طرح کر فانی ہو اور تو چھپا رہے ہو، وہ نہیں جس کے مال بہار ہے، یہ ہو خدا کی لاسمہ و فضلہ میں لانچے ہیں، تمہاری اپنی باتوں سے غلام ہو کر تمہاری کا سامان کرنے والوں کے غلام ہو، ہم اپنے گویوں کے غلام ہو، ہم اپنے باورچیوں کے غلام ہو، تمہارے اپنے پانی پلانے والوں کے غلام ہو، ہم صرف خدا کے غلام ہیں، ہم اس لئے آئے ہیں کہ ہم وہاں نہ رہیں گے، ان کی اقدار و شانوں میں شک و شبہ نہیں ہے، اور ہمیں ان کی میزان پر وزن کرنا نہیں تھا، کتنا ہمیں ہر اندر کی دنیا سے واقف نہیں، وہ میری چیزوں کو من لے گا، نہیں دے گا، دے گا، ہم دے گا، جب زور و زور و زور دے گا، جب عالمی سر کا حروف بن گئی ہو، جب عالمی اس کی ملک و پے میں مراد ہے، ترکی، دو، جب عالمی کے بغیر اس کا بیٹا نہیں ہے، جب خلافت سے اس کو مشتق ہو گیا ہو، جب عالمی اس کو ترائی سے لے کر "موجودہ" اس عالمی کا حساب کون نہیں کر سکتا، یہ ہم سے کس بدوے - ان کے ان کے ہیں کہ تم کو ان غلامیوں سے ان کی قعدہ خدا کے سوا انوں کو اس کا نام ہے، وہ ان کے کاش کر تمہاریاں، اس سے تمہاریاں



یہاں اس کا انجام کیا ہے، یہاں اسے سخر ہوئے ہیں، یہیں خود اس پر کس نے سخر نہیں دیا۔  
ہاں اسے سخر ہوئی ہے، مگر اسے کائنات سخر نہیں ہوئی، مغرب نے مادیات کو اپنی ترقی کا  
میدان بنایا، اس نے مادی ترقی کو اپنی زندگی کا متحدہ اعلیٰ قرار دیا۔ اس میں خدا کے ہیں۔  
اس کی سنت چار ہے، یہ ترقی اپنے لئے عمل اور شمش کا جو میدان آفتاب ہے، اس کا دو  
اس کی اس میں چوری چوری خدا ہے، کو انسان جس میدان میں بڑھتا ہے، بتا ہے اللہ  
تعالیٰ اس کو بڑھنے کا چارہ، یہ ترقی، اب سارا مسئلہ میدان کے انتخاب کا ہے۔

عیسائیت یورپ کے لئے کاموزوں۔

حضرت آپ دوس میں سے زمین کی مغرب کی تاریخ اور میدان نے تھن نے  
اور تھن کی تاریخ پر نظر ہے اور تھنوں نے ذریعہ کی انتخاب "مغرب" مذہب "سائنس"۔  
CONFLICT BETWEEN SCIENCE AND RELIGION کا مطالعہ کیا ہے، مینیولین  
کی ما اور یہ دست کی آویزش اور مذہب و سائنس کی خوش برکت کی داستان پر بھی ہے۔  
ان کو معلوم ہے کہ جب اس ملک نے مسیحیت کا انتخاب کیا اور مسیحی، مسیحیوں اور مسیحیوں  
کی قربانیوں اور کوششوں سے مسیحیت اس خطہ زمین میں پہنچ گئی، اس کے بعد خدا، خدا  
ایسے حالات پیدا کرنے لگے کہ مغرب نے اپنی کوششوں کا میدان مادیات کو بنالیا، اس لئے  
کہ مذہب کو دھوپ کی آفتاب سے لے کر سائنس کا میدان بنالیا تھا، مذہب سائنس و علم و عقل سے کاغذ  
اٹھائے اور زندگی کی تعلیم دیتی تھی، اس کی بدست، افروختی نہیں دیتا تھا، مادی مادی مذہب اس  
کو پیچھے لے جانا چاہتا تھا، اور اس خطہ زمین کے اقوام کی فطرت ہے، یہیں وہ بتا ہے تھن  
وہ ن کو آگے لے پا چاہتی تھی، قدرت کے مضمرات اور ترقی کے امکانات ان کے  
سامنے آ رہے تھے، یہی وہ قوموں کے درمیان دو مسابقت اور بے پاری تھی، وہ ان کو  
اس پر آمادہ کر رہی تھی کہ ایک ایک قوم اس کے ایک ایک (انجور کی شاخ) کا ٹھکانہ ہے، اور  
اس کی سے کل کھام میں مساوات کو بوتا، وہ ان میں جو امتا ہے، باہمالی کا نتیجہ  
یہ تھا کہ یہ اپنی کوششوں، اپنی باہمالیوں کا یہ مادیات ان منتخب کرے، جس میں ان کا کوئی حریف









اسپتہ تراشے ہوئے بتوں کے ٹھام:

حضرات ایسا ہی عاقوں کے ٹھام ہیں، یہ اپنے ٹھانے ہوئے اور ذہان سے کھاتے  
 اوقات کے ٹھام ہیں، حضرت ابراہیم نے اپنے زمانہ کے بت پرستوں سے کہا تھا،  
 اَمْعَلُونَ مَا تَعْبُدُونَ؟ یہ کیا تماشا ہے کہ آج جس چیز کو مانتے ہو گلی اس کے سامنے  
 خجور بڑھو جاتے ہو، یہی حال یہاں کی بھی ہے، آج ایک معیار بنتا ہے، ایک اصول بنتا  
 ہے، ایک دشمن بنتی ہے، اور کل سارا علق اس کا ٹھام ہو جاتا ہے، اپنے ہی ٹھانے ہوئے،  
 اپنے ہی ذہان سے، اپنے ہی تراشے ہوئے بتوں کے ٹھام۔

آؤ رکندہ میں ابراہیم کی نیابت:

یہ ملک ایک وسیع آؤ رکندہ ہے۔ جس میں ابراہیم کی اذان کی ضرورت ہے، اور  
 ابراہیم کی اذان سنائے والے آپ ہی ہو سکتے ہیں، آپ ہیں ابراہیم کے اصلی کام لیوار،  
 یہ وہ نہیں ہیں، اس رات سے وہ دور ہو چکے، وہ سالی نہیں ہیں، وہ حضرت مسیح کے بجائے  
 بیستہ پال کی جیسا بیت کی راہ پر چل رہے ہیں، وہ اصلی جیسا بیت سے ہٹ گئی دست  
 ہو چکے، یہ ایک بدست بدلی سازش تھی جو کامیاب ہوئی، شاید مذہبی سازشوں میں کوئی  
 سازش اتنی کامیاب ہوئی ہو اس سے پوری مسیحیت کو مسیح کی بی بی، جو مسیحیت سے دنیا کر  
 بیستہ پال کی مسیحیت پر ڈال دیا، آج مسیحیت ڈھونڈ کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر  
 پال کی مسیحیت ہے، بیستہ پال نے جس مسیحیت کی تشکیل کی تھی، آج یہ مسیحیت کے  
 ٹھام ہیں، اس سے میرا فی حضرت ابراہیم کے جانشین نہیں، آپ براہیم کے جانشین  
 ہیں اور اقبال کے الفاظ میں نبیوں کی

معمارِ حرمِ باز پہ تعمیر جہاں خیرا  
 از خواب گراں! خواب گراں! خواب گراں خیر  
 از خواب گراں! خواب گراں! خواب گراں خیر

آپ معمارِ حرم ہیں آپ کوئی نہ کی تعمیر کرنی چاہئے اور صرف معمار کو یہ حق

حاصل ہے کہ حق و ایمان قہراً اسے آتی رہی میں تحریک کار کر رہے ہو، ایکٹھ میں تعین سے حقیقت میں قہراً آپ جس پیغام کے حامل ہیں، آپ جس کتاب آسمانی کے حامل ہیں، آپ جس نبی مکاشف ہیں، اس نبی کا ہی یہ منصب ٹھاندا گیا و تمام قوموں سے نبوت تک نہ ملے گا۔ واحد کی غلامی میں داخل نہ کرے، اس لئے آپ سرحد میں نیک لکھتے پیٹے والے نمران بلند و ستانی، پائنتانی ہندی اور شامی کی حیثیت۔ مجھے نہیں ہیں

..... ملان رنگ و خوں و نور کمر ملت میں لہر رہا

..... نہ تیری رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

آپ مصطفیٰ اور ایمانی نہیں ہیں۔ آپ مسلمان ہیں، آپ مسلمان ہیں، آپ اور ان کی مٹھنی سے ہیں، اس لئے آپ اپنی حقیقت کو پہچانیں، آپ اس لئے نہیں آئے ہیں کہ وہی کشن میں ایک تہیہ پر۔ کسی طرح وقت ہو جائیں، اور ایسا جو قسم کر لیں، آپ اپنا بیت پر لیں، جس طرح پاؤں بیت بھرتے ہیں، نہیں بلکہ آپ اس ملک کے باشندوں کو پیغام دیں، ان کو وہاں میں، ان کو پیغام دیں کہ تم زمین کی کے نگہ دار تھے پر پائے ہو۔ زمین کی کانٹوں، لاکھوں تک کو حاصل ہے؟

زمین کی کے نقل و حرکت سے تم۔ دشمنان تو کے ہی نہیں، سب ان کے اندر، یہ وہاں پیدا ہو رہا ہے، تو یہ دوسرے راستے پر چل پڑتے ہیں، یہ پانی زم کی طرف پے جاتے ہیں، یہ نہ دھنی کی طرف پے جاتے ہیں، یہ زمین کی سے فرار کی طرف پے جاتے ہیں، یہ بندہ جو بوں کی طرف پے جاتے ہیں، یہ ناپاکی کی طرف پے جاتے ہیں، آپ بھی اب آہ آئیں، وہاں کچھ کا بڑا پیغام ہے۔ ہوتا ہے، آپ دیکھیں گے کہ بڑے بڑے بڑے بڑے بڑے امر علی جانوروں، دیوانوں کی صورت پر رہے ہیں، وہ وہیں قیام کرتے ہیں وہ وہیں جا کر ساوہو، یہ وہ توں کے پاس بیٹھتے ہیں، جس طرح آدمی کو تھوڑا جاتا ہے، ان کو آمدن کا تھوڑا کر کے، یہ تھوڑی سی شے انہوں نے اتنی پلٹی ہے کہ سب وہ تھے مر رہے ہیں، روایت کی طرف رجوع اور خدا کی نعمتوں سے انکار، کانٹات سے رشتہ توڑ لینے اور زمین کی سے فرار سے حقیقت حاصل نہ رہے ہیں، اکاش ہمارا، اسلافی ملک اس قافلہ ہوتے، ان

امریکیوں کو دو صحیح راستہ دکھایا گئے ہیں، ان امریکیوں سے بلندی سے بات کر سکتے تو آج اس کی فوریست نہ آتی، لیکن ہڈی پر فستقی ہے کہ ہمارا ایک ملک بھی اس قابل نہیں ہے کہ امریکیوں سے آگاہیں ملا کر بات کرے اور ان کو صحیح راستہ دکھائے، نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنے دل و تھن سے نفرت کرتے ہیں ان میں رد عمل پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کی تسلیں نہ لے سکتے ہندوستان کے ہمالیہ کی چوٹیوں پر جاتے ہیں، یہ خیال جاتا ہے، وہاں ان کے لانے والی چیزیں استعمال کرتے ہیں، ۱۰۰ مختلف اور چرس کے لئے وہاں جاتے ہیں، ان کے آج ہم مسلمان اس قابل ہوتے تو ہم ان کو صحیح راستہ دکھائے۔

کہاں ہیں مسلمان؟

میں نے بھائی اور بہنوئی آپ یہاں صرف اس لئے نہیں ہیں کہ کامیں اور کھائیں یہ کام تو دنیا کی ہر قوم، ملکتی ہے، اور ہمارے بہت سے ہم وطن یہ خدمت ہم سے بہتر انجام دے سکتے ہیں، آپ یہاں اس لئے ہیں کہ بقدر ضرورت کھائیں اور کامیں اپنے منہ ب کو پہنچائیں اور ایک نئی زندگی کا نمونہ ان کو دکھائیں، ادا انہیں دیں تاکہ ان کے دماغوں کو چھوٹے، نمازیں پڑھیں تاکہ وہ آنکھوں کے راستے سے فوراً نہ لے کر مجبور ہوں پاک و صاف رہیں تاکہ ان کو آلودہ زندگی سے نفرت پیدا ہو، اعتدال سے زندگی لے سکیں تاکہ ان کو اپنی بے استعدادی کا احساس ہوستینوں کی عالمی سے آزاد ہو کر سکون کی زندگی بسر کریں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ سکون کہاں ملتا ہے، اپنے دل کی دنیا آباد کیجئے آپ کے اندر وہ روحانیت ہو کہ وہ آپ کے پاس شخص تو ان کو یہ محسوس ہو کہ ان کے اندر ایک نئی طاقت آگئی آج وہ وقت تھا کہ اہل دل اس ملک کی طرف توجہ کرتے اور ان کی نسبت انسانوں کو جو اپنی زندگی سے بچ رہے ہیں جو جامہ سے باہر نکلے آ رہے ہیں، ان کا ہاتھ پیر کر کے کہ "الابند شکر اللہ تعظیفن القلوب" اللہ کے ذکر میں اطمینان حاصل ہے۔

آج یہ پیغام دینے کے لئے صرف مسلمان تھے لیکن کہاں ہیں مسلمان؟ کیا کسی



میں: یہ بات قصہ تو میں جانتی ہی تھی۔ آپ کہاں گئے، جہانگیر میں  
کہاں رہتے تھے، اپنی اصل ذات سے جو تھے۔

انسان کی ورہ پائنت ہے۔

[illegible]

اس انسان کی دریافت کیجئے، اس کمائیت کو اپنے فکر و دید رکھنے، قوت آپ کا یہاں  
روز بروز ہے۔ آپ کا یہاں رہن ہمارا جس شخص کے ہاں ہے۔ اور ایک بڑی قلعہ اور  
اموت ہے۔ اور ان کے لئے جو عوامی لیجنگ کے چہ بہت ار ہے۔ میں نے ہی جہاں جا کر  
آپ کے اپنی دینی زندگی اور اپنے نہیں اور مخلوق کے کوئی تعلیم دینا اور تمام نہیں کیا  
اور اپنے بچوں اور شیخ کی آپ کا ایک اور دین اسلام پر توجہ رہے۔ ان کے ساتھ میں  
انہیں ان وسائل کی کیا آپ کا اس ملک میں۔ جتنا وسیعت ہے۔ اور آپ کیا ہے۔ اس  
پر اس خطرات سے بچیں۔

[illegible]



خدا مات کا جن کا بیٹھ بھی پورے خور سے ہم بھی نہیں ہو اور ان افراد کی خدمت کا جو دین کے لئے کوشش کر رہے ہیں، صفحہ بنات میں المیزگر پھیلاتے ہیں ان لوگوں کو جمع کر رہے ہیں، عرب، یوں یا غیر عرب، دوسب لوگ بڑے مبارک ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کے عمل کو قبول فرمائے گا اور ان کے درجات بلند فرمائے گا یہ سب سے ضروری بات ہے کہ آپ امر کی طرف سے جو بھی ہی فرصت میں احیاء میں مہمیں کر رہے ہیں آپ یہاں مسلمان کی حیثیت سے روکتے ہیں، کھل تو نہیں جائیں گے جیسے سوہنیا کھل جاتا ہے، شہر مہم کھل جاتی ہے، اس طرح آپ تہذیب کی تہذیب کے سامنے قلیل تو نہیں ہو جائیں گے، اگر ایسا ہے تو آپ جہاں سے آئے تھے وہاں جائیں، چاہے آپ کو یہاں کی آمد اور سائنس کا چھوٹی حصہ یا ان کا پچاس سال حصہ ہی آجوں نہ ملے، اگر مہم یہ نہیں ہے تو مبارک ہے، آپ اس ملک میں رہنا ممکن ہے کہ آپ کے رہنے سے اس ملک میں ایک نئی روشنی آئے اور شاید آپ کے ذریعہ اسلام کو راہ کھل جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین





کے لئے خلاف توقع اور پیداکارینے والا ہو مغرب کا یہ شعبہ جو عرب سے امریکہ تک پھیلا ہوا ہے یہ بڑا خوش قسمت ہے اور بڑا قسمت دار ہے آپ ایک ہی وقت میں لٹن کے لئے تیار ہو کر کومنٹر قریب کرینے کے لئے ان بھی آپ کے ساتھ جو بات چیت تھی میں وہ خود ایک بریت ہونی حقیقت کو بیان کرتی ہیں اور وہ بڑا اور اس خطہ زمین کو ہے جس کو خدا نے دنیا کی قیادت عطا کی، بریت سے اس بات اسباب کی بنا پر جس کی تفصیل مشکل ہے، اور میں نے اپنی کتاب "مدد خود و العالم باسقاط المسلمین" انگریزی میں ISLAM AND THE WORLD میں تبصیر سے بیان کیا ہے کہ مغرب کو قیادت عطا کی گئی ہے، اور اس کا معاملہ ہے وہی تقریباً اس خطہ زمین کا معاملہ ہے، ایک ہی وقت میں یہ بڑا خوش قسمت بھی ہے اور بڑا بد قسمت بھی، اور اگر ان کا بیان دہتا کہ یہ اپنے اوقات سے بڑا قسمت دار ہے۔ تب تو کوئی بڑی ٹریجڈی ہو کر رہ جائے۔ اس لئے جو اس طرح لگائی ہیں ان میں ایسی باتیں تو ہوں اور انہوں نے سمجھا دیا ہے، جو ان کی ترقی کے لحاظ سے اس وقت کے لئے ضروری ہیں، اور ان کا زوال شروع ہو رہا ہے، یہ تو کثرت اللہ ہی سے پہلے کے امریکہ ایک تجلایا ہوا معاملہ ہوتا تو میں اس سے اقبال کی انی بیت تھی، لیکن اب آپ اس ملک کو قیادت کا مقام حاصل ہوا اور دنیا کے حالات نے اثر انداز ہوا اور اس کی خوش قسمتی اور بد قسمتی اس خطہ تک محدود ہے، لہذا اس کا اثر انسانیت اور اس نسل پر پڑے گا اور ان کی ترقی و برکت بڑھ جائے گی۔

اگرچہ تجویز کریں گے کہ اس ایک وقت میں میں نہیں بلکہ اس میں دوسرے کو خوش قسمت بنواؤں گا، انہوں نے اس سے بھی آپ کو اس کا دور پوچھا ہے کہ خدا تعالیٰ اس سے اس کو اپنی نعمتوں سے، اولاً یہاں بیان کے رہنے والوں کو کوئی قوت عطا کرے، اور انہیں عمل، انہیں قہادت، یہاں کام کرنے کا جذبہ، اسی قوت انی عطا کی کہ اس نے اس زمین کو بہت عطا کر دیا، خدا کی قدرت کے راز میں اسے اس قدر عطا کیا کہ اس کو عطا کیا، اقبال کے الفاظ میں عورت کی شہدائوں کو ترقی دینے والوں کی ترقی دینے والوں کو اور پادشاهوں نے اس میں کوئی کوتاہی نہ دیا اور اب یہ

زینت سونا نکلتی ہے۔ یہاں تو فطرت کی ہر بات ہے۔ اور یہاں (بہر حال) کی زبان میں  
 مودہ اور شہہ کے درمیان جتنے ہیں، یہ تو یہ ہے ان قوموں کے خوش فطرتی ہونے کے نتیجے  
 میں۔ اہل حق سب کیسے فطرت سے اور ان کے نہ تھکے، لے نہ ہارے، اے قوم!۔  
 پھر خدا تعالیٰ نے ان خطہ کوشش کو جو جو ہے اس سے یہاں شک بھلا نہ دے، اللہ تعالیٰ اور ان  
 سے دعا اہل کیا، خدا کی نعمتوں کے نتیجے میں خزانے یہاں موجود ہیں، اور پھر وہ خود ہی یہاں  
 بلند رہا۔ وہ ہاتھ بھی موجود ہیں، جو ان خزانوں کو پرانہ ریز اور قدرت کی اہانت ہے  
 پھر پورا فائدہ اٹھائیں، اس نہ کہ۔ یہ یہ ملک بڑا خوش قسمت ہے، اور اس نے اپنی خوش  
 قسمتی کا سہارا صرف اس ملک کے رہنے والوں پر نہیں بلکہ ساری دنیا پر بیٹھا دیا ہے، آج  
 ساری دنیا ان کی درپازہ ہے، دنیا کی ہر قوم ان کے سامنے جھوٹی پھیلائے بلکہ ہاتھ  
 پھیلائے تھوڑی ہے، اور عجیب و غریب دن ہے، انہوں نے اپنی ذہانت سے اپنے حسن  
 تنظیم سے زندگی کو اس طرح منظم کر دیا ہے کہ ساری دنیا اس سے فیض پارتی  
 ہے، قبیلوں نے، ممالک اور اقوام کی طور پر اپنی افادیت اور فنی صلاحیت کا سہارا دیا پر بیٹھا  
 دیا ہے، اس لیے کہ آپ ان کو خوش قسمت کہیں، اس میں ذرا مبالغہ نہیں، اگر ہم  
 ہندوستان میں، مصر میں، افریقہ میں، اندلی میں، مشرق کے کسی ملک میں ہوتے  
 تو اس کے لئے ایسی شہادت فی حدیث تھی، پھر ہم اور آپ اس وقت جہاں بیٹھے ہیں اس  
 کے لئے ایسی شہادت فی حدیث تھی۔

”یہاں، یہاں“

آپ اس کی خوش قسمتی پر جتنا رشک کریں اور اس خوش قسمتی کی بھٹی اور دہریں اور اس  
 کہ جتنا راجہ سب، یہاں سب، اس کے میں کسی عصبیت کو جائز نہیں سمجھتے نہ ہیں  
 تو سب، انارٹائی تو سب، نہ تو فی حدیث سب، اس کے میں ایک حقیقت ہے، جو روز روشن کی  
 طرح دور سے سامنے ہے۔

لیکن اس سہرا جو یہ ملک بہ قسمت ہے، یہ خطہ میں پوری جرأت اور سہائی کے  
 ساتھ ہر مہربانوں، عزت کے، مہربانوں کے لئے یہ خطہ اور مہربانوں ہوں گے، لیکن یہ ایک

تاریخی حقیقت ہے، یہ واقعہ ہے کہ یہ ملک بڑا بے قسمت ہے۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا:

اس ملک کی نہیں بلکہ انسانیت کی یہ بد قسمتی ہے کہ اس ملک نے تمام ادنیٰ میدان میں فتوحات حاصل کیں اور اس میں دیکھاؤ قائم کر دیا اس نے اس زمین کو کھنڈرات لال زار بنادیا بڑی خوش قسمتی نیاں ہوتی اور دنیا کی تاریخ کچھ اور ہوتی اگر اس خطہ زمین کو صحیح رہنمائی حاصل ہوتی تو اس کو دین صحیح کی فوٹ ملی ہوتی، اور جس طرح اس نے مادیات کی طرف توجہ کی اخلاقیات کی طرف توجہ نہ کی، اور جس طرح اس نے اخلاق میں خدا کی نشانیاں نہ کی تھیں ہیں، اور "سربہم ایلتا فی الاما فانی" پر عمل کیا ہے، ویسے ہی "انکس" خدا کے پیدا کئے ہوئے دین، عطیہ کی ہوئی ریت، اور الطیف احسانات میں بھی خدا کی نشانیاں دیکھتا اور دنیا کو دکھاتا، اس کی ذہانت صرف اس پر مرکوز رہتی کہ وہ قدرت کے دروازے سرایت فاش نہ کرے بلکہ وہ اپنے دل اور روح کے اسرار اور انسانی دل کی گہرائیوں سے بھی واقف ہوگا اور اس کو محسوس ہوگا کہ جتنی یہ کائنات وسیع نظر آتی ہے، اور سیاروں کا اس نے جو رقبہ قیم دریافت کیا، جن جن چیزوں کا اس نے انکشاف کیا اور اب آخر میں پانچ پر پہنچ کر ایک اور نئی فتح حاصل کی ہے، دائرہ اتنی تناسب سے بڑھا اس سے بہت کم تناسب سے وہ انسانی روح کی حقیقت کی طرف توجہ کرتا اور اسے خدا کی صحیح معرفت حاصل ہوتی اور انسانی قلب کی وسعت، طاقت، حرارت، محبت اور اس کی لطافت اور مصیبت، بے لوثی اور بے غرضی کو بھی محسوس کرتا، وہ قلب کو بیدار کرنے کی کوشش کرتا اور اس کے اندر کی طاقتوں سے آشنا ہوتا اور ان سے کام لینے کی اس کو توفیق ہوتی، اس وقت اس کو معلوم ہوتا کہ یہ پوری کائنات اگر اس کے اندر اُلٹی جی جائے تو جسم ہو جائے جس طرح ایک حقیر لنگری، بحر اوقیانوس میں ڈال دی جائے اور پتہ بھی نہ چلے کہ وہ کہاں گئی، اس کو انسانیت کا مقدمہ معلوم ہوتا کہ انسان کیا ہے، اس کو جمادات حیوانات، نباتات کا مقام معلوم ہے، سسٹری پر، ایسا لوجی پر، زیولوجی پر اس نے جو کمیتیں کی ہیں، اور اپنی ذہانت صرف ان کی

ہے اور جس کا نتیجہ ندامت، ماتمے ہے۔ اس کے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

نَسِئَ لِلْإِنسَانِ الْأَتَّاسِعِي ۝ وَإِنْ مَنَعَهُ مَزُوفٌ يُؤْمَرُ ۝ ثُمَّ

يُنْفِرُهُ الْخِزْيَاءُ الْأَوْقَى ۝ وَالْمَعْدَةُ ۝ ۱۰۰ ۝ ۱۰۱ ۝

(ترجمہ) انسان، وہی مانتا ہے جس کی وہ پوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی پوشش، انھیں پائے  
کی۔ پھر اس کو اس کا پر اور اہل دیار کے

فرمایا۔

ثُمَّ لَا تُسَدُّ هُذُلًا ۝ وَهُذُلًا ۝ مَوْنٌ عَطَا ۝ وَهَكَذَا عَطَا ۝

وَبِكَذَا عَطَا ۝ ۱۰۲ ۝ ۱۰۳ ۝

(ترجمہ) اور ان کو، ان کو سب کے تمہارے پر اور دکار کی پوشش سے۔ مال کراہتے ہیں اور  
تمہارے پر اور دکار کی پوشش ہی تمہاری ہوتی نہیں۔

انسان اپنی پوشش کے لئے جو مہیاں ان بھی انتخاب کرے جو خدا کو مہیاں دے گا  
یہاں کوئی "ماتمہ" نہیں ہے کوئی پوشش نہیں ہے کہ یہاں سے آئے تم ترقی نہیں کر  
سکتے تو انہیں قدرت اور طبعیاتی کائنات پر مغرب نے جو محنت صرف کی ہے۔ اس کا  
نتیجہ ندامت، ماتمہ ہے کہ یہ کائنات صحت کر رہی ہے اور انسان نے اس پر مزا نہ  
مٹوات کے۔ نہ اس کو خیر مرعات، اسی طریقہ سے روح قدس اور ایمان و یقین پر اگر  
یہ محنت کرتا اور اپنی زبان سے صرف کرتا تو اس کو انسانیت کا صحیح مقام معلوم ہوتا لیکن  
درخت پر جب اس نے محنت کی تو اس نے درخت سے وہ نہ لے لیا جس کا کوئی تصور بھی  
نہیں کر سکتا تھا، اسی طریقہ سے ہم ان کے CHEMISTRY، طبیعیات (PHYSICS) و نباتات  
(BOTANY) پر جب اس نے محنت کی تو جس نے علم دریافت کئے، پہلے تو اس عالم کے اس  
دور سے علم ماننے میں بھی لوگوں کو بہت ہی اشکال تھا اور جو لوگ یہ کہتے تھے کہ اس دنیا  
سے ماوراء اور بھی دنیا میں ہیں تو کیا مانے انہیں بڑی سخت سزائیں دیں لیکن اب ہر چیز  
میں نئی نئی دریافت ہورہی ہے، اسی طرح ان کو انسانیت کا وہ علم معلوم ہوتا۔ اگر  
شک انسانیت سے یہ واقف ہوتا کہ خدا نے انسان کو کیا درجہ دیا، اس کا کیا مقام ہے تو

آری دنیا کی قسمت خیر اور ہوتی، دنیا کے حالات کچھ اور ہوتے۔

### مناسب ترین مذہب

دوستو! حرا، اس دنیا کی تاریخ میں دو واقعات ایسے پیش آئے جنہوں نے اس ملک کو اس اہمیت سے محروم کر دیا، اور یہ المیہ پیش آیا، نہ صرف مغرب کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے ایک قویہ کہ اس خطہ زمین کو عیسائیت ملی، اس میں ہم مسلمانوں کی کوئی کوئی دخل ہے ہم اس کا جتنا بھی ماتم کریں وہ بالکل حق بننا ہی ہے، البتہ یہ ہے کہ اس ملک کے لئے اس خطہ زمین کے لئے مناسب ترین مذہب اسلام تھا، جو انسانی قوتوں کو بیدار کرتا ہے، جو عقل انسانی کی بہت افزائی کرتا ہے، جو عقل کا کام لینا سکھاتا ہے، جو انسان میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے، اپنی عزت کا احساس پیدا کرتا ہے، کھتا ہے۔

”لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ“ (سورۃ النبی)

(ترجمہ) ہم نے انسان کو بہتر اندازہ میں پیدا کیا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا نَبِيَّ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْوُجُوِّ وَالْبَحْرِ وَوَضَعْنَاهُمْ

مِنَ الطِّيبِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا فَتَفَضَّلُوا

(الاسراء ۷۰)

(ترجمہ) ہم نے انسان کو بڑا اعزاز بخشا، ہم نے اس کا بڑا درجہ بلند کیا، ہم نے اس کو زمین اور آسمانی طاقتوں کا راکب بنایا، شمس و آسمان پر ہم نے اس کو بڑی نعمتیں عطا کیں، اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

و ذکر ہے۔

أَمْ جَاءَكُمُ مِنَ الْإِلَهِ عِلْفَةٌ (البقرہ ۲۰)

(ترجمہ) تم زمین میں انسان کو خلیفہ بنائے والے ہو۔

وہ انسان کے سر پر خلافت کا تاج رکھتا ہے جو آخری چیز جو حق ہے، اسلام کی بنیاد، توحید ہے، وہ یہ جانتا ہے کہ انسان ”خليفة الله“ ہے، اس لیے اس میں خدا کا نائب ہے،

اور پھر انسان کا مرتبہ اتنا بڑھایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آگے انسانیت کی بلندی کا تصور نہیں ہو سکتا، چنانچہ ایک حدیث قدسی ہے کہ خدا تعالیٰ انسان سے کہے گا کہ اے انسان میں یہ رہا تھا تو مجھے دیکھئے نہیں آیا؟ تو دو کہے گا کہ بارخدا یا! آپ کو باری سے کیا مطلب؟ آپ ان سب چیزوں سے بالاتر ہیں! تو ارشاد ہوگا کہ میرا ملاں بندہ بیمار تھا! تو اس کی عیادت کے لئے جاتا تو مجھے دیکھ دیا، اے میرے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا وہ نہ کھا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کیا نسبت اور اس سے آپ کا کیا واسطہ؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا ملاں بندہ بھوکا تھا تو اگر اس کو کھلا دیتا تو مجھے پہنچتا۔

میرے بندے میں برونہ تھا تو نے مجھے کپڑے نہیں پہنائے تو وہ کہے گا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ارشاد ہوگا کہ میرا ملاں بندہ برونہ تھا تو اس کو کپڑے پہنا تو مجھے پہنچتے۔

اس سے بڑھ کر انسانیت کو اعزاز نہیں بخشا جاسکتا اور اس سے بلند تصور نہیں کیا جاسکتا پھر اسلام یہ بتاتا ہے، انسان پیداؤنی طور پر بے گناہ ہے، اس کی فطرت سادہ ہے، اس کی فطرت باطنی سادہ ہے، "كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلٰى فِطْرَةٍ فَاَوْاهٍ يَهُودًا نَّحْرَاقًا وَنَصْرَانًا وَنَجْرَانًا"۔ ہر بچہ کے پیٹ سے بائیس مہینے گناہ پیدا ہوتا ہے، اس کے کھانے پانے کا یہ کارنامہ ہے کہ کبھی اس کو یہودی بنا دیتے ہیں، کبھی عیسائی بنا دیتے ہیں، اور کبھی مجوسی، اس پر اپنا رنگ چڑھاتے ہیں، لیکن انسان جو پیدا ہوتا ہے، وہ "صَبْغَةُ اللّٰهِ" خدا کا رنگ لے کر آتا ہے، اور اسلام یہ بتاتا ہے کہ انسان کی اصل جو ہے وہ طاعت ہے، انسان کی فطرت میں سلامتی رکھی ہوئی ہے، اس کی فطرت میں کسی قسم کا عیب، سادہ پن، کبھی نہیں ہے، چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ قرآن میں آتا ہے (اور بہت کم لوگوں کو غور کرنے کا اتفاق ہوا ہوگا) "يٰۤاَيُّهَا مَآ كَسِبَتْ وَغُلِيْهَا مَا اكْسَبَتْ" یعنی انسان کے لئے وہ چیز مفید ہے جو اس نے کمائی، اور انسان کے لئے وہ چیز مضر ہے جو اس نے بکلیت کمائی، یعنی انسان کو نیک کام کرنے کے لئے کسی تکلف کی ضرورت نہیں اس کو اپنی فطرت سے لڑائی لڑنے کی ضرورت نہیں (یہاں مآ کسبت) میں، کسبت، یہ بھروسہ کے

میتے سے آئے ہے اور ”اکسے“ سے یہ فیہ باب الحول کے صیغے سے آئے ہیں جس میں مختلف شامل ہے اس نے جو اچھا کام کیا اور جو خدا کی مرضی کے مطابق ہے، وہ میں اصرار کے موافق تھا، اور جو اس نے غلط راستہ اختیار کیا وہ فطرت کے خلاف تھا، اسے اپنی فطرت سے لڑائی لڑنی پڑی اپنی فطرت سے انحراف کرنا پڑا، اس کو ایک تباہی کا کام کرنا پڑا، اس سے بڑھ کر کوئی فائزات کے متعلق کیا سند ہو سکتی ہے کہ جو انسان کا صحیح کام ہو وہ اس کی فطرت کو بھانسا ہے، اور جو اس نے غلط کام کیا تو کوئی اس نے اپنی طرف سے بغاوت کی۔

تو اس ملک کے لئے مناسب ترین مذہب اسلام تھا، اگر اس ملک کا ۲۰ فیصد مسلمان ہو جائے تو اس کی ترقی کا نام ہوگا، تا تو دنیا کی تاریخ پچھلے صدی، دینی، ایک طرف اس قدر زمین کے لوگوں کی ترقی، مائتبی ہوئی ط قعیں جو جوش مارتی ہیں، جس طرف ان لوگوں اہلما ہے، ان کے اندر کام کرنے کی اہمیت وہ طاقت ان کو کسی چیز پر چین نہیں ہے، یہ سیاروں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں، سمندر کھجالی کر اس سے سوئی نکالنا چاہتے ہیں، سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں، مٹی سے سونا برآمد کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے پہلے پانچ چیزوں میں جان ڈال دی ہے، ایک طرف ان کی توانائیاں، ان کی بے چین فطرت، ان کے ملک کی شادابی، اور قدرتی نعمتیں، دوسری طرف اسلام کی راہ و تہذیب، اسلام کی جوصلہ فزونی اسلام کا دین فطرت ہونا، اسلام کا اپنے اوپر اختیار پیدا کرنا کہ انہوں نے اپنی ذات سے بے گناہ ہے، وہ اس کے پیٹ سے ہا کھلے گناہ پیدا ہوتا ہے، اور اگر وہ گناہ کرتا ہے تو وہ نیک عارضی چیز ہوتی ہے جیسے ایک دو تہہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زخم جو اس پر لگ گیا ہے وہ نکل جاتا ہے، تو یہ کوئی مجبوری کی چیز نہیں بلکہ وہ چین ان کی فطرت کا تقاضا ہے، اور اندر سے وہ چیز ابھرتی ہے باہر سے نہیں آتی اس لئے تو یہ کرنے والوں کا بڑا امتیاز ہے، یہ اسلام انسان کی بہت فزونی کر رہا ہے، وہ انسانی قوت کو ابھار رہا ہے، وہ دین تو میر ہے، اس میں کچھ نیکیاں پروری نہیں ہے، وہ خدا کی پرستی ہے، وہ انیسام فہم اور بدبین مذہب ہے، جس کو ہر سلیمہ فطرت آسانی سے بھربھاتا ہے، وہ







اس نے یہ سمجھا کہ علم میں اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی، جب تک مزہب کی چیز کی کامٹ کر پھینکا نہ جائے اور کلیسا سے آزادی حاصل نہ کر لی جائے، چنانچہ اس نے کلیسا سے بغاوت کی، اور اس کے بعد اس نے یہ مادی سفر شروع کیا جس کے نتائج آج آپ کے سامنے ہیں۔

حضرات ایہ دوستان مولیٰ بھی ہے، اور جڑی دروہا تک بھی، اولیٰ پرچہ پڑھ رکھے بغیر نہ سنا لی جاسکتی ہے، اور نہ کن جاسکتی ہے، چنانچہ آپ کے سامنے ہے، آپ سب اہل علم ہیں، آپ کا وسیع مطالعہ ہے، آپ تاریخ کے طالب علم بھی ہوں گے اور تاریخ کے فاضل اور اسکالر بھی، میں اس وقت یہ گفتگو ایسی پونیورسٹی کے دیوار کے سامنے میں کر رہا ہوں جو دنیا میں بڑی شہرت رکھتی ہے، اور اس کا بہت بلند مقام ہے، اس لئے مجھے قصیدات میں جانے کی ضرورت نہیں۔

مغربی تہذیب نے اپنا عمل پورا کر لیا ہے:

مغرب کی مادی تہذیب اپنے نقطہ عروج (CLIMAX) پر پہنچ گئی ہے، کائنات کے منعمرات کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے ہم کوئی دعویٰ نہیں کر سکتے کہ اس کے بعد کوئی جہاں نہیں۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

لیکن اس وقت یہ تہذیب اپنے جو بہترین پھل لا سکتی تھی اور جو بہترین نتائج دنیا کے سامنے پیش کر سکتی تھی، وہ اس نے دنیا کے سامنے پیش کر دیئے اس وقت ہم ایک ایسے موڑ پر آ کر کھڑے ہو گئے ہیں کہ تہذیب نے تقریباً اپنا عمل پورا کر لیا ہے، اور امریکہ جو اس تہذیب کا بڑا مرکز ہے، وہ اس وقت اپنی ان ترقیات کے جھولے میں جھولا جھول رہا ہے، وہ فخر سے یہ کہہ سکتا ہے (اور کہنے والے کہہ بھی رہے ہیں) کہ ہم نے قدرت کے چہرے کا برقع اٹھادیا ہے، ہم نے کوئی راز راز نہیں دکھا، ہر راز کو فاش کر دیا ہے، اور اس کے نتیجے میں جو ہوتا چاہئے وہ اس وقت حاصل ہے، اس وقت فاصلے سمٹ کر رہ گئے

ہیں اور انسان کو جو سائیاں میرا سکتی تھیں، وہ حاصل ہو گئیں اب اس کو کوئی دشواری نہیں، اب کسی تکلیف کی ضرورت نہیں، اب وہ تکلیف کا مزہ خود پٹھنا چاہے تو کچھ سنا ہے لیکن وہ تکلیف اٹھانے پر مجبور نہیں۔

لیکن اس کے باوجود انسان کو نہ سکونا حاصل ہے، اور نہ دنیا میں امن و امان قائم ہے، انسان ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے، جہاں وہ بالکل مہیبت زدہ کرکڑا ہو گیا ہے، زندگی اس کو بے مقصد معلوم ہوتی ہے، چیزیں موجود ہیں لیکن ان کا اسلیٰ۔ مزا اس کو حاصل نہیں ہو رہا ہے، اس وقت تو ضرورت اس کی تھی کہ خود اس ملک میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو اس ملک کو اس دہراں سے نکالیں جس میں وہ پھنس گیا ہے، بلکہ اس ملک کو ایک نئے پیغام دیں، اس ملک میں ایک نئی زندگی پیدا کر دیں لیکن غمناک ہے کہ اب زندگی اس رفتار سے جا رہی ہے کہ اس کی باگ اب انسان کی ہاتھ میں نہیں رہی، اب انسان زندگی پر موار نہیں بلکہ زندگی اس پر موار ہے، اب انسان راکب نہیں بلکہ مرکب بن کر رہ گیا ہے اب اس کو یہ تہذیب سر پیٹ لئے جا رہی ہے، منزل : معلوم، باگ زور ہاتھ میں نہیں، پاؤں رکاب میں نہیں، انسان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جا کر یہ سفر ختم ہوگا اور اب وہ عمل نہیں معمول بنا ہوا ہے اس وقت پر امید تو یہ تھی، اور ہم ایشیا کے لوگ (جن میں فلسفی بھی ہیں اور عوام بھی) آنکھیں لگا کر دیکھتے تھے کہ مغرب کی میں کوئی پیدا ہوگا جو اس تہذیب کو نیا رخ دے گا اور زندگی کی اس ترقی کو بامعنی اور بامقصد بنائے گا لیکن ایسی شکل پیدا نہیں ہوئی۔

### امید کی ایک کرن :

میر۔ بھائیو ! میں اس کو محض اتفاق نہیں کہتا، میں اتفاق کی مصیقت کا قائل نہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہر کام اور واقعہ کے پیچھے قدرتی انہی کام کرتی ہے "اُنک تقدیر احزبہ العلیہ" خدا نے آپ کو اس ملک میں پہنچا دیا ہے بڑی تعداد میں مسلمان یہاں پہنچ گئے ہیں، ان میں صرف ہاتھ سے کام کرنے والے نہیں بلکہ دینی، معاشی، اجتماعی رکھنے والے

مسلمان بھی ہیں جو یورپیوں میں تعلیم پارسے ہیں تحقیقات میں مصروف ہیں، بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے علم کو پہاں لوہا منوالیا ہے، اور کئی کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں، تحقیق یہی ہیں، خود بدنامی آباہی میں اسلام پھیل رہا ہے، اور ایک بڑی تعداد ایسی موجود ہے جو باقواسلام قبول کر چکی ہے یا قبول کرنے کے لئے تیار ہے ہمارے والدین مسلمان بھی اس وقت ہمارے لئے حقائق کا سرچہ شد اور ہماری اس باتوں کا مرکز ہیں، اس طرح یہ ملک ایک نئی کڑھ لے رہا ہے اور امید کی ہے کہ نئی کرن پیدا ہو رہی ہے، وہ موقع کہ ہم اس ملک کی دشگیری کرتے وہ ہمارے ہر داخلی اختلافات کی وجہ سے ہر ہری کو ماننے سے نکل گیا، چاہئے تو یہ تھا کہ جس وقت ترکوں کو اقتدار حاصل ہو تھا، اور مغرب میں ان کی مضبوط حکومت قائم ہوئی تھی یا اس سے بھی قبل جب استبداد میں مسلمانوں کی حکومت قائم تھی، اس وقت یورپ میں اسلام کی وسعت ہوئی، تو مغرب آج اس ورطہ میں نہ پاتا، نہ ماریت کے والدین میں نہ پائنت اور اس کی درستہ وہ تو ہیں ان والدین میں مضبوطی جو رہے کہ مقام ہے۔

تینوں امور انہوں نے اس وقت سے کام لیا، اس سے نئی پہلے جب اسلام کے دینی دینا نہیں تھے، تھے کافی، لہذا اس وقت وہ داخلی اور خارجی پورے کر رہا جاتا ہے کہ امریکہ کا کونہیں سے پہلے مسلمانوں نے انکشاف کیا تھا، لاش، اس انکشاف سے فائدہ اٹھاتے اور اس ملک کے نام پر کام رہتے اور وہ پیغام اسلام ہر تائید انیسویں ہے کہ پرانے ہو سکا جس کا نتیجہ سزا کے طور پر آج اسلامی کرانک بھٹاتے رہے ہیں، آج اسلامی مسالک یورپ کی جس خلائی میں ہنگام اور جس طرح یورپ کے دیوہ کر رہے تھے ہیں، اور مغرب کے افرادوں کے جس طرح وہ تاریخ ہو گئے ہیں، اور مغرب جو معاملہ کر رہا ہے، اور جو کھیل کھیل رہا ہے، اسے سمجھنا یہ کہ وہ مسلمانوں کی اس کوتاہی کی کہ مسلمانوں نے وقت پر اس کو نہ دیا، نہیں دیا، اور رسالہ انکشاف کے پیغام سے آشنا نہیں بنایا۔

لیکن اب خدا نے ایک موقع دیا ہے، آپ مختلف ملکوں سے مختلف اقرباں سے مختلف اغراض سے میری کے سامنے وہ ملک میں آ رہے ہیں، کوئی اسلامی ملک نہیں جس

کے بہترین نو جوان یہاں نظر نہ آتے ہوں اور آنری باؤں یہ ہے کہ اس ملک سے جہاں جو واقعہ ہے، اس سے بھی بڑی تیار ہوں نو جوانوں پر کیا ہے جس وقت آپ حضرات اپنی ذمہ داری کرتے ہو آپ کی ذمہ داری آؤ وہی نہیں کرتے یہ مغرب کے علوم سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے مواظیب بنائیں تو ان میں کیا فائدہ رہے گا؟ کیا کرے گا؟ ہمیں اور اپنے گناہ اور خاندان کو فائدہ پہنچائیں، آپ اپنی ذمہ داری یہ سمجھتی چاہئے کہ اگر ملک میں جس چیز کی کمی ہے اور یہ ملک اپنی تمام دولتوں کے وجود و دولت کے بارے میں شرمناک ہے اور خدا کے اس اٹھاؤ کا صحیح منہ قرآن اٹھارڈ ڈیڑھ فیصلہ سے انہیں اگر آپ اس کی ہدفی فوجات دیکھیں، اگر آپ ان ہدفاتی افلاس دیکھیں، اگر آپ اس کی ہدفاتی پیاس دیکھیں، اگر آپ اس کی ہدفاتی دیکھیں تو ان کو "مسئلہ موفین" کے مقام پر پہنچانے کا ایک طریقہ ہے اس کی تعریف چاہئے کہ دیکھئے ہر مرتبہ ہاتھ اس کے متعلق بھیجئے اور فقیرانہ کو دیکھئے وہ چیزیں اس میں جمع ہیں ایک حرف وہ چاند پر چار ہا ہے، دوسری طرف وہ اضافی ہستی کے آخری گڑھے میں گر رہا ہے، دوسری امر یہ کہ جس نے آج برصغیر کو مل کر دیا ہے، وہی آج اپنے نو جوانوں کے اضافی مسئلہ کو مل کرنے میں ناکام ہے، اقبال نے کہا کہ خدا را

جس نے سورج کی شعاعوں کو اترقا رہے

نعمتی کی شب تار یک سحر کر نہ سکا

میرزا گل محمدی کے ساتھ کہتے ہوں کہ کاش ہمارا کوئی اسلامی ملک دس پوزیشن میں ہوتا کہ وہ مغرب کو پیغام دے اور مغرب سے آنکھیں ملا کر بتا دے کہ مغرب! تو نے یہ غلام کھائی، اے مغرب! تیرے دینی دواں دے نہ پاس ہے، تیرے ہر کی دواں دے قرآن میں ہے، رسول اللہ ﷺ کے پیغام میں ہے، لیکن میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ ہماری گردنیں نہ است اور شرم سے جھک جاتی ہیں کہ کوئی اسلامی ملک بھی اس پوزیشن میں نہیں کہ اس ملک سے آنکھیں جا کر خود عمودی سے کچھ کہہ سکیں، یہ اٹھو کہ ہم نے اپنے لوگوں پوزیشن میں رکھا ہی نہیں ہے کہ ہم مغرب سے مردوں کی حرمات کرتیں،

ہم جب مغرب سے بات کرتے ہیں تو سر سے لے کر پیر تک ہم اس کے اسامات میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں، ہماری جبلت ہمارے خلاف گواہی دیتی ہے، ہمارا اس ہمارے سر پر چڑھ کر بیٹھا ہے، ابھٹکے سے ہمارا ہاتھ پھیلا ہوا ہے، ایسی حالت میں کوئی اسلامی ملک اس مغرب سے جو کہ اقتدار کا ملک ہے، جس کو برطرن کی سیادت، علمی سیادت، سیاسی سیادت، اقتصادی سیادت حاصل ہے کیا بات کر سکتا ہے؟ کون سا بائبل ملک ہے، جو اس مغرب پر دینی تنقید کر سکے، اس مغرب کو کوئی عقیدے سے مکمل کوئی مشورہ دے سکے؟

آپ داعی کا مقنا بر رکھتے ہیں :

میرے بھائیو ! آپ سے میں کہتا ہوں ممکن ہے، آپ اس کو میری مانند پروا دی پر حمل کریں لیکن میں آپ سے ضرور کہوں گا کہ آپ اپنی زندگی، اپنے دوز، اپنے سر زدن سے پناہت کریں کہ آپ کے پاس اس مغرب کو دینے کے لئے کچھ ہے، آپ یہاں صرف لینے کے لئے نہیں آئے ہیں، بلکہ اپنے لئے قابل بھی ہیں، آپ کا ہاتھ صرف لینے کے لئے نہیں پھیلا ہوا ہے بلکہ دو کچھ دینے کے لئے بھی پھیل سکتا ہے۔ آپ اگر یونیورسٹی کے طالب علم، منیجر یا لیسرچ اسکالر ہیں، یہاں تک کہ آپ یہاں کی کسی فرم میں ہیں، آپ کا جن سے معاہدہ ہے وہ آپ کے ساتھ جو کام کرنے والے ہیں ان سب کے سامنے آپ اسام کی صداقت کو پیش کر سکتے ہیں، ان میں یہ اسام پیدا کر سکتے ہیں، کہ اسلام آج بھی ان کی مدد کر سکتا ہے، کچھ دے سکتا ہے، ان کے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود گویا کچھ نہیں اور ان سے جو حقیقی فائدہ پہنچا دینے تھا، ان طبعی تحقیقات سے، اور مادی فتوحات سے، وہ ان کو نہیں پہنچ رہا ہے، آپ کے اندر یہ حقد، حال ہونا چاہئے کہ آپ داعی کا مقنا بر رکھتے ہیں، آپ صرف خوش بین نہیں ہیں کہ یہاں آکر ان سے باغ کی کلیاں توڑیں اور اپنا باغ بن بھریں بلکہ آپ اپنی کلیوں سے ان کا باغ بن بھریں، یہ بات موجودہ ممالک کے حافظ سے قبل از وقت اور ناقص

قیس کا ہے اور شایع تھا۔ بہت سے بھائی سوچیں اور پوچھیں کہ میں کس دنیا میں رہتا ہوں۔

لیکن قرآن اور امور مذہبی بخیر ہمارے اندر اختیار پیدا کرتا ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے گھر میں کھانے کو کس تم اور مدینہ میں کوئی شیشہ قائم نہیں ہوتی تھی اور جب کہ کوئی عیاشی، خلع بھی میں نہیں ہوا تھا۔ اور مسلمان خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے، اس وقت اللہ نے رسول ﷺ نے قیصر مدینہ کو جو اس وقت یمول تھا، مدینہ کی سب سے بڑی طاقت کا اور جوہر لیا کے آگے اسے پرستوہ کرتا تھا، اپنے لفظ میں لکھا تھا۔

”بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبده ورسوله  
الذي هرقل عظيم الروم وسلام على من اتبع الهدى فاعبدوا فاني  
ادخلكم مد عابدة الاسلام اسلمو. نسمو بؤ تحب الله اجرك  
صبرين فن توليب فان علكك انتم البريسين ويا هل الكتاب  
نعالوا اني كلمة مواء من انكم فلا نعبد الا الله ولا نضررك  
شينا ولا بتحمضنا بعضا ويا با من دون الله فان فو كوا فقرنوا  
اشهد وانما مسلمون“

(ترجمہ) بسم الله الرحمن الرحيم محمد ﷺ کی طرف سے ہونے کا بندہ اور رسول ہے، یہ لفظ ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس، انھیں ہے اس کو سلامتی ہو جو ہدایت کا ہے وہ میں تجھ کو انعام کی موت کی طرف بلاتا ہوں، اسلام، تو سزا مست رہے کا خدا، تجھ کو ڈنکا جروے کا اور آواز نے نہ مانا تو میں ملک کا شہ جیسے کہ چاہے گا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی صرف آواز دہراؤ میں اور تم میں کیساں ہے وہ یہ کہ خدا کے دیکھی ہو نہ پانچیں باتم میں سے کوئی کسی کو (خدا کو چھوڑ کر) خدا نے بنائے اور تم نہیں مانتے تو کوا، رہو کہ صبر کرتے ہیں۔

ہم اس عقیدے کے امتی ہیں جس نے فخر و فائق کی حالت میں، ”سہمی“ کی حالت میں، اس اہمیت کے لیے کہ دنیا میں، سہمیوں کی سیاسی، اقتصادی کوئی پوزیشن نہیں تھی، اس

حکومت میں دینی کے سب سے بڑے مسئلہ انسان کو اس خواہش کی و خدا تعالیٰ کے ساتھ اسلام کی دعوت دی ہے۔ یہ سب کچھ کیا کیا مقام تھا۔ یہ نئی زندگی تھی، اس وقت جب کہ اس کے گھر میں کھائے نوشیں، اس کے خزانے میں پیسے نہیں، چند لڑکے اس کے ہاتھ دے چکے ہیں۔ ایک شہر وقت ہے وہ اس طرح کہتا ہے کہ "اسلم مسلم" اسلام آؤں تو روٹی بچاؤں گے تمہاری حفاظت کروں گی تمہاری جان بچاؤ گی۔ یہاں تک کہ ہم اس بے گھر کے اچھے ہیں، آج ہمارا مقام یہ ہے کہ ہم آئی اس قوم کو دیکھنے کو بھول کر گھر اور ان کے یہ احساس دل نہیں کہ ہمارے پاس یہ دولت ہے جس سے وہ محروم ہیں۔ اور بغیر اس دولت کے یہ تو ان کی زندگی نہیں، اس وقت یہ تمدن پوری طرح خود کشی کرنے کے لیے تیار ہے۔ اور اس کیرنی خدق میں چھانک کر جانے کے لیے تیار ہے، جس میں کرنے کے بعد بھی اجر نہیں ملے گا۔ اسے امر کوئی چیز یہاں ملتی ہے تو یہی خدائی شے، جو ان کے تعویذات و قرآن و رسالتی اور یہ کہ ماریت اور اخلاقیات و مصلحتی وہ قاعدے درمیان ایسا فاصلہ قائم کیا ہے کہ اگر وہ بات میں اور اخلاقیات میں تو اتنی ہی ہے جتنی وہ میں ہے، وہ پینا ہے جو ہمارے اسلام، مسلمان و یہ چاہتے تھا اسے سب کچھ چاہتے تھا کہ اسے مغرب کا تو ڈبہ رہا ہے، ہم تجھے چاہتے ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان میں سے کوئی یہ یوں نہیں دیکھتا، انہوں نے اپنے کو اس قابل نہ کیا کہ اس میں سے یہ مغرب کی درجہ کو مر ہیں، ان میں سے کسی میں حسرت نہیں کہ یہ خود نہیں کہ اسے مغرب سے تیرے گھر میں یہ بھی ہے، یہ مغربی قیصر کا ڈبہ ہے، اسے بھی نہیں ملے گا کہ وہی دنیا کا قہرہ حرام ہے، اور حرام کا قہرہ امریکہ بنا ہوا ہے وہ یہ بھی کہ ہمارے میں کا وہی دل ہے، ہم اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ حال میں دنیا میں رہنا چاہتے تھا، میں آپ سے صاف کہتا ہوں کہ آج ہمارے اس کا ملک، ملک، دنیا کے یہودیہ میں اس کا دل نہیں ہے کہ مغرب کو کچھ دینے کے لیے، لیکن مغرب کو کچھ ضرور دے سکیں، لیکن آپ کو کچھ نہیں دیا ہے۔ کہ مالک نہیں اس پر کئی خزانے کے، ہمارے میں وہ اس کا نہیں کہہ سکتے ہیں؟ اس طرح کہ آج یہ دنیا کا ہمارا ملک ہے، آپ خود ان کا ہمارا، ہمیں آپ اپنے ہمارے، یہاں سب کچھ کر سکیں، آپ نہ ان کی



اس نعمت پر شکر ادا کریں کہ تمہارے آپ کو ان نعمتوں سے نوازا ہے، آپ نمازوں کے ذریعے، دعاؤں کے ذریعے، اس ماریت کے جال سے آزاد ہونے کے ذریعے، آپ یہ ثابت کریں کہ ماریت آپ کو غلام نہیں بنا سکتی ہے، ابھی آپ کی روح زندہ ہے، ابھی آپ کا قلب زندہ ہے، ان کی طرح مردہ نہیں ہے، ابھی آپ کے اندر تیر و شر کے فرق کا احساس زندہ ہے، آپ کے نزدیک دنیا کی دولت ہی سب کچھ نہیں ہے، بلکہ آپ کے نزدیک یہ دنیا بھی کچھ نہیں ہے، اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی آنے والی ہے، اور آپ خدا کو دعا و مطلق سمجھتے ہیں اور اس کا رونا کو سب سے بڑی سعادت اور کمال سمجھتے ہیں، خدا نے آپ کو یہ موقع دیا ہے خدا نے آپ کو ایسے لئے بھیجا ہے کہ آپ ان کے سامنے زندگی کا نیا تجربہ اور نئی حقیقتیں لائیں جو ان کی آنکھوں سے بالکل دو جمل ہو سکی ہیں، اور مسیحیت اپنے ان تمام کلیساؤں کے باوجود یوشی ... کالچن کے باوجود اور اس کو جو اقتدار حاصل ہے، اس کے باوجود مسیحیت اس حقیقت کو زندہ کرنے میں ناکام رہی ہے، اور آئندہ بھی اس سے کوئی امید نہیں ہے، آپ اپنا ہر طرح کی کمزوریوں کے باوجود یہ فرض انجام دے سکتے ہیں۔

حضرات! میں نے آپ کا بڑا وقت لیا لیکن میرے جملے ہوئے، دل، میرے ذہنی دل کی آم اور کراہتیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی، میں خدا کے سامنے یہ شہادت دے سکتا ہوں کہ میں نے سب سے بڑے صنم خانے میں اذان دی، میں نے تیرا نام لیا اور اس کے سنے سوزوں سے موزوں تر جو مقام ہو سکتا تھا، وہاں میں نے یہ پیغام دیا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ میں سے ایک شخص نے بھی اس سے اثر لیا تو میں کامیاب ہوں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے کام سے زیادہ اپنے دین کا کام لے اور آپ کو اپنے دور اپنے خاندان، کنبہ بستی اور ذہنی ملک کے لئے مفید ہونے سے کہیں زیادہ دین، دوسرا سلام کے لئے مفید اور خود اس ملک کے لئے مفید بنے۔





پودا کسی ایسی زمین میں جڑ نہیں بکھرتا جس کی مٹی میں کسی اور درخت کی جڑ ہو یا کوئی اور پتھر ہو۔ اس کی شاخیں اسی وقت آسمان سے پاتیں کرتی ہیں اور یہ درخت اسی وقت پھلتا پھوٹتا ہے جب اس کی جڑ گہری اور مضبوط ہو۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلْبَةً غُلَاقَةً عَلَى شَجَرَةٍ يَلْبِغُهُ  
أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا لِي السَّمَاءِ ۖ تَوْبَىٰ لَهَا أَكَلَهَا كُلَّ حَبٍّ بِإِذْنِ  
نَبِيِّهَا ۚ (الرعد: ١٧) ﴿١٧﴾

ایک ایک مثال بیان کی پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ وغیرہ) آپ ایک یا دو روایت نقل کرنے میں اس کی جز مضبوط ہے اور اس کی شافعی آسان میں ہیں اور پھر یہ کہ وہ دلت ہونے کے علم سے۔"

پہلے سے یہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب نہیں بڑھ سکتا۔ یہ جہاں رہے گا تنہا رہے گا اس کے لیے اس نے اس کا اعلان کر دیا ہے۔

الحمد لله الذي جعلنا منكم

(ترجمہ) : اللہ تعالیٰ شہداء کو جانوروں کے

پس چونکہ وہیں اللہ نے قیامت اور اس کے مزاج سے واقف دیتے ہیں وہ اس کو کسی جلد قائم کرنے کے لئے اپنا پورا رعب اور پرعاف اور ہموار کرتے ہیں۔ وہ مشرب اور جاہلیت کی چیزیں اور رکیں بھی چھین کر نکالتے ہیں اور ان کا ایک ایک جچ چھین چھین کر پھینکتے ہیں اور مٹی کو بالکل ولت دیتے ہیں چاہے ان کو اس کا مرض کتنی ہی دہلے اور کیسی ہی زحمت اٹھانی پڑے۔ اور چاہے ان کو اس کو شش اور عمر بھر کی سزا ہو یا حاصل حضرت نوح علیہ السلام کی طرح پندرہویں سے زیادہ سوا چاہے نہ ہو یا عیسیٰ کی طرح ان کی ساری زندگی کا سرمایہ صرف ایک شخص ہو یا غیر۔ یہ سب یہی ہے۔ اور اس کا سیلابی برسرور ہوتے ہیں۔ اور تھکے کے لٹھوں میں کھینچتے۔ یہ کام نہیں ہوتے۔

کفر:

یعنی اللہ نے دین اور اس کی شریعت کا انکار یہ انکار اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے احکام سے سرکشی ہے خواہ کسی طریقہ اور علامت سے ظاہر ہو۔

اس میں دو لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ و رسول کے احکام میں سے کسی عظم کو بھی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے نہیں، نئے یا زبان سے تو انکار نہیں کرتے مگر جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں ایسے لوگ خواہ دوسرے احکام کے پابند ہوں اس دائرہ سے (یعنی کفر کے دائرہ سے) خارج نہیں۔ میرے بھائیو! اور دوستو! اللہ تعالیٰ یہودیوں کوئی طب کر کے کہتا ہے:-

اَلْفَسُوْهُنَّ يَسُوْنُ بَعْضُ الْكُفْبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ  
تَفَعَّلَ فِىْكَ مِنْكُمْ اِلَّا جَزَاءٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ  
يُؤَدُّوْنَ اِلَى اَسَدِّ الْعَذَابِ وَمَا لِلّٰهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

(المائدہ: ۳۰-۳۱)

(ترجمہ) ”یہ کتاب الہی کے ایک حصہ کو مانتے ہو دوسرے حصے کو نہیں مانتے تو اس کی کیا سزا ہے جو تم میں سے یہ کام کرتا ہے سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ دہنچائے جائیگا کے سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ تمہارے کاموں سے سبے خبر نہیں۔“

صرف اللہ کی خداوندی اور حاکمیت کے اقرار سے ضعیفی طور پر خداوندی و نبوت کی حاکمیت کے تمام دعوہ اروہ کی خداوندی اور حاکمیت کا انکار ہو جاتا ہے۔

لیکن جو اشخاص خداوندان باطل کی خداوندی اور حاکمیت کا صاف صاف انکار کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا دوسرے الفاظ میں انہوں نے اس قید کی طرف مڑ تو کر لیا ہے لیکن دوسرے قبیوں کی طرف ان سے پیچھے بھی نہیں جاتی۔

وین الہی کے حق بلے میں دنیا میں جو نظام حاکمیت قائم اور شریعت الہی کے مطابق ہے جس جو قوانین نافذ ہیں ان سے منحرف نہیں ہوا جاتا۔۔۔ و کھلی کھلی ان پر عمل کر لیتے ہیں اور

یوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کر لیتے ہیں وہ درحقیقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے ایمان باللہ کے لئے کفر بالظن غوث ضروری ہے۔ اور غوثی نے اس کو ایمان پر مقدم کیا ہے۔

فَلَنْ يَكْفُرَ بِالظَّنِّ غُوثٌ وَيُؤْمِنُ بِالظَّنِّ فَقَدْ اسْتَسْكَبَ بِالْعُقُودِ  
الْوُثْقَى ۝ (مفہوم: ۲۰۵۸)

(ترجمہ) ”جو سرکش کا انکار کرے۔ مگر اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط حلقہ بکڑ لیا۔“  
اس لئے قرآن نے ایسے شخص میں کاذب کوئی ایمان تسلیم نہیں کیا۔ جو غیر الہی قوانین ان کے نمائندوں اور ان کے مرکزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو اپنا تھم اور لٹے دیتے ہیں۔

اَلَمْ يَكُنْ لِيَ الْاٰمِلِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا مَعًا اَنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا  
اَنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُوْنَ اَنْ يَنْتَعِمَ كَقَوْمِ الْاَفْلَاقُ غُوثٌ وَقَدْ اَمَرُوْا  
اَنْ يَكْفُرُوْا بِمَا يَزْعُمُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يَصْلِيَهُمْ صَلَا لَا يَبْعِدُوْنَ  
برہنہ

(الفصل: ۳۰، ۶۰)

(ترجمہ) ”تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لائے جو حق آپ سے پہلے اتارا گیا ہے جیسے کہ قضیہ سے جائیں سرکش کی طرف حالانکہ ان کو علم ہو چکا ہے کہ اس کا انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور جا ڈالے۔“

اس کفر کی یہ ان شخصوں سے بھی نہیں لگی جو مسلمانوں کے دائرے میں آجائے کے بعد بھی ”جاہلیت“ سے منحرف اور عقائد و رسوم جاہلیت سے بے خبر نہ ہو سکے۔ ان کے دلوں سے ابھی تک ان چیزوں کی نفرت اور کراہت نہیں گئی اور ان کا سوں کی تعمیر نہیں لگی جن کو جاہلیت برا سمجھتی ہے ان سے نفرت اور تحقیر کرتی ہے خواہ وہ اللہ کے دین میں پسندیدہ اور مستحب ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبوبہ بنت ہوں۔

[۱] ”ظنوت“ ہر بات میں کسی خداوندی کے متعلقے میں امامت مطلق کی جائے (ظنوت باوجود حق و باطل)۔  
”میزون“ ان اللہ (امام) نبی ملہائی (خداوند) شہید بنا دیا انسان یا سلطان۔

میں ضرور آئے۔ اُن کے دلوں سے اتنی تلک ان اہلِ مہلک و مہلک و عادات کی محبت اور عزت و شہس ہوئی ہو اور یہ طہیت کے نزدیک محبوب و موزون ہیں خواہ وہ اللہ کی شریعت میں نہ ہو جسے وہ نہ۔

اس طرح جن کے دلوں میں بھی تک پہنچی ہو، اور عیسیت اور یسین ہوئی اور ان کا علمی جاہلیت عرب اور اذیتیت پر جاہلیت کے دلوں میں قبول کیا، عیسائیوں پر ہے۔  
انصر، انصر، طالعاً او مطلقاً۔

(ترجمہ) "اپنے بھائی کی ہر حال میں مددگار رہو اور فی الحال ہو جو وہ مطلوب۔"

میرے بھائی "اس سے زیادہ نڈر۔" یہ ہے کہ اس کا اختیار کر بیٹے کے بعد بھی یہ مسلمان کہلائے کے پورا ہوئی حسن و قبح و معیار ہی ہو جو جاہلیت میں ہوتا ہے، شیا، قیامت ہی ہو جو جاہلیت کے قائم زد ہی ہے، زندگی کی انہی قدر میں اور انہی معیاروں کی وقعت ہو جو جاہلیت تسلیم کرتی ہے۔  
سارہ کی محبت کی دلیل یہ ہے کہ۔

تسریں، جن کے پورے دلوں، اس کے تمام تعلقات، اس کی تمام خصوصیات اور شعائر سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اور ان کی طرف و پسین اور اس میں ہوتا ہو جائے۔ اسے تصور سے آدمی کو تکلیف دہ اور ایمان کی پختگی یہ ہے کہ وہ کفر کے کسی آدمی سے اپنی قوم کے ساتھ جس موت کو زیادہ نہ کرے۔

بخاری کی حدیث ہے:

"ثَلَاثٌ مِنْ كَسْبٍ قَبِيحٍ وَجِلْدٍ حَلَاوَةٍ أَوْ لَعْنٍ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَحِبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سَوَّاهَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمُبْرَأَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهُ

وَأَنْ يَكْفُرَ أَنْ يَمُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْفُرُ أَنْ يَقْدَفَ فِي الْمَاءِ"

(ترجمہ) "تین باتیں جس شخص میں سونے کی اگر کو ایمان کی عداوت سے خاص ہوگی۔ ایک یہ کہ خدا اور اس کا رسول ان کے مابین اور وہ محبوب ہوں اور اسے یہ کہ کسی دوسرے اور ان سے صرف اللہ ہی نے لئے محبت ہو تیسرا یہ کہ کفر میں چاہے اس کے لئے اتنی ہی

ناگوار ہو جتنا آگ میں ڈالا جاتا۔

صحابہ کرام کی یہی کیفیت تھی۔ ان کو اپنے زہ نہ سابق (جاہلیت سے شدید نفرت پیدا ہوئی تھی۔ ان کے نزدیک جاہلیت سے بڑھ کر کوئی توہین نہ تھی۔ وہ جب اپنے اماموں کے لئے سے پہلے زہ نہ نکالتے کہہ دیتے تو غیبت شرمندگی اور نفرت کے ساتھ اس زمانہ کی تمام باتوں احوال و اخلاق اور کفر و فسق اور اللہ کی مقررہ باتوں سے ان کو نہ صرف شرعی اور عقلی بلکہ طبعی نراہت تھی اللہ تعالیٰ ان کی یہ صفت اس طرح بیان کرتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ حُبِّهِمْ وَإِلَىٰ عَمَلِهِمْ قُلُوبُهُمْ مُّخْلِطَةٌ وَتُحَرِّفُ  
إِلَيْهِمْ الْكُفْرَ وَالنَّفْسُ فِي وَتُغَيِّبُ ۝ (صحرات ۴۱)

(ترجمہ) "ان لوگوں نے اللہ سے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی اور ان کو کھپا دیا تمہارے دل میں اور نفرت اس کی ذی قیام۔ دل میں کفر اور گمراہی اور نافرمانی کی۔ جاہلیت کی ایک عمارت یہ ہے کہ جب اللہ اور رسول کا حکم سنایا جائے تو قدم پر دم دہرائیں اور باپ و دو کے طور پر چلتے کام لیا جائے۔ اور اللہ و رسول کے مقابلے میں گمراہ زمانہ اور پائے دستور کی سند پیش کی جائے۔

وَاذْكُرْ قُلُوبَهُمْ قَدْ أَفْسَدُوا مَا آتَوْا اللَّهُ فَأَلْفَوْا مِنْ تَنْجِيٍّ مَّا الْفَيْنَا عَلَيْهِ  
إِنَّمَا مَا أَتَوْا كَانُوا بَاءَهُمْ لَا يَحْقِلُونَ طِينًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝  
(اشقراء ۵۰-۵۱)

(ترجمہ) "جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں ہم تو کسی راستہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ و دوں کو پایا ہے۔ گمراہان کے باپ و دوں سے نہ سمجھتے تھے نہ سمجھ سکتے تھے اور نہ جانتے تھے سیدھی راہ۔"

بَلْ قُلُوبُهُمْ مُّخْلِطَةٌ وَإِلَىٰ عَمَلِهِمْ قُلُوبُهُمْ مُّخْلِطَةٌ ۝ (اشقراء ۵۰-۵۱)

(ترجمہ) "بلکہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ و دوں کو ایک طریقہ پر پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔"

اللہ کے حکم اور اس کی راہ میں اپنے باپ و دوں کے عمل و راہ کی توبہ نہ



مرضی کی پیروی کرنا عاصی باطل دین ہے۔

فَالَوْ لَا يُشْعَبُ أَصْلُوكَ فَأَمْرُكَ أَنْ تَرْكَ مَا وَمَكَدُ آبَاءِنَا  
أَوْ أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ (دھوہ ۱۱ : ۸۸)

(ترجمہ) تمہوں نے کہا اے شعیب! کیا تمہاری نماز نے تم کو یہ سکھایا ہے کہ ہم چھوڑ دیں جن کو تمہارے باپ دادا پوجتے رہے یا ہم چھوڑ دیں جو ہم اپنے مالوں میں اپنی من مانی باتیں کرتے ہیں۔

پس ایسے تمام لوگ جاہلیت سے نکل کر اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہوئے۔ جو اللہ کے مقابلے میں ہر چیز سے دستبردار نہیں ہوئے اور جنہوں نے اپنے تئیں مکمل طور پر اللہ کے حوالے نہیں کیا یہ مکمل دستبرداری اور تسلیمِ کامل دہ اسلام ہے جس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قسم ہوا اور انہوں نے اس کو قبول کیا۔

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ فَإِذَا اسْلَمَ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○

(ہجرہ ۳ : ۱۳۱)

(ترجمہ) "جب (ابراہیم علیہ السلام سے) ان کے رب نے کہا کہ اپنے رب کے حوالے ہو جاؤ اور اس کی مکمل تابعداری کرو۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے رب تئیں سارے جہان کے پروردگار کے حوالے کر دیا۔" اور جس کا تمام مسلمانوں کو حکم ہے۔

فَالِهَيْكُمْ إِلَهَ وَاحِدًا فَلَهُ اسْلِمُوا (احج ۲۲ : ۳۳)

(ترجمہ) "تمہارا معبودِ حق ایک ہی معبودِ حاکم ہے پس اسی کے حوالے ہو جاؤ اور مکمل تابعدار بن جاؤ۔"

اگر یہ نہیں ہے تو معبودِ اللہ سے جنگ ہے اس لئے اس مکمل اسلام کو ایک جگہ اللہ نے منع کیا ہے یعنی یہ اللہ سے صلح ہے۔

بَنِي إِسْرَءِيلَ الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَالْفِئَةِ لَا تَتَّبِعُوا

مُحْطِرَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ○ (ہجرہ ۲ : ۲۰۸)

(قرآن ۲۲) اے ایمان والو! تم میں سے جو کچھ اسلام میں ہے۔ پھر کے در شیطان —  
قدموں پر مست چلو، پہ شنبہ و تہما، اسرار سے۔

یا رہے کہ جاہلیت سے مراصراف بعثت نبوی کے قبل کی عرب کی زندگی تھی جس  
سے بلکہ ہر وہ خیر احمد کی زندگی اور کلام ہے جس کا ماضوی نبوت و راسخ اپنی سخت  
انجیل و ہر اور جو اس کے مسائل و حکام زندگی سے مطابقت نہ رکھتا، دھواں و دھوپ کی  
جاہلیت کو یا ایران کی مہربانیت و ہندوستان کی نہ مذہب یا مہربانی فرعونیت و ترکوں کی  
طورایت یا مسیحیوں و مغربی تمدن یا مسلمان قوم کی شرقی زندگی اور ان کے مختلف شریعت  
مردم و مہربانیت، اخلاق، مذہب اور مینا نالت اور جزا و سزا و قدیم ہوں یا جدید یا ماضی و  
یا حال۔

کنفر کیا ہے؟

کنفر ایک سنی چیز نہیں ہے بلکہ ایک ایسوی و ثابت چیز بھی ہے اور صرف دین اللہ  
کے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مذہبی اور اخلاقی نظم اور مستحکم دین ہے جس میں  
پچھلے انجیل و احادیث تھی یہ اور اور مذہب و حرکات بھی اس لئے یہ دونوں ایک جلد میں  
نہیں ہو سکتے اور ایک انسان ایک وقت میں ان دونوں کا بخلاؤ نہیں ہو سکتا۔

میرے دور کو انجیل اور اسلام شرقی پر ہی حق کئی کرتے ہیں وہ نظریے ساتھ نہیں رہا  
دارق اور مصالحت کے اور انجیل دوتے۔ کٹر نے چھین پیٹنے کا بھی ان کو براہ عمل ہوتا ہے  
اور ان کو یہ کہ میں ان کی کاہنزی دوسرے اور پر ایک یقین ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو دس پارے جس پوری نعمت عطا فرماتا ہے۔ ان کی خدا اور فرشتے  
اور مصیبت پر و حمار کے بغیر پھر نہیں۔ دین کی حالت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ خدا  
اسد مکی جو یہ دس انجیلوں نے قائم نہیں ان کے جو نشانات مظہر نہ اپنے ہیں ان کی  
حفاظت کی جائے اس میں کوئی تامل اور دوا کی دین کو اتنا شیعہ کرتے دیکھ دیتے ہے کہ  
جتنا یہ دینی و مہربانی اور دندوستان کے مذاہب سے کچھ ہیں۔

انجرا کر، مڑ کے چٹخیں بھی اس بارے میں تھی، لیکن وہ اس وقت تک کہ وہ اس کے  
 دوسری طرف کی محبت پر اس کی دعوت نہیں پاس اور اس سے اس کے لئے یہ دعوت  
 دین میں قلب میں بھی ظاہر ہو وہ اس کو فوراً بھاپ لیئے ہیں اس لئے اس میں وہی نظم  
 کش ہوتا اور اس کی مخالفت کر رہے ہیں کہ فی صحت ان کے لئے جو روئے ہیں ان کے  
 نظریہ و قاطب کے تحت ہیں۔

پھر دیکھئے کہ انجرا کر کے پاس اس کے لئے  
 میں ان کے لئے دعوت کے لئے اس کے لئے  
 ان کے لئے دعوت کے لئے اس کے لئے  
 فرق کر دے گی کہ کھینچتے ہیں ان کو انجیک کرتے ہیں اور اس کے لئے  
 محسوس ہوا اور خود اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 و استقبال کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اور ان کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 تمام اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے  
 اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

وہ اسم اللہ عن الاسلام و لہ رعبہ حیوان الجرائد

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ  
چودھویں صدی ہجری میں ”حمیت و عزیمت“  
کا پیکر مثالی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی Nadwi کی وہ یادگار مصداق قرآن جو 1918ء مارچ 1919ء کو مدنی ماہ - خلی میں شائع ہوا۔ جس میں خلی قمریہ کے سوا اپنے لفظوں میں کہہ کر ان پر فاش و بدعتہ ش کے نتیجہ میں سماجی تصور کی شکل خلی ہے اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے حق میں حکماء بنائے !

الحمد لله وكفى وسع علي عبده الذين اضلاني باعد

خطرات امر ہے، رابطہ ادب اسلامی کے ایک حصہ میں جو بھی کچھ عرصہ قبل  
 ہوا تھا۔ ”ادب نثر جمعہ“ کے عنوان سے شخصیتوں کے تحریف، ہوائی بھڑائی کے  
 آداب و تقریبات اور رتبہ فلوئی کی امداد پر اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جس طرح  
 انہی کی جسم، خارجی اشیاء، موسموں، مقامات، اور شہروں کا ادب، کوارت و پروات  
 TEMPERATURE: ہوتا ہے اس طرح الفاظ، اوصاف کا بھی ایک درجہ حرارت ہر اثر  
 ہوتا ہے اور اس کا استعمال ہی اعتبار کے ساتھ صحیح شکل و مقام اور مدد و مصلحتوں کے  
 اعتبار سے ہونا چاہئے۔ اس میں کتاب و مطابقت اور احتیاط و احتیاط و احتیاط اور  
 ادب کے شہادت کے فیضان کا احساس نہیں کیا گیا تو الفاظ اپنی قدر و قیمت کھو دیں گے،  
 وہ بے معنی، احمقانہ، بے فائدہ بن جائیں گے۔ ان کے الفاظ کے ادب، مہم و حرمت کوٹ جائے

وہ صرف یہ کہ ان کی قدر و قیمت باقی رہے گی، بلکہ جن کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے گئے  
 زبان کی قدر و قیمت چاہیے ہے۔ یہی بلکہ جن کے لئے وہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کی  
 قدر و قیمت، ہر ان کی عظمت و ہیبت و اساس بھی نہیں ہوسکتا، اور ایک واقعہ و باخبر  
 انسان، عقائد و حاسمہ و خفا کے گھر سے مٹا کر لے کر نئے مانے و سرت کے ساتھ لپٹا پڑے گا۔

اب آہرے کے شیوہ میں فطرت علی

لیکن یہ ایک صحیح تاریخی حقیقت، اور ادنیٰ و تمغنی الیہ ہے کہ ان قدرتی و روحانی الفاظ  
 کا اکثر ورنہ اس طرح پچھلے دور میں بڑی فیضی اور بے اختیار تھی کہ مانتے و متبعین ہوا  
 ہے۔ تاہم اگر ہم ان کی بازاری و مرقیاتی "کجاہ انداز" سے "تجربہ انداز" نظر کرتے ہیں  
 "دور و نظر" اور "کجاہ انداز" سے "تجربہ انداز" (GENIUS) جیسے الفاظ کا، مثلاً "محیط" یا "مبالغہ  
 " کی بے سرحسہ و پھر وری احساس اور ہی کے بغیر ہوا ہے۔

حمیت و عزت

اگر تواریق و توحیدی الفاظ میں "حمیت" کو "عزت" سے نفی، بلکہ یا پھر انسانی  
 اس قدر بھی ہیں جن میں اس صدق و ایمان کی تاریخ و توحید و عزت، انسان و انقلاب اور  
 ہندو بہرہ مند و اور میں "عزت" سے "حمیت" کی تاریخ و توحید و عزت، انسان و انقلاب اور  
 محو و توحید، اس کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 اور "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"

اور ان کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"  
 "عزت" کے ساتھ ہی "حمیت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت" کے ساتھ ہی "عزت"

اور ان کی اہمیت کو بھی

ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور اس کتاب میں ہم نے ان کی اہمیت کو بھی

بیان کیا ہے۔ اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔

اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔

اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔  
 اور ان کی اہمیت کو بھی  
 ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔







بجاء تھی۔“ (۱)

ایک معاصر تاریخ نگار لکھتا ہے:

”ایک انگریز کا شیوہ یہ ہو گیا تھا کہ ہر مسلمان کو باغی سمجھتا تھا۔ ہر ایک سے پوچھتا

بندو ہے یا مسلمان؟ جواب میں مسلمان سنتے ہی گولی زد ہوتا ہے۔“ (۲)

پھر پھانسی کا سلسلہ شروع ہوا، عام شاہ وہوں، سرنگوں پر پھانسی کے تختے لگا دیے گئے اور یہ چھبیس انگریزوں کی قتل گاہ اور دلچسپی کا مرکز بن گئیں، جہاں آکر وہ پھانسی پانے والوں کے سسکتے اور دم توڑنے کے وقت کا لطف لیتے، سنگسار کا لاش لگاتے اور آپس میں باتیں کرتے رہتے، جب پھانسی کا کام پورا ہو جاتا اور وہ مظالم فحش آخری سانس لیتا تو انہی اور مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کرتے، ان بد نصیبوں میں بڑے بڑے ذہنی و جاہل اور اشرافیہ تھے، انہیں مسلم محلے اس طرح قریب تک کر دیے گئے کہ ایک فرد بھی باقی نہ بچا۔

ایک معاصر تاریخ نگار لکھتا ہے:

”ستائیسویں صدیء ۱۸۰۰ء میں اسلام نے پھانسی پائی، اساتذہ و بزرگ قتل عام دیا، اس کا حساب نہیں، اپنے نزدیک گویا نسلِ تیسریہ کو نہ رکھا، ملا دیا، بچوں تک کو مار ڈالا، عورتوں سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے، جس کے تصور سے دل دھل جاتا ہے۔“ (۳)

”تارے فوجی و سربراہی کے مجرموں کو مارتے پھرتے تھے، اور کسی درود کا سرف کے بغیر انہیں پھانسیاں دے رہے تھے، گویا دو کتے تھے یا گیدڑ، یا نہایت اذی قہم کے کیڑے کھڑے۔“ (۴)

(۱) <LORD ROBERTS> <FORTY ONE YEARS IN INDIA>, P 152 (۱)

(۲) ۱۹۵۵ء میں راجہ

(۳) قید و خانہ دہانہ، از سید جمال الدین، یہ مکتبہ شریعت، ۱۹۵۶ء

(۴) مکمل سن، از سید محمد رفیع، ۱۹۵۶ء

نیکو کاروں اور ان کے اہل خانہ کو جو ایک سال کے بعد

موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔

ان کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

وتمہارا ہر ایک فرد ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

EDWARD THOMPSON, THE OTHER SIDE OF THE MEDAL, P. 40 (1920).

یہ وہی لوگوں کے لئے ہے جو کہ ایک سال کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ موت ہو کر جاتا ہے۔

کے بعد موت ہو کر جاتا ہے۔

کے تلامذہ نے اس کا ملکہ قائم کر لیا اور اس کی قیادت کی۔

ہندوستان کے اس حصہ کو ہم اسی جگہ چھوڑتے ہوئے اب خلافت اسلام، یہ سلطنت عثمانیہ اور مادورین کی طرف آتے ہیں۔

مغربی طاقتوں نے خلافت اسلام پر اور سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ اس نقطہ سے دیکھا کہ وہ ایک طرف اسلام کی پابندی، مسلمانوں کی عزت و عظمت کا نشانہ، تیار مقدس، جزیرۃ العرب اور مقدسات متحدہ یعنی امن اور ان کی حفاظت کا دھار اور مسلمانوں کی سیاسی طاقت، وحدت، خود اعتمادی و خود شناسی کی ضامن و محافظ ہے، دوسری طرف وہ یورپ کے سینہ پر ایک کیل ہے جس نے اس کو صدیوں سے بے چین کر رکھا ہے، اس احساس میں برطانیہ جس نے چھٹی صدی ہجری اور بارہویں صدی عیسوی میں صلیبی جنگ میں بھی قاعدہ نہ کر دیا تھا اور "شیر دل" نے اس کی نمائندگی کی تھی، پیش پیش تھا، اسی کی تحریک اور اشارہ سے بلقان کی جنگ کا طویل سلسلہ شروع ہوا، جس کا مقصد یورپ میں ترقی کی مقبوضات اور مستعمرات کو آزاد کرانا اور ترکی سلطنت کو کمزور اور محدود سے محدود کر دینا تھا، اسی سلسلہ کا ایک اہم حصہ شریف مکہ (شریف حسین) کو ترکوں کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرنا اور ان کو خلافت کے منصب پر فائز کرنے کا وعدہ تھا، ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو برطانیہ کے نمائندے نے مصر کے امور کے ذمہ دار لارڈ کیچر نے شریف حسین کو ان کے صاحبزادہ شاہ عبداللہ اور دوسرے بااثر لوگوں کے ذریعہ اتحادیوں کا ساتھ دینے اور خلیفہ عثمانی کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کر لیا، اور ان کو منصب خلافت پر فائز ہونے اور حجاز کا مطلق العنان حاکم بننے کے سبب بایں رکھا کہ اور مذکورہ دوں اور تحریری دستہ یزوں کے ذریعہ اس اقدام پر آمادہ کر لیا، جو مسلمانوں کی بھیلی تاریخ میں غرمنہ دراز تک ایک بدنامی اور ایک شرمناک واقعہ کے طور پر ذکر کیا جاتا رہے گا۔ ۳۰ اگست ۱۹۱۵ء سے ۱۸ فروری ۱۹۱۶ء تک حکومت برطانیہ کے مقرر نمائندوں اور شریف مکہ کے درمیان خطوط اور رسائل کا تبادلہ ہوتا رہا، اور ان کو یقین دلایا جاتا رہا کہ ان کو اس اقدام کا پورا پورا اہتمام ملے گا، لیکن جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء

[illegible]

وہاں انہیں کئی قسم کے نامانوس مقامات ملے۔ ان خاصات العرب الثمومیہ شائع شدہ مجلہ العربیہ دمشق (نمبر ۱۹) میں نکلتے ہیں۔



”قزاقستان نے اس اعلان کے فوراً بعد ترکی کو بحیثیت ایکہ آزاد سلطنت نے تسلیم کیا اور اسکی فوجیں ترکی کے حدود سے باہر نکل آئیں۔ برطانوی پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے بیناں عوام (HOUSE OF COMMONS) میں اس کارروائی پر احتجاج کیا، اس کا جواب کرزن نے ان الفاظ میں دیا کہ

”مسند پر بیٹھنے والی کا بیان ذوالکفل میں آگیا ہے کہ اس کے بعد پھر اس کا عروسی نہیں ہوگا، اس لئے یہ امر اس کی روحانی و معنوی طاقت (خلافت اسلامی) کو ختم کر دیا ہے۔“

اس کے ساتھ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ لوزن کانگریس میں برطانوی وفد کے صدر کرزن نے ترکی کو تسلیم کرنے کے لئے چار شرطیں بھی تھیں: (۱) خلافت اسلامیہ کا مکمل خاتمہ، (۲) خلیفہ المسلمین کی جلاوطنی، (۳) ان کے مال و جائیداد کی ضبطی، (۴) حکومت کے بارے میں (سیکولر) ہونے کا اعلان، جس کو اگرچہ ترکی وفد نے اس وقت منظور نہیں کیا لیکن کمال اتاترک کی کوششوں سے پھر پارلیمنٹ نے اس کو منظور کیا اور ضربی طاقتوں کا جس میں برطانیہ پیش پیش تھا، وہ خواہ پورا ہوا جو حصہ سے واپس رہی تھی۔

یہ تاریخی واقعہ اور ایہ حق جس نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اردان میں سب سے زیادہ حلا کے ایک کوارڈن میں بھی اس جماعت کو جس کے دل میں میرت اسلامی کا دریائے جوش اور پاتھور جس کو اپنے اسلام سے عزیمت و جہاد و حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کی دولت و رشہ میں ملی تھی، بے چین اور مضطرب بنادیا اور مغربی طاقتوں، ہاتھوں میں برطانیہ کے خلاف ایک ایسی نفرت، چزاری پیدا کردی جس کی نظیر برطانیہ کے دور سے مقبوضہ ممالک میں پہلے سے نہیں آئی، ان کی اس حمیت اسلامی نے تحریف خلافت کی شکل میں، عظیم تحریف پیدا کی جس کی دوسرے اسلامی ملکوں میں نظیر نہیں ملتی۔

[illegible][illegible][illegible][illegible]

انگریز وحشی اور حب الوطنی کا نس قہ رائد اور ہوتا ہے اور اس کے اسباب پر روشنی پڑتی ہے اس کی مزید تفصیل اور شرح و بسط "تفہیم حیات" میں ملے گا۔۔۔  
و دشمن کی حقیقت

"میرے مختصر دور است! آپ کو معلوم ہے کہ اگرچہ تمام فقہ اسلامی مذاہب اور ان کے ماننے والے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر سب دشمن ایک طرف کے نہیں ہوتے، کوئی بڑا بے فونی چھوٹا ہے، دشمن سے اس کے دھج کے موافق مقابلہ کرنا لازم نہ کہ وہ دہشت اسلام کے غیور دنیا ہے، انگریز کے برابر اسلام اور مسلمانوں کو کسی قوم نے اتھکان نہیں پہنچایا، انگریز ۲۰۰۰۰۰۰۰ سے زیادہ عرصہ سے اسلام کو فنا کر رہا ہے، اس نے ہندوستان کی اسلامی طاقت کو فنا کیا، بادشاہوں اور نوابوں اور امراء کو قتل کیا، ان کی فوجوں کو برباد کیا، سکھوں سے باغی اور امیر کو تباہ کیا، خزانوں کو لوٹا، اپنے وقت کا خزانہ قائم کیا، اپنے قوانین کو جاری کیا، ہندوستان کی تجارت، صنعت، مہارت، علم و تہذیب وغیرہ کو برباد کیا، لاکھوں لاکھوں فوجیہ سے ہر قسم کی مافی لوت جاری کر کے اپنے ملک کو آبی اور ہندوستان کو نکال بنایا۔ ہندوستانوں اور بالخصوص مسلمانوں کو انتہائی ذلیل بنا دیا، اس کے بعد وہ نکال بنایا۔ مسلمانوں کو سترہ ہندوستان کے دہرے مذہبیہ و لوگوں کو ملنے لڑنے کے دشمنی کی آگ بھڑکانی اور ہر جگہ بے ہتھیار اور کمزور کیا، ہندوستان میں انسانی قوانین کے خلاف شراب اور خبیثات کی آزادی، مرکا اور بدکاری کی آزادی، اطفال و زندقہ، مارا دہنی آزادی، عدالتوں میں خلاف اسلام قانون کا اجراء اور وہابی کے موافق فیصلے جاری شدہ، منکر قتل، خلاف، عہد، مناکر مسلمانوں کے استحصال قوانین کو ملیا میٹ کیا، مذہبیہ و دہشیہ، ہندوؤں کو قتل اور ہراسہ، ہر شہرہ زندگی میں قومی ترانہ اور سوہو اور مناکر جاری کیا۔ فوج کے یہ طریقے اسلام اور مسلمانوں کو ہندوستان میں برباد کیا۔ اور آپ کہ مسلمانوں نے اپنے اندر ہی اور شرعی حق آزادی کے لئے ہر وجہ کی قربانی پر اس قہ و قائلہ کے قدامت کی یا ہے، دل قہر ۲۱ ہے۔ ۱۸۵۵ء کی تاریخ اور ان سے پہلے



کے واقعات دیکھئے، معاہدات اور وعدے جو کبھی سے پہلے کئے تھے اور عہدہ میں ہوئے ان کو پارہ روتوتے رہے، غرض کہ ہندوستانی مسلمانوں کے خصوصاً اور تمام ہندوستان کے باشندوں کے ساتھ عموماً وہ شرمیلک معاملے کئے کہ وہ ہندوستان جو کبھی جنت، نشان تھا، انہیں اس میں کیا، وہ ہندوستان جو کہ علم و حکمت کا سرگز تھا، وہ فقر و فاقہ، اندھاس و شکست کا وہ ہو گیا۔ وہ ہندوستان جو کہ علم و حکمت کا سرگز تھا، وہ جہالت اور بددینی کا پینٹیل میدان ہو گیا، وہ ہندوستان جو تمام دنیا کا تاج الیہ تھا، وہ سب سے زیادہ سفلیں، آفتاب، ستارے، فاقہ مست، بے کمال، بے روزگار، ترانی، اور پس ماندگی کا شکار ہو گیا، یہ مظالم تو عجیبی جن میں مسلمان سب سے زیادہ تباہ ہوئے۔ (۱)

برطانیہ کی سرزمین شہنی کا دوسرا اور مذاکب عربیہ اور مقامات مقدسہ کو (جن کی وحدت اور آزادی کے بعد وہ پر شریف حسین و خدیجہؑ مسطہیں اور سلطنت عثمانیہ کے خلاف آمادہ کیا تھا) ہمیشہ کے لئے داکہ پر ۱۹۱۵ء کے کانفرنس المقدسہ، فلسطین میں اسرائیل کی آزادی حکومت کا قیام ہے جس نے ۱۹۴۷ء میں غاصب برصغیر کی سرپرستی میں عمل میں آیا، اور جو عالم عربی کے جسم میں ایک داکہ کی حیثیت رکھتا ہے اور جس نے پورے فلسطین میں غاصب غریب اور سین اور لیوان کو یہودیوں نے قلم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اسلام دشمنی اور عربوں کے مفاد کے خلاف اس پہلے سب سے کسی خرابی طاقت کی طرف سے کوئی منصوبہ یا اقدام وجود میں نہیں آئے۔

تجربہات یہاں اس تاریخی حقیقت کا ظہار ضروری معصوم ہوتا ہے کہ ہندوستان جیسے ضمیمہ ملک پر سات مندراپار کی ایک چوکی تو مہکا جس کی تہذیب، کلچر، زبان، مذہب اور سیاسی و اقتصادی حالت سے کوئی میل نہیں کھاتے تھے، حکومت کرنا ایک غیر فطری، غیر عقلی اور غیر انسانی صورت حال تھی، جس میں زیادہ دنوں تک باقی رہنے کی صلاحیت نہیں تھی، کسی نہ کسی دن ملک کی روح اور ضمیر کا اس کے خلاف جھوٹ کرنا اور اس کی حکومت

(۱) دستور پیش ۱۹۴۷ء، دستور ۱۹۴۷ء، دستور ۱۹۷۳ء، قانون ہندوستان

نکندہ کے لئے اس نے پچھلے روز اور ملک کا آکر اور جو نہ ایک ٹھہری ٹھہری اور نہ نہ قریب  
 بعد میں اس ملک کو ترک کر دیا اور قواہم و ملکی تاریخ کا پرانہ تجربہ اور وہاں  
 پیش آنے والا واقعہ اس سے اس جنگ کو ردی میں جو اس ملک کے مہمان وطن اور  
 باغی اور باغیہ انسانوں نے انہوں میں سعدی کے آخری میں شروع کر دی تھی  
 مسلمانوں کا تو نہ جہد پڑا اس میں بھی اندھیرت کے ساتھ جنگ ملک و قوم و پیش و ہوا  
 نہ صرف سب اوصی کا قتل اور اس ملک کا (خمس میں انہوں نے صدیوں تک اس و امان  
 اور سکون و امن کے ساتھ آزاد و مجازی زندگی ڈال دی تھی اور دین و علوم و پیشہ کی خدمت  
 کی تھی بلکہ انسانی و دینی و فرائض و ہمدانی و نصیرت و ہائی تھری و حقیقت پسندی اور انجیم  
 دینی کا بھی قتل تھا۔ اس لئے کہ جس ملک و مملکتی حالت سے آزاد کرانے میں اہل دین کا  
 قتل و زانیہ و عرصہ ۱۰۰۰ اس ملک کے آزاد ہونے کے بعد ان کو اس ملک میں اپنے ہی  
 دشمنوں کے ہاتھوں میں ہرگز میں ہرگز و حجاز کے راجہ بننے کا پلہ لے کر اور اس کے  
 لئے جہد و جہد کرنے کا حق نہیں رہتا اور وہ اس ملک کی یہ قیصر و تختی میں آزادانہ  
 مسلمانانہ جہد کے مدنی اور حجاز کا نقشہ میں مسلمانانہ جہد کا انجیم (تفصیل انھوں نے  
 بعد و بعد و جملہ اس کے ہاں شوق و جہاد کا اصرار و زمانہ میں تسلیم کیا یہ ہے۔

شیخ و اسرار و انجیم و مدنی ان کی نہ ماتحت (توحید و اسلام) ان کے ہاتھ سے  
 کار و جو جنگ آزادی میں جہد پھیلنے والے اور اس کے ساتھ میں قیہ و مدنی و شوق  
 شوق و اہل انجیم کی انجیم و جہاد کا نشان پھیلنے والے اسلام اور اہل دین کا (انجیم  
 کا رشتہ اور جہاد و اسلام و جہاد کا حق تھی) مدت زمانہ یہ جہد یہ بہت نا اہم  
 ہے کہ انہوں نے اپنی قربانیاں و خصوصاً بہ خصوصی بہت و مزاحمت و جہاد و انجیم  
 سے (جو اکثریت کے لئے ہے) سے بڑے قہر و قہر و قہر و قہر سے انجیم و اسلام کی  
 مدت اسلامی کو اس قہر نے دیا کہ وہ اس سرزمین پر اعزاز و افتخار کے ساتھ سر اوٹھا کر لے  
 چلے اور اس کے ہائی یہ ان اور مدنی و جہاد و قہر و قہر سے انجیم و اسلام کے لئے  
 و اپنے دین و شریعت و اپنی زبان و تہذیب و اپنے مملکتی قوانین (PERSONAL LAW)  
 و ملک کی آئین و اساسی و اعلیٰ مرتبہ میں اپنے دشمن اور اپنی ہی ضروریات کے لئے

انسانِ انسانی سے اپنی شادی کے بغیر منسلک کرے اور اس کے لئے جہ و جہد کو پرتو کی روش  
 طعمری سمجھے، یہ دے پاتا تو انسان۔ یہ جس سے وہ کبھی ایک وہل نہیں ہو سکتی اور جڑ سے بھی  
 کر و شمشیر کی لڑائی میں وہی لڑاؤ میں اور جہاد میں کوئی کچھ نہیں یہ مان کرے کا حق ہے کہ  
 یہ تہذیب کے سر پر سر خاں ہوں اور  
 قانون و فیصلی سحر و تہذیب اور

حضرت ان کے زمانہ کی ملت اسلامیہ کے آواز دہنے والے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں بعد پھر  
 ایسا ہی ہوا ہے پر ترقی کی ہے جس سے ایک رستہ ملت کے ہے وہی تہذیب کی نسائی و  
 لٹرائی شخص نے اس کو پائی رہنے کی طرف جاتا ہے دوسرا۔ تہذیب کے تہذیب کے تہذیب کے  
 یعنی تہذیب کی شخص (IDENTITY) سے محرومی اور تہذیب کی پائسی، اپنی ذر موعے دوران  
 پائے، کیسے ان کے (UNIFORM CIVILIZATION) اور چاروں تہذیب  
 (AGGRESSIVE REVIVALISM) یعنی تہذیب کی (CULTURAL GENOCIDE) کی  
 طرف۔ جہاں ہر انسان متعلق ہے پھر اپنے ذاتی و مذہبی کی تہذیب ہے جو حضرت  
 مدنی کی تہذیب و تہذیب کے ساتھ تہذیب میں ہیں۔ میں اور اس مت کو ہر تہذیب کے  
 تہذیب تہذیب۔ یہ تہذیب تہذیب۔

### حضرت مدنی کا اسلوب زندگی

۱۔ خیر میں اپنی تقریر کو خواہ تہذیب کے ایک پند و جہد شعریہ فقرہ کرتا ہوں، اس کو  
 قادیوں کے لیے اسلوب زندگی، اپنی تہذیب کا مفاد یہ ہے کہ وہ "شاخ و پود" (لکھنے کے  
 اور) اپنی زندگی و تہذیب اور خلق خدا اس وقت، قبولیت کا جہاد سر کشیدہ کے بچانے  
 میں یہ "دیکھو" کہ "جہاد" یعنی "دیکھو" کہ "جہاد" کے لئے جہاد اور تہذیب کو اپنا شہادہ دینے والے کو اور  
 ان کو بھول کر مالا کے جو "جہاد" کے لئے جہاد ہے "جہاد" تک پہنچتے ہیں۔

یہ شعر مالا کے لئے ہے ایک قلم خاتمہ نفس تھا، اور وہ قلم تہذیب کے شہادہ کی طرف

شہادہ میں مکتوب ہے

نہی دینی کہ اس شہادہ کو

یہ استہرا ہے یہ تہذیب کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## سیرت کا پیغام موجودہ دور کے مسلمانوں کے نام

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء  
والصالحين وعلى آله وصحبه اجمعين ثم بعد ذلك عوذ بالله من  
الشرير الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم . لقد كان لكم في  
رسول الله اسوة حسنة .

بعثت رسول ﷺ کا منظر:

محترم حضرات! سب جانتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ بعثت ہوئے انہیں  
کچھ مہران اور کوئی قبرستان نہ تھی، زندگی کا پتھر جس طرح اس وقت چٹا رہا ہے بہت  
تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس وقت بھی چٹا رہا تھا، سہارہ کا دوبارہ آج کی طرح  
ہو رہے تھے تجارت بھی تھی، زراعت بھی تھی، اور حکومتوں کا انتظام چلانے والے اور ان کی  
مشغری میں وقت ہونے والے بھی موجود تھے، اس وقت کی دنیا لوگ اس زندگی پر بالکل  
قانع اور مطمئن تھے، اور ان کو اس میں کسی ترمیم یا اعتدال یا تبدیلی کی ضرورت محسوس  
نہیں ہوتی تھی۔

لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی زمین کا نقشہ در دنیا کی یہ حالت بالکل پسند نہ تھی، معدیٹ میں  
اس زمانے کے متعلق ہے۔

ان الله يظفر اهل الارض فعضهم ياربهم ورحمهم الا بقايا

عن اهل الكوفة

(ترجمہ) (اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر ڈالی اس نے روئے زمین کے تمام باشندوں کی

عرب کیا حجم سب کو بے حد ناپسند فرمایا اور وہ ان سے بے زار ہوا، سوائے چند اہل کتاب کے)

ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آقائے مآورد محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے ساتھ ایک پوری قوم کے ظہور کا سامان کیا، ظاہر ہے کہ ان کو کسی ایسے مقصد کے لئے پیدا کیا تھا، جو دوسری قوموں سے پورا نہیں ہو رہا تھا، جو کام وہ پورے انہماک اور شوق کی ساتھ انجام دے رہے تھے، اس کے لئے ظاہر ہے کہ کسی نئی امت کو پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی، اور انسانی زندگی کے اس پر سکون مستند میں اس نئے تلامذہ کی حاجت نہ تھی، جو مسلمانوں کے وجود سے ظہور میں آیا اور جس نے زمین میں ایک زلزلہ ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ تسبیح و تقدیس کے لئے ہم نیاز مند بہت کافی تھے، .... اس کے لئے اس خالی پتلہ کو پیدا کرنے کی ضرورت سمجھ میں نہیں آئی، لہذا تعالیٰ نے فرمایا:

"انہی اعلم ما لا تعلمون"

(ترجمہ) "گویا اشارہ فرمایا (اور آگے چل کر واضح کر دیا) کہ آدھ صرف اسی کام کے لئے پیدا نہیں ہوئے جو سادہ نگہ انجام دے رہے تھے، ان سے خدا کو کچھ اور کام لینا ہے۔

انسان ایک نئے کام کیلئے پیدا کئے گئے:

اگر مسلمان صرف تجارت کے لئے پیدا کئے جا رہے تھے تو مکہ کے ان تاجروں کو جو شام و یمن کا تجارتی سفر کیا کرتے تھے، اور مدینہ کے ان بڑے یہودیوں کو، اگر وہ ان کے بڑے بڑے گڑھ بنے ہوئے تھے، یہ پوچھنے کا حق تھا کہ اس خدمت کے لئے ایک نئی امت پیدا کی جا رہی ہے، اگر زراعت مقصود تھی تو مدینہ اور خیبر کے مالک اور نجد کے، شام اور یمن اور عراق کے کاشت کاروں اور زراعت پیشہ آبادی کو یہ پوچھنے کا حق تھا کہ کاشت کاری اور زراعت میں ہم محنت و کوشش کا کون سا رقیقہ اٹھا رکھتے ہیں کہ جس کے لئے ایک نئی امت کی بنیاد ہو رہی ہے، اگر دنیا کی چلتی ہوئی مشینری میں صرف فٹ ہونا



پرماتما، بدشت کی قلم کا فروق میں تھیں، اور اس وقت بھی دنیا کی تمام غیر مسلم آبادی ہے، اور زندگی کے انہیں متاع میں مستبک اور سر تان غرق ہو چکا تھا، جن میں افسوس اور رویہ اپنی ذوق ہے ہوئے تھے، اور انہیں کامیابیوں کو اپنے منہ سے زندہ بنا لیتے تھے جن کو ان کے پیغمبر (ﷺ) اس کے بہترین موقع پر رو کر چھپے تھے تو یہ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر پانی بھی دینے کے مترادف ہے۔ اور اس بات کا مدعا ہے کہ انہوں نے کادوئش قیمت خون جو بدر و خیمین و احزاب اور قادسیہ و یرموک میں بہایا گیو، بے ضرورت بہایا گیا۔

### حضرات

۳۔ حج اگر سر داران قریش کو یہ کچھ بولنے کی حالت ہو تو مسلمانوں کو خطاب کر کے وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم جن چیزوں کے پیچھے سرگرداں ہو، اور جن چیزوں کو تم نے اپنا حاصل زندگی سمجھ رکھا ہے، انہیں چیزوں کو ہم کہنا روئے تمہارے پیغمبر (ﷺ) (ما یہ اسلو و السلام) کے سامنے پیش کیا تھا، وہ تم چیزیں اس وقت خون کا ایک قطرہ وہ بے بغیر حاصل ہو سکتی تھیں تو کیا ساری بد و جہد کا حاصل اور ان تمام قربانیوں کی قیمت و طرز زندگی ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے اور زندگی و اخلاق کی وہی سچ ہے جس پر تم نے قیامت کرنی ہے، اور ان سر داران قریش میں سے جو اسلام کے حریف تھے، کسی کو یہ جرح کرنے کا موقع ملے تو آج ہمارا کوئی بڑے سے بڑا انفق وکیل بھی اس کا تقاضا نہیں اور مسکت جواب نہیں دے سکتا اور امت کے لئے اس پر شرمندہ ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے متعلق یہی خطرہ تھا کہ روزنیا میں پڑ کر اپنا مقصد بھول جائیں، اور دنیا کی غامب لچر نہ جائیں، آپ نے وقت کے قریب جو تقریر فرمائی اس میں مسلمانوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا:

"ما انفعرا احسنی علیکم، ولکنی احسنی و بسط علیکم"

اللہ تعالیٰ کما بسطت علی من کان قبلكم فلتأسوا کما تأسوا

فلعلکم کما اهلکمہ (بخاری و مسلم)

(ترجمہ) مجھے تہمید سے باز رہنے میں کچھ فقر و انفاق کا خطر نہیں ہے مجھے تو اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا میں رقم کو بھی وہی کشاکش نہ حاصل ہو جائے جتنی تم سے پہلے لوگوں کو حاصل ہوئی تو تم بھی اسی طرح اس میں حرج و مقابلہ کرو جیسے انہوں نے کہا تو تم کو بھی اسی طرح ہلاک کرو۔ جیسے ان کو ہلاک کیا۔

میرے بھائیو! اندیشہ رکھو۔ نئے جب اس بات کا ارادہ کیا کہ جہاد میں مشغولیت اور اسلام کی بے وجہدہ پنچہ ونوس کی فرصت حاصل کر کے اپنے ہاتھوں میں اور کاروبار کو درست کر لیں اور چھ مدت کے لئے صرف اپنے کاروبار میں مشغول ہونے کی اجازت حاصل کر لیں، یہ ضرور بھی ان کے دل میں نہیں گزر سکتا تھا کہ وہ امرات وین عمرہ و زکوٰۃ سے بھی باز رہیں گے اپنے کاروبار کی دلیہ بھال کے لئے اپنے آپ کو مشغول کر لیں لیکن اسلام کی محمی جہد اور دین کے فروغ اور اس کے غلبہ کی کوشش ہے ان کی اس۔ رضی اللہ عنہ کی وہ بھی خطہ کثیف کا مشرب قرآن دیا گیا اور سورہ بقرہ کی آیت نازل ہوئی جس کی تفسیر حضرت ابو جہد رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی ہے۔

وَأَسْعِفُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمْ إِلَّيْكُمْ أَنْ تَهْلِكُمْ وَأَنْتُمْ سَوَاءٌ  
إِنْ أَنْتُمْ تَبْخُلُونَ أَلَمْ تَعْلَمُوا (سورہ ۱۰۵)

(ترجمہ) اللہ کے راستہ پر خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ پڑو اور اچھی طرح کام کر رہے ہو، شک اللہ تعالیٰ جیسے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

مسلمانوں کی اصلی شناخت یہی ہے کہ یا تو اسلامی دعوت اور عملی جہد میں مشغول ہو یا اس دعوت۔ محمی جہد میں مشغول ہونے والوں کے لئے پشت پناہی ہو گا۔ جو اس کے ساتھ بھی محمی جہد میں حصہ لینے کا عزم اور شوق رکھتا ہو، مطمئن شیری نہ فرض کاروباری زندگی اسلامی زندگی نہیں، اور کسی طرح بھی یہ ایک مسلمان کا مقصود حیات نہیں ہو سکتا، چنانچہ مشاغل زندگی، جائز وسائل معیشت بہ کرم متروک نہیں، بلکہ دین و آخرت کی کے ساتھ عبادت و قرب الہی کا ذریعہ ہیں، مگر یہ جب سب دین کے ساتھ ہیں



ہوں اور صحیح مقاصد حاصل ہوں۔ ان کے لئے جو قصود بالذات۔

یہ امت محمدیہ کا یہ سب سے بڑا پیغام ہے، جو خاص مسلمانوں کے نام ہے، اس کی طرف توجہ نہ کرنا اس کے مقصدوں کو بے کرنا اور سب سے بڑی حقیقت کی طرف سے ناگہان پریشانی جو یہ ہے کہ مسلمانوں کے سامنے پیش آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دنیا طبعی کی ترس، ممتد ہے۔ اپنا کر اپنے دینی کی خدمت پہنچنے قبول کرے۔ میں اپنے سے بھی سبکی دعا کر رہا ہوں۔

وہا عطفنا الا لصلاح العیال

















کشم مومنین جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس وقت عربوں کی کوئی حکومت نہیں تھی، خود جزیرۃ العرب میں ان کو کوئی حکومت نہیں تھی، اسلام کو وہاں آئے ہوئے اس سال سے ڈال دیتے تھے، اور وہ ابھی طفل شیرازہ کی طرح وحشیہ و دیوانہ چل رہا تھا، اور ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے عربوں کو اس کا اہل و یکہ کر دیا، ان انطاقت سے مخاطب کئے جائیں، تو کیا ہم اس خدا کی فرمان کے مخاطب بننے کے اہل نہیں؟ جب کہ ہم چالیس مکوں کی فوج کھڑی کر رہے ہیں اور اس وقت ہمارے کثیر العدد جھنڈے اتوار متحدہ کی قیادت پر یہاں ابرار رہے ہیں، مگر چہ ہم موجودہ عہد کی انسانی قوت و شہادت کے مالک نہیں، بحمد یہ ترقیات اور علم و تمدن کے میدان میں کوہاں کا قہر ہیں، اپنی سستی و کاہلی اور باہمی نا اعتمادی و انتشار اور سہمی خدشات کو تغیر سمجھتے اور ملت اسلام کی طاقتوری کے سبب ان حکومتوں کے سیار پر نہیں ہیں، تاہم دور اول کے عربوں سے زیادہ اچھی حالت میں ہیں، جن کی ایک حکومت بھی نہ تھی، تو کیا ہم اس آیت کے مخاطب بننے کے لائق نہیں کہ "وَلَا تَهْزُوا وَلَا تَهْوُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ" یہ ایمان ہی مومن کی قیمت ہے، ایمان ہی نامہ کی اصل قیمت ہے اگر سب سے بہتر اور جتنی کوئی قیمت نہیں، یہ ایمان ہی دوپاسک ہے، اس کو ترانوہ کے جس چڑے میں رکھ دیا جائے وہ جھک جاتا ہے، یہ وہی پاسک ہے، جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرود بردار کے موقع پر ان مہارک انطاقت میں رکھا تھا۔

اللهم ان تہلک هذه العصاة من اهل الاملا لا تعدوا

اے اللہ اگر تو اس منجی بحرِ رامت و مہر دے گا تو قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔

حضور ﷺ سمجھ گئے کہ اس وقت رجوع و انابت کی ضرورت ہے، آپ کی ذات گرامی وہ ذات ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام جنیم عطا فرمائی تھی، حقیقت حال کو ٹھیک ٹھیک پیش کرنے کی صدا دیتا تھا فرمائی تھی، اگر فیصلہ قوت و طاقت یا کثرت قہر نہ پر دیا دانا ہم نہ ہوتے تھے۔



اپنے اسلام پر فخر ہے، ہم مستقل بالذات اور صاحب پیغام قوم ہیں، ظنی نہیں ہیں، ہماری مستقل تہذیب ہے، ہماری مستقل ثقافت ہے، اس میں ہم یونہی نہیں نکلتے، ہمیں اللہ نے سب سے بڑی نعمت عطا فرمائی ہے، وہ ہے اسلام کی نعمت خود شناسی و خدا شناسی کی نعمت۔

بھائیو! سب ہمیں اسلام پر فخر ہو، نہ ہوگا، اسلام ہمارا اور ہم اسلام کے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارا معین و مددگار ہوگا، اور ہمارا حافظ و نگہبان ہوگا، اللہ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے، اور اس کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

رَأٰی قُصُوۡۤاۤیۡہٗمَ یَنْصُرُکُمْ وَیُخْرِجُکُم مِّنَ اَیۡمَانِہُمۡ ؕ اَقۡدَامُکُمۡ ؕ وَمُحَمَّدٌ ۱۷

(ترجمہ) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم برآوے گا۔

لیکن اگر ہم سرفہام کے مسلمان رہیں، اور حقیقت اسلام ہم میں نہ پائی گئی تو پھر ہم میرٹھ کیب ارغمان کے اس جملہ کا مصدق نہیں آتے، جو کہوں نے پرانی ایک آف نیشنز پر تیسروں کے ہونے اپنے کسی مضمون میں لکھا تھا کہ "صحیت: قوم (LEAGUE OF NATIONS) فن عروض کی بحر کی طرح مخلص، مہک، خرچے جس میں پانی کا دم دنگ نہ ہو" اگر ہم بے پانی کا سمندر بنیں تو ہم پر ہزار حریف، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کسی مدد کی امید نہیں رکھنی چاہئے، ہر کام خداوندی میں تو ایمان ہی کا وزن ہوتا ہے، ایمان ہی کی قدر اور ایمان ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پھر سے اسلامی قدروں کو سینے سے لگانے کی توفیق عطا فرمائے، ہم اس کی طرف جھکیں اور اس کے ماسوا سے ڈریں، ہم اس کے دین کے وقار و نہیں اس کے پیغام پر فخر و تکرار کریں، ہم اپنی زندگی کو اسلام سے جوڑ دیں، پیغام اسلام سے جوڑ دیں، ایمان سے جوڑ دیں، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس دولت سے سرفراز فرمائے، اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیۡنَ ؕ

# عصری تعلیم حاصل کرنے والے مسلم نوجوانوں سے مستقبل کی پیشن گوئی

پہلے ۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء میں لندن (برطانیہ) کے اسلامک سینٹر SLAMC  
CENTRE نے جو بحث منعقد کئے گئے فیلڈ جہ سے میں نے اپنی قیمتی تصدیق حاصل کی۔  
پاکستان اور عرب ممالک کے نوجوانوں کی مشترکہ رائے تھی۔

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سید الانبیاء  
و المرسلین و علی آله واصحابہ اجمعین و من تبعہم باحسان  
و دعویٰ بعدونہم لیس و فی الذلیر و بعد

میرے دوستو عزیز! میں نے کوئی وہی باتوں سے خبردار نہیں کیا جو میں نے  
چنانچہ کوئی کرنے کا شوق نہیں میں اس وقت ضرور ایک پیشین گوئی کرنا چاہتا ہوں، ضرور  
یہ کہ آپ کے سب لہجہ میں بہت سے ایسے نوجوان ہیں جو اپنے اپنے ملکوں کی تمام  
قیادت، تھوڑے میں سے، اور کہ بڑی اہم ذمہ داروں میں سنبھال لیں گے۔ آپ یہاں  
تعلیم حاصل کر رہے ہیں انہیں آپ کے ملکوں میں قیادت کی سند دینا اور زندگی کی  
کوہوں آپ کی منتظر ہیں۔ میں آپ کی رائے پر تحقیق کی لکھنؤ اور اصول میں آپ  
سے درخواستیں متقبل کرنا لگیں، ہمارے اسی زمانہ میں کسی ملک کی قیادت حاصل کرنے کے  
نے اور کسی ملک کو جو اپنے اقتدار، نظام میں بیٹے کے لئے زور دینا، اور کوہ کے جو  
کی ضرورت تھی، علماء، مریدین، خاں، دیوانوں نے لوگ شمشیر سے لکھنؤ میں اور جو  
تہہ سزا دیا، اب میں۔۔۔ ان کی قوت کافی نہیں، اس وقت قیامت اور قہر کے لئے علم

کی طاقت کی ضرورت ہے، اس وقت دنیا سے تمام ترقی یافتہ ممالک اور خود اسٹائی ممالک جمہوریت کے جس راستہ پر چل رہے ہیں، اور جن حالات و مسائل کا ان کو سامنا ہے ان کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان ملکوں کی سربراہی ورن کی قیادت وہی لوگ کریں گے، جو جدید علوم سے واقف ہیں، مغربی زبانوں میں مہارت رکھتے ہیں، اور جن کو جدید جمہور نظام میں اقتدار کے منصب تک پہنچنے کے لئے ضروری وسائل و موقع حاصل ہیں اس کی بناء پر یہ امید کی جاسکتی ہے کہ آپ اپنی ان صلاحیتوں، ور خصوصیتوں کی وجہ سے اہم و اہم کی ان جگہوں تک پہنچیں گے اور آپ کو اپنے ملک و قوم کی خدمت کرنے کا موقع ملے گا۔ یہ آپ کے لئے ایک بڑا نازک امتحان ہے، ان ملکوں کی قسمت بڑی حد تک آپ سے وابستہ ہے، اور ان کے مستقبل کا اٹھ مار آپ پر ہے۔

دنیا کے اسلام کا مسئلہ:

میرے دوستو اور عزیزو! آپ جن ملکوں سے آئے ہیں، اور جہاں آپ لو اپنی تعلیم کی تکمیل کر کے واپس جانا ہے، یہ ملک عرصہ سے مسلمان ملک ہیں، اور وہ اب بھی اپنے اسلام پر قائم ہیں، اور آئندہ بھی ان کا اسلام پر قائم رہنے کا ارادہ ہے، یہ اسلام ان کو بڑی قربانیوں سے حاصل ہوا ہے، اس لئے ان کو انتہائی محنت ہے، اور ان کی نظر میں نہایت قیمتی ہے، ان ملکوں میں مسلمانوں کی بڑی تعلیم تعداد ہے، ان میں سے بہت سے ممالک اپنی آبادی اور مردم شماری کے لحاظ سے یورپ کے بڑے بڑے ملکوں سے بھی بڑے ہیں، اس قدر قوت و کثرت کے ساتھ کہ ماسویہ ملک خدا کی پیدا کی ہوئی دولتوں، خیروں اور بیش باخراؤوں سے مالا مال ہیں، یہ قدرتی دولتیں اور خزانے ہیں جن کے بغیر مغرب کی گاڑی بھی نہیں چلتی، انہوں نے موجودہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی نئی طاقت بخشی ہے، اس سے وہ خام کے لے لے کر کوئی ملک اسلامی ممالک کا ہمسر نہیں۔

اسی طرح سے ان ملکوں کی مسلمان اقدار انسانی صلاحیتوں، زندگی کی قوانینوں اور اخلاقی حقائق سے بھرپور ہیں، ان میں اب بھی وہی قوت عمل، بندہ پر تہائی، ذوق ایثار،

ملی۔ ایسی اہمیتوں کی حامل ہے، جو دنیا کی کسی قوم میں پایا نہیں جاتا۔

جن لوگوں نے دنیا کی سیاست کی ہے، اور وہ دہریہ کی مختلف قوموں اور عوام کی تجربہ رکھتے ہیں، ان کو کہنا ہے کہ ان اسلامی ممالک کے مسلمان عوام سے ان کے خواہشات نہیں، ان میں اتنی زندگی کا عنصر نہیں ہے، وہ اب بھی کسی مقصد کے لئے جان دے سکتے ہیں، اور ان کو فتح قیادت مل جائے تو وہ اب بھی دنیا کی ایک عظیم طاقت بن سکتے ہیں، ان کا ماحول، ان کی مادی، ان کا اعتماد، ان کی نرم جوش اور ان کا ہندہ طاقت اب بھی کسی قوم میں پایا نہیں جاتا، لیکن یہ انتہائی قصوں کا ثبوت ہے کہ ان کی یہ صلاحیتیں عرصہ سے مدفع ہو رہی ہیں، ان لوگوں کی قیادتیں LEADERSHIP ان سے بالکل بے خبر ہیں، ان سے پناہ اٹھانے اور ان کو روک رکھنے کی یہ صلاحیت ہے نہ وہ۔

آخر اجماع سے بچ چکے ہیں۔ اس وقت دنیا کے اسلام کا سب سے اہم اور عمومی مسئلہ کیا ہے تو میں اس وقت کے ذخیرے کے ذریعہ اس کے مسلمان عوام اور ان کے قائد ہیں۔ وہ مسئلہ یہ کہ فرق و تفاوت اور دو جہتی افکار پر مبنی امور کے۔ لیکن اس وقت یہ اسلامی ممالک میں بڑے عوام مسلمان ہیں، وہ اسلام پر ہی جیون اور عزت رکھتے ہیں، وہ خدائی زبانوں سے خطاب کرتے ہیں، ان کے پاس خدا اور رسول، حریت اور عدالت، حق اور شہادت، ایمان، انجی اور اجر و ثواب کے سامان کے لئے کوئی چیز شش وز مینیت نہیں رہتی، مذہبی بدعت اور عمرے کے سوا کوئی چیز ان کے خون میں نہری۔ ان کے جسم میں حریت اور ان کے اندر سرکش رہی اور بے غورانی کی نیتوں نہیں پیدا رہتی اور ان میں ایسا آواز نہیں ہے، سبکی و دلیلیں بھی، اور یہی وہ عنصر تھا جس نے الجہاد کے مسئلوں کو بے غور، دین اور ان سے دور، دینی مسائل کی نظیر مانی، مگر کل ہے ایسی کسی سہرے پر ملک کی جنگ آزادی لڑی گئی، یہ مسلمان شریعت اور اسلامی قانون سے بہت رکھتے ہیں، اور ان کے اعلیٰ اور افضل بننے کے فائل ہیں، ان کو اسلامی اور شریعت اور تہذیب سے محبت ہے، وہ اپنے ان طبقوں میں شریعت کے اذکار کو مانگا، اسلامی دین کی گورنر کو دیکھا اور اللہ کے نام پر ان

یا چاہتے ہیں، اس کے ساتھ کوئی چیز سے بچیں نہیں۔

ایک عظیم المیہ:

میرے دوست اور عزیز، انکس برٹش سے جس طبقے نے ہاتھوں میں ان کی کیاست و برکت لی، ہے اور جو ان کے گھرانے اور راعی بنے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت ان کے ان فائدہ و عید باقی اسی زمانہ میں سے بالکل الگ حاصل میں ہوئی ہے، ان کے ذہن کا اس نچے بالکل الگ چورس ہے، ان کی تعلیم و تربیت ان کے شہر و دیہاتوں میں ہوئی ہے، آپ اس وقت پر غور ہے کہ ان کے اساتذہ و مغرب نے ان کی زبان پر یہ بات نہیں کر دی ہے کہ اسلام کا دور ختم ہو گیا، اس نے اپنے اس محدود، حواس اور فطرتی یافتہ دنیا میں جس میں اس کا غلبہ ہو تھا، کسی قدر مفید خدمات انجام دی، لیکن اب اس ترقی یافتہ دنیا اور اس وسیع معاشرہ کے لئے اس کے پاس کوئی پیکار نہیں، اور اب وہ اس دنیا کوئی دنیا میں کسی طرح فٹ نہیں ہو سکتا، اس قدر انوسر کی بات ہے کہ قومیں تو یہی پیرہ شمس مسان ہوں کہ ان میں آج بھی محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، قس بن صیر اور محمد قاسم پیدا ہو سکتے ہیں، لیکن جو لوگ قوموں کی بات ہو سکتا ہے، لے نوئے ہیں، ان کا اسلام پر سے اقتدار اٹھ چکا ہے، اور وہ اسلام کے مستقبل سے بے یاس ہیں، اور ان کو ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں، یہ لوگ جو پوری تعلیم گاہوں میں اس لئے آئے تھے کہ یورپ سے اپنے وراثت و فلاح حاصل کریں، جن سے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچے، یہ یورپ اس لئے آئے تھے کہ یہاں سے سائنس، ٹیکنالوجی، صنعت، اور اس طرح کے دوسرے فنون حاصل کریں، جن میں یورپ کو مشرق پر پورا حقوق حاصل ہے، مگر وہ انکس اسلام سے لئے سب سے زیادہ اور اس میں مقاصد کا خالی درگاہ دیکھیں۔

حق سونہر کی نظر درست:

میرے عزیز، اب یورپ اس لئے آئے تھے کہ یہاں سے علم حاصل کر کے مشرق و مغرب کے درمیان ایک نئی ابر سونہر بنیں، لیکن سونہر سونہر مشرق و مغرب کے





كَفَرُوا بِكُمْ وَتَدَّابُنَا لَكُمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْعُنْتُنَا أَسَدُ حَتَّىٰ

تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَالْمُسْلِمُونَ

انہم تمہارے منکر میں اور ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض و عداوت ظاہر ہو گیا، پس تم خدا سے واحد پر ایمان لاؤ۔

لیکن وہ لوگ جن کو ان کے نبی بات مانی آتی ہو کہ مغرب نے تو مسیح کیا، یہ لوگ مشرق کے کام نہیں آتے۔

اس وقت مشرق کو ان بلند حوصلہ، بیباک اور جری نوجوانوں کی ضرورت ہے جو مغرب کی آنکھوں سے آنکھیں ملا سکیں۔

مغرب کے ان حاشیہ برادروں کی کوئی قیمت نہیں، جنہوں نے مغرب کو اپنا سرور پر سوار کر لیا ہے، وہ مغرب کے سامنے سر ہٹاتے ہیں اور مشرق کو اپنے جہوں سے روندتے ہیں مگر انکو دینشیا اور معروغیہ کے موجود وقتہ کسی جہت اند کر رہا اور کسی تخلیقی قابلیت کا ثبوت نہیں دے سکے آپ کی منزل ان سے بہت آگے جا چاہئے انہوں نے مغربی افکار و افکار کے قدموں پر سب کچھ قربان کر دیا، اور اس کے بدلہ میں مشرق کے لئے جو بیکہ حاصل کی وہ قربان کی ہوئی دولت کے آگے کوئی قیمت نہیں رکھتی۔

صرف سائنس دانوں اور انجینئرز ہونا کافی نہیں:

مزید آپ کو یہ سمجھنا چاہئے کہ آپ کو جنہوں نے یہاں بھیجا ہے ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ آپ صرف انجینئرز سائنس دان، انجینئرس، انجینئرز، انجینئرز، انجینئرز اور غربی زبانوں اور ادبیات کے انجینئرز بن کر جائیں۔

اگر آپ صرف سائنس دان، انجینئرز اور صرف قانون دان بنے تو آپ نے ملک کو صحیح فائدہ نہیں پہنچایا۔ آپ کو ان علوم میں بہت حد تک قابلیت پیدا کرنی چاہئے اگر آپ قانون کے طالب علم ہیں تو آپ کو اسلامی قانون پر عبور حاصل کرنا چاہئے اور دنیا کے اصول قانون کا ممبر بننا اور ان کے اسلامی قانون کی برتری ثابت کرنی چاہئے آپ کو اپنے

مسئلہ میں جانا تو چاہئے۔ فوراً کال کر کے کہہ دو کہ اب وہ اس وقت پہنچے۔ وہ چلے  
 آئی۔ وہ نے اس وقت بھی اس کے پاس تھی۔

۱۔ آپ نے مشرق میں پورا پورا مغرب سے پانچ سو سو چوبیس ہزار سال پہلے قومنوں کو دیکھا، وہ ایک شایعہ و اقوامتہ کی تھیں، آپ نے یہاں سے وہیں جا کر اپنے صحابوں کو لے کر ایک طرف سے یہاں کیا کیا، ان کی قیمت کا کیا کرنا ہے، وہ ان کی زندگی کے لئے یہاں کا ہی سمجھ ہیں، اس طرح مغرب ہی کو سنائی دیا، یہاں ہیں جو اس کے وقت کو سنائی دیا، یہاں ہیں، وہ شیعہ کی ایک جماعت ہیں، ان کے ہمیں کسی کی کوئی خبر نہیں ہے، یہاں کی کوئی چیز نہیں ہے، ان کے مشرق کو اس کی تفصیل کے لئے یہاں سے لے کر اس کا مغرب کے وقت سے واقفدار ہے، کوئی تفصیل نہیں۔

ابھی آپ بہت چھوڑ گئے ہیں۔

میرے جہانوں میں یہ بات اعلیٰ اور اچھی لگتا ہے۔ دیکھیں کہ کائنات کی اس قدر شرفی  
شہر کے قلعہ میں سے جاننے والے، انسانی قیامت میں جاننا نہ چاہتے ہیں۔ یہ بعد  
از وقت بات ہوئی، یہاں یہ باتیں نچے وقت تک چلائے، انہیں غلام و غلام کے  
میں چلے یہاں دیکھتے ہیں، اور وہاں ہر اور انسانی شرف کے لئے ہیں ان کے لئے جس نے  
اس کے لئے یہ جاننے چاہتے ہیں، انہیں یہاں اس بات کے جاننے کے لئے یہ جتنی اور اصل  
کرتیں نہ لے کر، آپ نے وہاں کے علم کے لئے کہ وہ وہاں جیتے، آپ نے انہیں تو میری قیامت  
لگتی ہے، اور آپ نے انہیں تو میری قیامت کے لئے اور قیامت کے لئے انہیں پیدا کرنا ہے۔  
وہ آپ کے لئے ہیں اور انہیں انہیں ہی جاننا ہے اور انہیں ہی جاننا ہے اور انہیں ہی  
انہیں ہی جاننا ہے اور انہیں ہی جاننا ہے اور انہیں ہی جاننا ہے اور انہیں ہی جاننا ہے۔

— 24 —

یہ نوجوانوں پر، ان کے والدین، معززیت پر، اور اسلام ملک میں اٹلی



موسم بہار

[illegible][illegible]

دب تک سوانحی میں برائی کا روتان اور بگاڑ کی صلاحیت خدو  
نولی اس کو بگاڑ نہیں سکتا

بہارِ نبویؐ : ۱۰۰



ہیں، اپنے انسان، یہ سمجھ رہے ہیں جو اپنے اپنے مسائل اور سختیوں کو دیکھنے کے لئے نور میں دیکھتے ہیں اور وہ وہی وہ دیکھنے کے لئے ان کی آنکھیں بھی بند ہو جاتی ہیں بعض لوگ وہ جھٹکتے دیکھتے ہیں ایک سے اپنے نور دیکھتے ہیں دوسری سے قہام دینا کو دیکھتے ہیں، انہیں نظر بھی نہیں آتا کہ انسان کہاں ہیں میرا اندازہ ہے کہ ان کے پاس وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے ذریعہ کو اپنے لئے آسان سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں، ان کو اپنی دکان پر بہت اور دوسروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اصلاح اور مسدود کی مختلف تہاویں اور تہاویں ہے:

دینا کے مختلف انسانوں کے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق زندگی کے مسدود کے مسئلے پر سوچتے اور ان پر عمل کرنا شروع کرنا ہے۔

انہیں نے کہا کہ ساری غریبیوں کی چیز ہے کہ انسان کو بیٹ بھرا کہنے کو نہیں دیتا، یہی زندگی کا سب سے بڑا راز ہے، انہوں نے اس مسئلہ کو اپنا مشن بنالیا، اس کے نتیجے میں پاپ اور بڑا سا پینٹ لوٹ مڑ رہے تھے، پاپ بھی اسی لحاظ سے کمزور تھا، انہوں نے سب نوان کے نکالنے دیئے اور قوت حیات (VITALITY) بڑھائی تو ان کے پاپ بھی کمزور ہو گئے، دل پر انہیں بھی بڑا لگتا تھا، انہیں بڑا جھٹکا تھا، طاقت بڑھ گئی، مے پھری پیدا ہو گئی فرق اکابر اک پپے پپے پپے پپے میں پاپ ہوتے تھے، سب زرق برق ابوس میں پاپ ہونے لگے، پہلے بڑے اور اب بڑے ہر باتوں سے گن دھوتے تھے، اب طاقتور اور دیرینہ مند باتیں، انہیں سے اندازہ ہونے لگے۔

انہیں نے کہا تعلیم کا انتظام کیا جائے، انہوں نے ان کی چیز ہے اور قیامت پر وہی دیکھیں وہی ہے، علم بڑا سا لوگوں کے علم کے مسائل حاصل کئے اور نئی نئی زبانیں سیکھیں لیکن جن کا نتیجہ فائدہ دینا یہ طاقتور اور دل کے اندر پاپ بڑا ہوا تھا، انہوں نے علم کو فائدہ اور تحریک کا ذریعہ بنالیا، پہلی بات ہے کہ انہیں کو لو باری کا فتنہ آجائے تو وہ تجویز تو رہا نکلتے تھے، اب انہیں میں خدا کا خوف اور انسانی بھلائی کا رجحان نہیں ہے اور ظلم و ستم اس

کے خیر میں پڑا ہوا ہے تو ہم اس کے ہاتھ میں ظلم اور فتنہ و فساد کا آلہ دے دے گا اور اس کو  
انکار اور چوری کے لئے ڈھنگ کا سامان دے گا۔

بعض لوگوں نے تعلیم کو اصلاح کا ذریعہ سمجھا اور اپنی ساری قوتیں لوگوں کی تنظیم پر  
صرف کیں نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے افراد کا ایک ٹکڑا ہوا مجموعہ تیار ہو گیا، جو کام وہاں تک  
غیر منظم طریقہ پر ہوتے تھے، اب منظم طریقہ پر ہونے لگے، اب ملازمت اور تنظیم کے  
ساتھ منظم چوریوں کو دے لیں، لوگوں نے اخلاقی تربیت دل اور ضمیر کی اصلاح کی طرف  
توجہ کی نہیں، جیسے بڑے بڑے لوگ تھے، ان کو منظم کرنے ہی کو کام سمجھا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ  
اخلاقی کوتاہی حاصل ہو گئی، میں دیکھوں گا کہ ان کو لوگوں اور چوروں اور بد اخلاقوں کی تنظیم  
تہہ پہنچا دیا جائے گا۔

کسی نے کہا کہ زبانوں کا اختلاف اور رسم و رواج کی بڑے بڑے زبان و ملک اور  
مشترک ہونی چاہئے، اس ملک کی ترقی تو مہجرتی خوش حالی اور انسانیت کی خدمت ہے۔  
نیکو آراء لوگ نہ بد نہیں، خیالات نہ بد نہیں، دلوں کی خواہشات اور اندر کے رجحانات نہ  
بد نہیں تو زبان کے بدل جانے یا دلی کے ایک ہو جانے سے کیا خاص فائدہ ہوگا، جس  
لئے کہ اگر ساری دنیا کے چور اور جرائم پیشہ ایک بولی بولنے لگیں اور ایک ہی زبان اختیار  
کر لیں تو اس سے دنیا کو کیا فائدہ ہوگا اور اس سے چوری اور جرائم کا کیا سد پاب ہوگا میں  
تو سمجھتا ہوں کہ اس سے نہایت اس کے کہ چوری اور جرائم کم ہوں، زیادہ ہوں گے اور  
جہرم کی شہادت میں اور وقت ہوگی۔

کسی نے کہا کہ وقت کا سب سے بڑا کام اور انسانیت کی سب سے بڑی خدمت  
یہ ہے کہ کلچر ایک ہو جائے، مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں ہندوؤں میں نہیں مگر انہیں  
مکراتی ہے، ہم چور، دہلیز، عیادت کا مہلک جذبہ نکراتا ہے، ہمارے بہت سے بدنام  
سب سے بڑے سمجھے گئے ہیں کہ ان تمام دنیا کا کلچر ایک ہو جائے تو انسانیت کی ناز پارک  
جائے گی، اگر چور، ملک کا کلچر ایک ہو جائے تو اس ملک کے رہنے والے شہر و قلعہ  
ہو جائیں گے لیکن، ہستو! کلچر ایک ہونا مفید نہیں، دل کا ایک ہونا مفید ہے، کہنے والے

... ..

[illegible][illegible]

وہاں کی تہہ می سے بوجھ زمین کی تہہ میں نہیں ہوتا تھا۔

[illegible]

پوری دنیا میں ہمارے ساتھ ہیں:

...میں نے ان کو دیکھا تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا گھر تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا گھر تھا۔



یہ سب دل کا تصور ہے، انسان کا دل بگڑ گیا ہے، اس کے اندر چوری، ظلم، دغا بازی کا جذبہ اور ہوس پیدا ہو گئی ہے، اس کے اندر خواہش کا مغربیت ہے جو ہر وقت اس کو تیار رہا ہے، اور وہ بچے کی طرح اس کے اشارے پر حرکت کر رہا ہے پیغمبر کہتے ہیں کہ ساری خرابیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان پانی ہو گیا ہے، اس کے اندر برائی کا جذبہ اور اس کا زبردست میلان پیدا ہو گیا ہے، اس لئے سب سے ضروری اور مقدم کام یہ ہے کہ اس کے دل کی اصلاح کیا جائے اور اس کے من کو مٹھایا جائے۔

وہ لوگوں کو فائدہ نہ دے، دیکھتے ہیں، اس منہر سے دن کا دل جس قدر ڈکھتا ہے، دنیا میں کسی کا نہیں دکھتا، ان کو کھانا پینا دشوار ہو جاتا ہے، مگر وہ حقیقت پسند ہوتے ہیں، وہ یہ نہیں کرتے کہ اسی کو مسئلہ بنا کر اس کے پیچھے پڑ جائیں، اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خرابی کا نتیجہ ہے خرابی کی جڑ نہیں وہ جانتے ہیں کہ اس لوگوں کے پیٹ بھرنے کا سامان کر دیا جائے اور زائد غلے لے کر بھوکوں کو دے دیا جائے تو یہ ایک وقتی اور سطحی انتظام ہوگا۔ وہ ایسی تفسا اور ایسے حالات پیدا کرتے ہیں کہ لوگوں سے دوسروں کی بھوک دکھی نہ جائے اور خود اپنے گھر سے غلے لے کر لوگوں کے پاس ڈال جائیں۔

اس کے برخلاف لوگ ایسے حالات پیدا کرتے جاتے ہیں کہ غلہ ہسکتا اور ایک جگہ جمع ہوتا چلا جائے، یاد رکھئے کہ اگر رویت میں تبدیلی نہیں ہوئی اور غلہ کی تقسیم یا رسد کا انتظام نہ کر دیا گیا تو اس کے بعد بھی لوگوں کو ایسا فن معلوم ہے کہ دوسروں کی جھولی کے دانے ان کی جھولی میں آجائیں، اور دولت ہر طرف سے سمٹ کر ان کے قدموں سے لگ جائے، آپ نے شاید الف لینن کا قصہ پڑھا ہو کہ سنہ باد جہازی اپنے ایک سفر میں ایک مقام پر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ جہاز کا کپتان بہت فکر مند اور غمگین ہے۔ سنہ بانے سبب پوچھا تو جہاز کے مآخذ نے بتلایا کہ ہم غلطی سے ایک ایسے مقام پر آ گئے ہیں، جہاں سے قریب مضافات کا ایک پہاڑ ہے، ابھی تھوڑی دیر میں ہمارا جہاز اس کی قریب پہنچ جائے گا مضافات میں وہ ہے جو کھینچتا ہے، جب وہ پہاڑ کشش کرے گا تو جہاز کی سب ٹیلیں اور تختوں کے قبضے نکل کر پہاڑ سے جا ملیں گے اور جہاز کا بند بند جدا ہو جائے گا اس وقت

ہمارا جہاز ڈوبنے سے نہ بچ سکے گا، چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا، مقناطیس نے بوجے کو کھینچنا شروع کیا اور جہاز میں جتنا بھی لوہے کا سامان تھا سب کھینچ کر پہاڑ پر پہنچ گیا اور دیکھئے دیکھئے جہاز غرق ہو گیا، خوش قسمت سند باد ایک بہتے ہوئے تختے کے سہارا سب کسی جزیرے میں پہنچ گئے اور اس کی جاننا پگئی۔

یہ قصہ غلط ہو یا سچ اس سے مجھے کچھ سروکار نہیں، مگر مجھے آپ کو یہ بتانا تھا کہ ہماری سوسائٹی میں بھی مقناطیس صفت سرمایہ ور اور تاجر موجود ہیں، انہیں آپ بھی میگنٹ (MAGNET) کہتے ہیں، وہ ایسی سازش کرتے ہیں کہ دولت سمت کر ان کے گھر میں آ جاتی ہے، وہ دایہ معاشی جال پھیلاتے ہیں کہ لوگ چارونا چار سب کچھ ان کی بھون میں ڈال دیتے ہیں، اور اپنے وسائل زندگی اور ضروریات ان کے سپرد کر کے پھر غربت اور فاقہ کشی کی زندگی گزارنے لگتے ہیں، پھر غمیر قلب کی مابیت بدن دیتے ہیں، وہ انسان کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرتے ہیں کہ وہ دوسرے انسان کی فاقہ کشی کو نہ دیکھ سکے، وہ اس کے اندر ایثار کی روح اور قربانی کا جذبہ اور اچھی انسانی ہمدردی پیدا کرتے ہیں، اس کو دوسروں کی زندگی اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہو جاتی ہے، وہ اپنی جان کھو کر دوسروں کی زندگی بچانا چاہتا ہے، ہا اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر دوسروں کا پیٹ بھرنا چاہتا ہے، وہ خطروں میں اپنے کو ڈال کر دوسروں کو خطروں سے محفوظ کرنا چاہتا ہے۔

ایثار کے دو واقعے۔

میرے عزیزو! آپ میرے ان لفظوں پر تعجب نہ کریں، یہ سب تاریخ کے واقعات ہیں، ہماری آپ کی اسی دنیا میں ایسا ہو چکا ہے، تاریخ میں ایسے واقعات گزرے ہیں، جو ان فرضی قصوں اور افسانوں سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور تعجب خیز ہیں، جو آج فلموں میں اور سکرین پر دکھائے جاتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں آمد کے کچھ عرصہ بعد کا واقعہ ہے کہ ایک مسلمان اپنے ایک دشمنی بھائی کی تحاش میں پانی لے کر نکلے کہ شاید پانی کی ضرورت ہو تو وہاں کی

خدمت کروں، رزمیوں میں ان کو اپنے بھائی نظر آ گئے جو رخصوں سے بڑھ چال اور پیاس سے بے قرار تھے، انہوں نے پیالہ بھر کر پیش کیا تو رزمی بھائی نے ایک دوسرے رزمی کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے ان کو پلہ ڈاؤں کر دینا۔ یہ واقعہ ہمیں ختم ہو جانا تب بھی انسانیت کی بلندی کے لئے کافی تھا اور تاریخ کا ایک یادگار واقعہ ہوتا لیکن یہ واقعہ ہمیں ختم نہیں ہوتا، جب اس رزمی کے سامنے پیالہ پیش کیا گیا تو اس نے تیسرے رزمی کی طرف اشارہ کیا، اس طرح ہر رزمی اپنے پاس واسلے رزمی کی طرف اشارہ کرتا رہا، یہاں تک کہ پیالہ چکر کاٹ کر پہلے رزمی کی طرف پہنچا تو وہ مبتوز چکا تھا، دوسرے کے پاس پہنچا تو وہ بھی رخصت ہو چکا تھا، اسی طرح سے سینے بعد دیگرے یہ سب رزمی دنیا سے چھ گئے لیکن تاریخ پر اپنا ایک نقش چھوڑ گئے، آج جب کہ بھائی بھائی کا پیٹ کاٹ رہا ہے، اور ایک انسان دوسرے انسان کے منہ سے روٹی کا ٹکڑا اچھین رہا ہے، یہ واقعہ رزمی کا ایک پیمانہ ہے۔

ایک دفعہ محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مہمان آئے، آپ کے یہاں کچھ کھانے کو نہیں تھا، آپ نے فرمایا ان کو کون اپنے گھر لے جائے گا، ایک صحابی حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے اپنے کو پیش کیا اور مہمانوں کو لے گئے، گھر میں کھانا کم تھا، گھر میں یہ مشورہ ہوا کہ بچوں کو سلا دیا جائے گا اور کھانا مہمانوں کے سامنے رکھ کر چلے اور بھجوا دیا جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، مہمانوں نے خشم یہ ہو کر کھایا اور ابو طلحہ بھوکے اٹھ گئے، مہمانوں کو اند میرے میں پتہ چھنے نہیں پایا کہ ان کا میزبان کھانے میں شریک نہیں ہے اور وہ خالی ہاتھ منہ تنک لے جاتے رہے ہیں۔

انسانیت کا درخت اندر سے سرسبز ہوگا:

جیسے پھر انسان کے اندر تہذیبی پیدا کرتے ہیں، وہ نظام بدلنے کے اتنی کوشش نہیں کرتے، جتنے مزاج بدلنے کی کوشش کرتے ہیں، نظام ہمیشہ حراج کے تابع رہا ہے، اگر دلی نہیں بدلتا، مزاج نہیں بدلتا تو کچھ نہیں بدلتا، لوگ کہتے ہیں کہ دنیا خراب ہے، زمانہ خراب ہے، میں کہتا ہوں یہ کچھ نہیں، بلکہ انسان خراب ہے، کیا زمین کی حالت میں فرق



کمر کے یہ ثابت کر دیتی ہے کہ ہم معدہ پوٹ ایو بر کے غلام نہیں، وہ زبان حال سے اعلان کرتی ہے کہ وہ غم پرست، شوق پرست، دوست پرست، با دشمن پرست یا اہل و عیال پرست نہیں، وہ بے تکلف ایسی قوم ہے جس میں آئی، انسانیت کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

اگر کسی ملک میں ایسی قوم پیدا ہوتی ہے کہ سب کو نفع پہنچائے اور خود کو بھول جائے تو وہ انسانیت کو مددگار بنتی ہے، تاریخ ثابت ہے کہ بڑے بڑے انسانیت کے خیر خواہ گزرے ہیں، لیکن نہ کسی انتحار پر آپ یہ یائیں گے کہ انہوں نے بڑا خرابا اپنا انتظام کر لیا، ایت بے شمار قوم کے شیوخ گزرتے ہیں جنہوں نے قومی مددگار کا کام بڑی مشکلات میں شروع کیا، جیسے کانٹوں میں لپکا خرچیل سے نکل کر حکومت کی ترسیوں پر جا بیٹھے، ان کا یہ حق تھا انہیں مبارک ہو۔

خیمبروں کی زندگی:

دوستو! لیکن اللہ کے خیمبروں سے بے باغ چلے گئے، انہوں نے دنیا کے آرام کی خاطر اپنا پیشہ چھوڑ دیا، انہوں نے سو فی صدی دوسروں کے فائدے میں بے آرام زندگی گزاری اور ایک فی صدی بھی اپنا فائدہ نہیں اٹھایا، وہ اور ان کے سہانی اور ساتھی جہاں سے گزرے دنیا کو نہال کر دیں، دنیا آج تک ان کے لگائے ہوئے باغ کا پھل کھا رہی ہے، بسے انہوں نے اپنے خون سے شہنشاہ تھا، جو دوسروں کے گھر میں چراغوں کر گئے، لیکن ان کے گھر میں دنیا سے جاتے وقت اندھیرا تھا، محمد رسول اللہ ﷺ کی عیال کی بوٹی روشنی بھونچ رہی اور شاہی گھوڑوں میں یکساں جھوکی، لیکن جاتے ہوئے ان کے گھر کا چراغ مالتے ہوئے تیل سے جلا رہا تھا، حالانکہ مدینہ کے سنگڑوں گھروں میں انیس کا جلا یا ہوا چراغ جل رہا تھا، آپ فرماتے تھے "نحن معشر الانبياء لا نربح ولا ندر" ہمارا سود کتنا صدقہ؟ (ہم پیغمبر نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سب غریبوں کا حق ہے) اس سے بڑھ کر آپ کا ارشاد تھا کہ جو کوئی مر گیا، وہ وہ کچھ ترک چھوڑ گیا، وہ اس کے ورثہ کو مبارک ہو، ہم اس سے ایک

پیسہ نہیں لیں گے لیکن جو غرض چھوڑ کر دیا ہے، آج اور صرف اس لئے ہے، اسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو دینا ہے کسی بادشاہ کو یہ قاعدہ ہے یہ نہ تو چھوڑا ہے؟ آپ کی زندگی انسانیت کا شاہکار ہے۔ آپ کو دنیا کے مسائل ایسے نمونے پیش کر گئے جس میں سوالے ایسا رو بہ منت اور دوسروں کے غم میں چھلنے کے کہیں اپنی ذاتی برادری کا نہ نظر نہیں آتا۔ آپ عرب کے داماد بادشاہ تھے، بلوں پر ان کی بادشاہی تھی، لیکن انیسویں صدی میں چلنے والے بے منت چلے گئے، آپ میں نہیں بلکہ جو بقا آپ سے قریب تھا، اتنا ہی وہ خطرہ ہے۔ سے قریب دور کا کدو۔ یہ دور تھا، اپنی گھر والیوں کے حق الاعلان کیا کہ ان کی برادری کی برادری اور مشق چھوٹی ہو تو ہم کو کچھ دے، لا کر اچھی طرح سے تمہارے کدو کو درخت نہ دیں گے، ہم ہاں واپس جاتا ہوں۔ راستہ و آرام کی زندگی گزارا، اور ہم سے غار کی فطرت لے کر، ہمارے ساتھ رہنا ہے تو اور کدو، فطرتی برادری، کتاب۔ یہی اس سحر کا عقد ہے اور اس پر اللہ نے ہاں سے انعام کیا۔

دوستو! ہم چاہتے ہیں کہ پھر یہی زندگی۔ ہم، انسانیت کی بے نوٹ خدمت اور بے غرض محبت کا رواج ہو، پھر دوسروں کے نفع کے لئے اپنے نقصان کو ترجیح دی جائے۔ پھر ایسی قہر پیدا ہو جو ظلم کے موقع پر پیش پیش اور غلطی کے موقع پر دور اور نھر آئے۔

خواہشات کی تسکین سکون کا راہ نہیں:

دوستو! بھائی! آج دنیا کی ساری ریاستیں اور حکومتیں اس محور پر گھوم رہی ہیں کہ قوموں اور طبقوں کو سرفروغ سے مطمئن کیا جائے اور خواہشات کی تسکین کی جائے لیکن انسانی فرائض، یہ احساس، تسکین کا راہ نہیں، یہاں ایک فرد کی خواہشات بھی پوری ہونا مشکل ہے، خواہشات کا یہ حال ہے کہ وہ انسان میں، اور دنیا کا یہ حال ہے کہ وہ محدود اور مختصر اور کمزور انسانوں میں منتشر ہے، اللہ کی دنیا میں تسکین کتنے تو اس دنیا میں اور حقیقت یہ کہ دنیا کی منہ گلی خواہشات کو بھی چرنا کرنے کی گنجائش نہیں، یہاں انسانی الہام ہو سکتا ہو، چوری نہیں ہوتی، یہاں نفس کی تسکین کا تو ہمیشہ مند اور بیکار رہتا رہا ہے۔

دہرائے معاشی شک آبی سے ہوا خشک

میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

آج دنیا کے بڑے رہنمایہ کو مر رہے ہیں کہ انسانی خواہشات سب چاتر اور فطری

ہیں سب کو پورا ہونا چاہئے اور اسی پر ساری دنیا میں عمل ہو رہا ہے۔

دوستو! یہی بنیادی غلطی ہے، خواہشات کی تسکین اور تکمیل سے انسانیت کی تشنگی نہیں

ہو سکتی، خواہشات کی تسکین سے خواہشات میں کمی، اور قلب میں سکون پیدا نہیں ہوگا، یہ

تو سمندر کا پانی ہے، جس قدر اس سے پیاس بجھائیے گا، پیاس بھڑکے گی، آج ساری

دنیا میں حکومتیں اور رے اور تہذیبیں اسی فساد کے مطابق کام کر رہی ہیں کہ انسانوں کی صحیح

و غلط خواہشات کی تسکین کا سامان کیا جائے، تو میں، صحت، جسم اور افراد جو کچھ مانگیں ان

کو دیا جائے، اس سے سکون پیدا ہوگا، امن قائم ہوگا لیکن نتیجہ بالکل اٹلا ہے، آج ہر

طرف آگ لگی ہوئی ہے، بولی کی لگی کسی سے بچھتی نہیں، خواہشات کا ایک الاؤ چل رہا ہے

، اور اس میں ہر قوم ایندھن ڈالتی چلی جا رہی ہے اور اس کو ہوا دیکھتی ہے، آج اس کے

شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے ہیں اور قوموں اور ملکوں کی طرف پلک رہے ہیں، آج

"وقودھا الناس والحجوة" (اس کے ایندھن آدمی اور چھڑ ہیں) کا منظر نظر آ رہا ہے

لوگ اس آگ کی شکایت کرتے ہیں مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ آگ کس نے جلائی،

یہ کس نے روشن کیا، اس پر تل کس نے چھڑ کا، اس میں ایندھن کون، ال رہا ہے،

خواہشات کی تکمیل اور تسکین سے راستہ کا یہی انجماد اور منزل ہے۔

لطیفہ یہ ہے کہ یہی لوگ جو قوم کی ہر خواہش اور ہر فرمائش کو پورا کرنا ضروری سمجھتے

ہیں اور اس کے لئے تقریباً تسکین کا سامان، ہم کو پکھانا ضروری سمجھتے ہیں، اپنی انا کے

ساتھ یہ معاملہ نہیں کرتے، اس کی بہت سی غلط اور معر خواہشات کی روک تھام کرتے ہیں،

پچھرا آگ سے کھینچنا چاہئے تو نہیں کھینچ دیتے، لیکن وہ ان قوموں کی ہر خواہش اور فرمائش

کو پورا کرنے کے لئے تیار ہیں جو وہ کریں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنی رعایا سے

اپنی اولاد کی طرح ہمدردی نہیں، یہی لوگ جو قوموں پر حکومت کرتے ہیں، ان کو خوش

رکھنے کے لئے اور ان کے افراد سے رائے حاصل کرنے کے لئے ہر ملک اور مینج نوواشن کی تشکیل شدہ جوتی سمجھتے ہیں۔ آج کسی ملک میں کوئی ولی جماعت نہیں اور کسی شخص سے اسے اندہی جڑت نہیں کہ اوپر تعریضات و تفسیلات پر تشدید کرے اور غائب کے پرانتھ ہونے فوق تماشا بینی، موافقی، برقاہی اور ضروری نے حد سے بڑھے ہوئے شوق اور شہس پر امتداع کرے۔ آج کوئی ایسی حکومت نہیں جو ان چیزوں پر سروری پابندیاں نہ لگے کرے اور قوم اور اہل ملک کی ناراضگی مول لے۔

اللہ کے پیغمبر خواہشات میں اعتدال پیدا کرتے ہیں اور صحیح ذہنیت اور صداقت عطا کرتے ہیں:

میرے دوستو! بھائیو! اللہ کے پیغمبروں کا راستہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ انہوں نے جو نرا اور ناجائز خواہشات کی تکمیل اور آسکین کے بجائے خواہشات کو ایک مادی، نہیں خواہشات کی رنج کو موز اور صرف جو نرا خواہشات کو اس کا مستحق سمجھا کہ ان کی تکمیل کی جائے۔ انہوں نے زندہ اور پیدا نہیں پیدا کیا۔ اس سے زندگی میں اعتدال اور دلوں میں سکون پیدا ہوتا، قہماریں بڑی نکاہوں و قہماری تجزیہ کاہوں (LABORATORIES) قہماری سائنس نے دنیا کو بہت سمجھ دیا، انہوں نے حیرت انگیز ایجادوں کو جنم دیا، انہوں کو پاک و پیر نہیں، یا قہماریے ان انہوں نے انسان کے باہر نکال دیے، بیچوں کو چھوڑ دیا، یہی انسان کی تربیت نہیں کی، آج دنیا ان بچے شکاریں کر رہی ہیں اور انسانیت بھیں رہیں کا استعمال کر رہے ہیں، لیکن۔

اے ہوا، مہا ہوا، آواز کا آست

اللہ کے پیغمبروں نے خواہشات پر پیرے، لکھائے، خواہشات میں توازن اور اعتدال پیدا کیا، انہوں نے خواہشات کے بجائے اللہ کو راسخی کرنے کی زبردست خواہش پیدا کی، انہوں نے مادی و مادی کا جذبہ پیدا کیا، انہوں نے چیزیں ایسا ڈھکے نہیں دیں۔ انہوں نے وہ ذہنیت پیدا کی جس سے نہ انی بٹائی نہ انی اور انسان کی تیار کی ہوئی



چیزوں کے استعمال کرنے کی صلاحیت پیدا ہو، انہوں نے تعمیر و تہذیب، عقائد و آئین و ریت کے پاس سب کچھ ہے، یقین نہیں ہے، آج دنیا کے کارخانے سب پتھر پید کر سکتے ہیں۔ لیکن یقیناً تعمیروں کے کارخانے۔ آج دنیا خدا سے ڈرنے والوں سے خالی ہے، یقیناً۔ انسانیات کی پہلوئیں خدمت کو کر کے خدا کا خوف اور اس کی رضا کا یقین، اس کے سب سے پہلوئیں خدمت کا جذبہ رہتا ہے، انسانیت کے لیے خادمہ راجح ہے، اور صبر سے کہہ سکتے ہیں، کیا ہی چالوں اور سیاسی تہذیبوں سے بڑا ہے۔ پہلوئیں خدمت کرتے ہیں، آج سے ہی خدمت کا وہاں کی ضرورت ہے، انہوں نے پاس رکھنا ہے، پھر بھی چھوڑنا چاہیے، بلکہ بنانا چاہیے۔

ہمارا پیغام اور ہمارا کی صدا

سیرت و سنت۔ اہم لوگوں میں اس جذبہ پیدا کرنا چاہتے ہیں انسان میں ان حقیقتوں کی جیسا پیدا کرنا چاہتے ہیں زندگی محض کھانے پینے کا نام نہیں، انسان کی زندگی محض، یہ وہی زندگی کا نام نہیں، ہماری یہ فطرت ہے کہ آج کی دنیا میں یہ بات سنی ہے، اصل یہ بات سنی نہیں، دنیا کے سب پیغمبر جو قدم میں آئے ہیں وہ تمام نے اور سب سے زیادہ طاقت اور صلاحیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے آخری طور پر یہ بات کہی، یہ حقیقت چورایوں پر کھنے کے لائق ہے، ان لوگوں کے نزدیک پھر بک رہے ہیں، اصل زندگی وہ توڑی ہے انسانیت کی پوری لٹ رہی ہے، ہم ایک صدائے حق کے آواز ہیں، حق کی صدا، دنیا اس صدا سے ناکام ہے، مگر ہم نبی سے انہیں نہیں، انسان کے پاس اب بھی ضمیر ہے، یہ ضمیر سرورہ نہیں ہوا، اس پر گمراہ و غبار آگیا ہے، اگر وہ گمراہ و غبار جھڑک دیا جائے، اس کو آلودگی سے صاف کر دیا جائے تو اب بھی اس کی "خجانی" ہے کہ وہ حق قبول کر لے، اس میں ایمانی شعور پیدا ہو، اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کو شرف قبولیت بخشے، اللہم آمین!

والحمد لله رب العالمین

# اقوام عالم کے درمیان امت اسلامیہ کا حقیقی وزن اور دنیا میں اس کی کارکردگی کا اصل میدان

ان کی فکر و سمجھ سے انسانی مافیہ ثمر پر کاغذ ہے جو علیٰ مافیہ کی مشابہت  
آپ کے مافیہ میں ہے۔ ان کی خدمت میں ۳۱ مئی ۱۹۵۵ء کو ایک ایسا مجمع ہوا  
جس نے پچھلے پانچ سو سالوں کے اندر گزری ہوئی خواب دیکھیں وہ امت اسلامیہ صرف  
نے ہی نہیں بلکہ ان کے اوقات و احوال "اسلامیہ کے اندر و احوال" اسلامیہ کی طرف  
تصور کرتی تھی (۱) اسلامیہ دراجال عام ہوتے ہیں، ان میں نہ صرف اسلامیہ کی  
مہر و مہارت، غنیمتیں و توفیق پر قابو کے لئے ہر شے و شے کی توفیق ہے

الحمد لله بحمدہ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونحو كل  
عليه ونعوذ بالله من ضرور القضا ومن بينات اعمالنا من يهدي الله  
فلا مضل له ومن اضله فلا هادي له ولا شفيع الا الله وحده  
لا شريك له واشهد ان سيدنا وملكنا وصلا لا محمدا له  
وصحة وبارك وسمو سيما كبيرا كثيرا اجمعنا

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم . وَلَقَدْ كَفَرْنَا بِهِ قُبُورًا  
نُفُورًا . فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ . اِنَّ عَذَابَ رَّبِّكَ لَشَدِيدٌ .

(ترجمہ) اور یہ بات متفق ہے کہ حق تعالیٰ نے تو کو یہ رہیں مقرر فرمایا، حالانکہ تم نے  
اسو سامان تھے، سو اندھوں نے ڈرتے رہا کہ تم شکرت نہ ادا کرو۔

میرے بھائیو! اس آیت کو چھٹیں صحت پر یاد رکھا کر ہے جو غمگینی آیت ہے لیکن  
اس کے اندر دوسرے اے بہت سامان ہر بات ہے یہ ایک ایسا توفیق ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے

سے ہماری فکر کو بوجھتا رہتا ہے اور ہمارے کمالاتوں میں یہی نظر رکھتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جس آیت میں ہماری حیثیت کا تعین بھی ہے، قوم عالم میں ہمارا کیا درجہ ہونا چاہیے اور زندگی سے ہم کیسے باہر نکلتے ہوئے حالات میں گزارنا چاہتے ہیں، اس کی طرف اس شعر دیکھنا ہے۔

تاریخ کی ٹھوس، ناقابل انکار حقیقت

آپ جانتے ہیں کہ دنیا کے اعلیٰ ترین و اہم عالم اسلام کہتے ہیں، جن میں خلوتیں بھی ہیں اور ریاضیں بھی، اور امتیازی ریل ٹرینیں بھی ہے، زندگی کی آرائشیں بھی موجود ہیں، علم دین کا بھی چرچا ہے، کتب خانے، مدرسے، جامعات اور یونیورسٹیاں بھی ہیں، زندگی کی سرگرمیوں کے تمام میدان موجود ہیں یہ سب کے سب جاسی آسانی کے محرکہ بدر میں فتح و نصرت کا صدق ہیں، ائمہ خدا خواست اس جنگ میں کٹھن کی سازش کا مقابلہ ہو جاتی ہے ان کی سرزنش، بس کا بار بڑی ذہانت اور فکری کاوش سے تیار کیا گیا تھا، ائمہ خدا خواست ان کی سازشیں کام کر پاتے ہیں اور مسلمانوں کو نکالتے ہیں، پتی تو ان کا عالم اسلامی کا جو وہی نہ ہوتا، نہ علمی سرگرمیاں، نہ حکومت و جہاں بانی کا کوئی خواب دیکھتا تھا، جب زندگی ہی سرے سے نہ ہوتی تو پھر زندگی کے مظاہر بھی نہ ہوتے، یہ تاریخ کی ٹھوس، ناقابل انکار اور پایہ حقیقت ہے۔

حضرات! آپ مجھے سمجھنے دیجئے کہ آج زمین کا ہر دو چپہ، ہر شہر و علاقہ ہر مسلمانوں سے آباد ہے جس کو عالم اسلام میں شمار کرتے ہیں، یہاں تک کہ برصغیر ہند، جہاں مسلمانوں کی بڑی بڑی سیاح آبادیاں ہیں اسی طرح مسلمان مصر، مسلمانان شام، مسلمانان عراق و ترکی اور وہ تمام مسلمان جن سے مشرق اقصیٰ، عالم عرب، مشرق، مغرب، ایشیا آباد ہے، اگرچہ ان کی ریاضیں جدا جدا ہیں اور ان کے مقامی مسائل و مشکلات متنوع ہیں، ان میں ٹرود بندیاں بھی ہیں، ورنہ ان کے رنگ روپ بھی ظہور میں آتے ہیں، ان کے ساتھ ساتھ ان مسلمانان شام، عراق اور مقامی رنگ بھی ملتا ہے، یہ سب کے سب آج اس لئے مسلمان سمجھے جاتے ہیں کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح یاب کر دیا تھا۔ آج جو کچھ ہے سب اسی جنگ بدر میں فتح یابی کا صدقہ اور اس کا پرتو ہے۔



قد رست کاملہ پر یقین ان کا پہلی عامیہ ہوتا ہے پھر بھی ناموس و عظمت اور دنیا کے اسباب کی سنت سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ میں نے وہ کبھی حقائق کو جائزہ لینے سے غافل نہیں رہتے۔

چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں کے درمیان اس درجہ نمایاں اور بدیہی تک فرق کو دیکھا اور سامان و تمدنی اثرات جو صلہ آور کفار کے قبضہ میں تھی اور اس کی قلت جو دفاعی طور پر چاروں مسلمانوں کے پاس تھی دونوں کا موازنہ کیا تو وہ اظہار فرمایا کہ فرق کوئی معنوی نہیں ہے ایسے موقع پر نظام کائنات اور ملت نبوی کا تقاضہ تھا کہ آپ ﷺ ظاہری اسباب سے صرف نظر نہ فرماتے لہذا آپ کو صاف نظر آ گیا کہ مسلمانوں کی فتح صرف قوت کے بل بوتے پر نہیں ہو سکتی، جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیاضی نہ ہو۔ ان کمزور اور سبب مسلمانوں کی دشمنی عالم غیب سے نہ ہوتی تو کامیابی مشکل ہی نہیں محال ہے، واضح طور پر بالکل حلی و دلی ضرورت تھی، دو قدامتیں برت، تقویٰ، اللہ و ان اور جائزہ مل سے ماوراء و خرق عادت اور تجزیہ کی شکل میں سامنے آئے۔ کہاں ایک بے بسی کیلئے زندہ ماہرین ممکن اور کہاں ۳۱۳ مسلمان جن میں بڑی حریفوں کے ساتھ نہ تھے، نو عمر صاحبزادگان بھی تھیں، آپ نے اس منظر کو دیکھ کر عزائمات کا جائزہ لینے میں کوئی کمی نہیں کی کیونکہ یہ آپ کے فرائض نبوت و قیادت میں داخل تھا، اس حقیقت سے لینے ان جائزہ کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کے آگے سر جھکا دیا کہ عرض کیا۔

”اللہم ان تہلک هذه العصاة لا بعد“

یعنی اے اللہ اُن کو تو نے اس مجتہد جماعت (جو مسلمانوں کی زبان میں ہے) کو بے گناہ کر دیا تو تیری عبادت نہ ہوگی۔

اور سنا: ایہ جملہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات میں شمار کئے جانے کے لائق ہے، اسی کی مثال تھی کہ اسی بات اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہے کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو میرا ہوگا، اور میں کیا تو یہ دیکھا، پھر جب بھی وہ جو اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر چاہتا ہو محبوب و مقدر و پادشاہت ہے، ایسا رسول اللہ ﷺ جس کو اللہ تعالیٰ نے منتخب ہی میں لئے کیا تھا کہ اس کی پیروی

[illegible][illegible]

زبان پاک سے ایسا غماز سننا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! مرنے والے اس فقیر کو، وہ خوشخبر دیا تو میری کھمراہی باقی نہیں رہے گی۔ ایسی پرہیزگار لکھات میں یہ وہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، کیونکہ یہ بات جو رسول برحق ﷺ کی زبان مبارک سے نکل چکی وہی خداوندی تھی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجہام تھا، اللہ حاضر و باخبر، خوب وہ وجود کو جاننے والا ہے وہ مسلمانوں کی بے بسی، کمزوری، قہر اور اس کی نور اسحقی قلت کو دیکھ رہا تھا اور یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ مقابلہ میں یہ دشمن ہیں دو کس درجہ سطح سے ایس اور کتنی بڑی تعداد میں ہیں ان عظیم فتوات کے پابو، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہم کنار کیا۔

لہذا یہ بات تئید کی طرح روشن ہو کر بہت ہو گئی کہ مسلمانوں کو باقی صرف اس لئے رکھا گیا ہے کہ ان کے وجود سے دعوت اہل اللہ کا سلسلہ قائم رہے گا اور ان کی بقا دوسرے بلاد کی ضرورت بھی شرط ہے کہ وہ اس دعوت پر قائم رہیں تاکہ خدا کے عز و کرم کی وحدت برقی رہے اور اس کی حاکمیت مطلقہ کو تسلیم کیا جائے اور اس کی شریعت کے احکام و نواہی نافذ ہوں اور اگر مسلمانوں نے انہیں اپنی خصوصیت ضائع کر دی تو مجھے سادف سادف ہے دیکھنے کے خواہ جتنے مسلمان ہیں سب کے سب ایمان ریاست اور ارباب حکومت ہیں جن میں کسی ریاست یا صاحب ریاست کا حاسد یا بدخواہ نہیں ہوں بلکہ جتنی مسلم ریاستیں ہیں ان کے لئے وہ گم ہوں اور ان کی ترقی و خوشحالی کا ستی ہوں) لیکن یہ کہنا ہوں کہ امت اسلام نے اگر اپنی امتیاز کھو دیا وہ وہ واحد امتیاز جو ان کے ہفا کا خاصا ہے اور جس کے صدقہ میں ان کو بحیثیت مسلم زندگی عطا کی گئی ہے یعنی اللہ کے دین کی دعوت اور صرف اس کی عبادت اور اس کے احکام کو کو بلایوں و چر اسلیہ کرنے والا امتیاز دین کی شریعت اور احکام شریعت کو اور موسماں پر پوری طرف سے نافذ کرنے والی امت ہونے کا امتیاز جو زندگی، دینی تعلیمات و احکام کے مطابق ہو اس زندگی کو عام کرنے اور اس کے کرنے کا حزمہ رکھنے کا امتیاز ہے امتیاز خداوندی، منقو و ہو گیا تو خود دین کی دولت ان کو مل جاتے پھر بھی ان کے وجود و ہفا کی کوئی خدمت نہیں کی جاسکتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ "اے اللہ! مرنے والے دشمنی بھر قعد اور تھکے والے مسلمانوں کی نہیں مدد نہیں کی تو

روئے زمین پر کوئی حیران کام لینے والا نہیں رہے گا۔" یہ بات بلاشبہ صرف ایک عظیم مرتجع ہی کہہ سکتا ہے، جس پر وحی الہی کا نزول ہوتا ہو اور جس کی حمد و ثناء حیاتِ مبدیہ میں پوری مراد کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ اُمّ المسلمان و موت حق سے انکار و انش اور سبکدوش ہونے جو ان کے سپرد ہوئی ہے اور جس کی خاطر ان کو مرفر و زکیا کیا ہے تو پھر دنیا میں ان نے سبکو ر ہجاء کی کوئی ضمانت نہیں لی ہے سکتی، نہ وہ ان کے پاس کوئی طاقت ہو، نہ وہ ان کی طاقت ہو، اقتصاد کی طاقت نہ، بہتر سے بہتر مواقع میسر ہوں اور جو بھی چاہے شہادت ان کو ملی ہو سب بے کار اور سب بے سود۔ بے نفع ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت ان کی اسی صفت کی بنا پر ہی تھی کہ "اور یہ نہ کہ تیری عبادت نہ ہوئی" کیوں سب تکمال کوں سکتا ہے۔ یہ سب دیکھ پا سکتے ہیں، سہولتیں ملتی ہیں، دنیا کی دولت پائے جس جہاں امت خدا بندی یعنی دعوت الی اللہ جس سے صرف اللہ کی پرستش ہو اور اس کا بیجا سرمدی دنیا میں باقی رہے اور غلبہ و مملکت صرف اللہ کا ہے اس کے احکام و مین پر جاری ہوں، زندگی کے ہر روز پر اس نے احکام کی جو وحی ہو اور اپنی تعلیمات تمام ہوتے ہوئے حالات میں رہنا ہوں۔ یہ نہیں ہو گا اور جب یہ نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت و نوازش سے پاؤں سے امت محروم ہو جائے گی۔

لہذا وہ چیز جس کی حفاظت مسلمانوں پر فرض ہے اور جس کے لئے ان کے اندر خیرات امتیت ہونا چاہئے اور جس کو وہ اپنی جان سے صحت سے اپنی ایمانی و دوش منہ کی سے زیادہ عزیز رکھیں ہر نفس کو دولت و سکونت پر ترجیح دیں اپنی شہرت و ماسوری کے پر ویش نہ کریں اور اپنی مانی تک و دو سے زیادہ ہیبت دیں اور جہد و عمر دینی اور اپنے صدق و ممانعت کو وسیع کرنے کی تمنا کریں۔ کے مقابلے میں نیچے ہوں، وہ یہ کہ اپنے آپ کو اللہ کے رزق کا رقی و مبلغ سمجھیں، علم و حید کو مہر بلند اور اللہ کے رزق کو مہر بزرگ و شہاد و اب رکھنے کی آرزو ہوں اور تمنا ہوں پر غائب آپ نے رخصت کو دنیا پر ترجیح دیں، اللہ کی رضا اور اس کے احکام کے اجراء کو ہر مقصد اور ہر نسبت پر قربان کرنے کا جذبہ ان سے اللہ رب العزت کریم ان کے بقاء کی ضمانت ان میں ہے کیوں کہ ان کا وجود کلی انی دماغ سے بندھا ہوا





[illegible][illegible]

ان کا جتنی بھی وعدہ ہو گی یہ شہر قائم نہیں رہے گا۔ وہ لوگ جو ابھی یہ  
 جہازوں کے ساتھ مسلمان قوت کے ایک چاروں طرف سے کے کوئی نہ ان جیسے کہ قوت کے  
 اور وہیں میں تھا

تقریباً ۱۰۰۰ سال قبل مسیح میں، جب کہ ان کے پاس کوئی نام نہ نہ تھا، ان کے پاس  
— یہ معلوم کیا جا رہا ہے کہ ان کے پاس کوئی نام نہ نہ تھا، ان کے پاس

حضرت - عدائے حضرت ربی بن عامر کو اپنا مہاجرہ بنا کر بدر میں لے گیا۔ اہل (علماء) ان (ذیل) تحریر کے پس بھیج دیا، حضرت ربی وہاں پہنچنے سے دو مہینے پہلے پہنچا۔ وہاں سے شہداء کو مفراتے چار کھاتھا، اسی درجہ کے نقشبند کا لیکن بھیجی ہوئی تھی جس پر ہوئے اور موتیوں کی بنا کواری تھی۔ یہ طرف ہیرے موتی اور اعلیٰ و باقوت کی چٹک و ملک تھی۔ تم نے سر پہ بواہ اس کا تعلق ثانی تھا، حضرت ربی وہاں پہنچنے میں جسم پر ایک بعد کے جسم کو پہنچا۔ ہاتھ میں جو راہراہیں ایک معمولی سا پتہ لے کر کھڑا اس پر جا رہا تھا، اور اس پر ہمارے شاہی میں ولس وہ سنے، انگریزوں نے پیش واد ہوا پر میں اور نہ میرے دو ہواست کی آراش پر آنے کے بعد ہر حال سے اترتے ہیں اور اس کو یاد دہانے کے لئے کوئی لکھوئی نہیں۔ تو قلم شہی کے کوہ تھی سے اس کو بالہ جہایت میں اور اس میں اقلیہ سے پر تھیں۔ یہ زور جسم پر ہے اور زور ہاتھ میں۔

وہاں کے کسی جو چارے کے کہہ آئے پر تھیں سے پہلے اپنا اطلہا کار لے گیا، اور انہوں نے حضرت ربی کے کبر میں (اپنی ہی کام سے) تھیں آیا ہوں، میں تم دونوں کے ہاتھ پر آیا ہوں، ان چارے کے اس طرح جوئے وہ انہی کے حکم و تھیں بہتوں میں موت جاتا ہے۔

تحریر نے اپنی اس کو آئے وہ آپ آتے رہتے، ہاتھ میں تم تھی جو چہری کا کام دے رہی تھی، اس پر پلک اکڑتے ہوئے ہے تو فرشتے میں ایسے دانیہ سے انگریز تھی۔  
تحریر نے پوچھا یہاں تم کس کام سے آئے ہو؟  
جواب دیا۔

ہم اچھے ہیں اور ہم بدوں کو بدوں کی بدلی سے نکال کر اللہ کی بدلی پر لکھ دیں، اللہ کی بدلی سے ان کو نکال کر اس کی بدلی سے لکھ دیں، بدلی کے یہ ان کے ہوا سے نکال کر ان کے ہوا سے لکھ دیں، اللہ سے ہم کو مامور کیا ہے۔ اس کی حقوق کا مارنے اللہ نے، میں کی طرف بھیجے ہیں اس کو یہ راستہ بہت ہوا اور اس کو قبول کرے تو اس سے ہمارا کوئی انکسار نہیں ہے، ہم لوٹ جائیں۔ اور یہ انکار کرے گا اس سے ہم اس وقت



تھے ان کے معیار و پیمانے تھے مرسومہ رواج انگریزیت و افکار تھے اور سب اپنے مروج پر تھے اور کئی چوبی دنیا پر تعمیل و تعمیل معرانی کر رہے تھے تہذیب و تمدن کا رخ بنانے میں اقتصادی و سیاسی و سماجیوں کی تحلیل میں، مقاس فکر پر اثر انداز ہوئے میں انہیں دونوں طاقوں کا پر اور است و نقل تھا اور ان ملکوں نے دو مہینے بہت زیادہ فرق نہیں تھا۔

دوسری طرف اور فرق جو پچھلی صدی عیسوی کی مشرقی دنیا اور پچھلی صدی کی مغربی دنیا کے درمیان دلچسپا ہے وہ ان دونوں ملک مشرق و مغرب کے زمینی و زمانی فرق سے ہے زیادہ نہیں۔

میرے دوست آغا آپ دہشتے ہیں کہ جاہلیت (جاہلیت اس طرز زندگی یا اس روش و کردار سے جو تعلیمات نبوت سے بے نیاز اور آسمانی ہدایت سے محروم ہوں) کا اطلاق طرز زندگی عقیدہ اور معاملات غیر مشرق کے معیار سب پر ہوتا ہے (پھر مغرب و اپنی اوقات میں لے رہے ہے۔ وہ مغرب جو اعلیٰ ثقافت اور تمدنی مروج کے نقطہ نظر سے پختہ ہوا ہے، جاہلیت کے قیاس و سنجش (جن کا مروج و کمر لگے ہیں اور جو تاریخ نے اوراق میں منظر عروج) اب کہ تمام مادی منافع کا زیادہ سے زیادہ حصول نہ تہذیبی و مذہبی و نفس پرستی۔ اس طرح نور جس راستہ سے حاصل ہوا (جو ایک تہذیبی و تمدنی تھیوری کا مناجاد ہے) اس کو حاصل کر لینا یا چھوڑ دینا و اقتصادی و اخلاقیات پر قبضہ کرنا۔ اس کے مقابلہ میں جہاں نہ بہ کا ذکر ہے۔ اس کو ایک انفرادی معاملہ قرار دینا جو ایک خاص مقام (گروہوں) اور خاص اوقات (مذہبی تہواروں) میں منایا جائے۔ اس نظام (جاہلیت) کا انسان سائنس میں کوئی دخل نہیں ہے، فرد و جماعت کے سرواڑہ سیاسی ہوں یا اقتصادی سے کوئی دخل نہیں ہے۔

اگر زمرہ ماضی کے شاہان تاجہ اردو دنیا سے الگ تھلک قید خانہ میں وقت گزارنے والے کی طرح زندگی گزار رہے تھے تو مغرب اس سے وسیع قید خانہ میں مقید ہے شہزادے اور وائیکن دیا۔ ست کے شجروں سے زیادہ حسین اور خوشنمایہ پنجرے ہیں جن کے اندر اہل مغرب کی انسانیت زندگی بسر کر رہی ہے۔ وہ قید خانہ یا پنجرہ و قفس کی آداب









جس میں کوئی غیر مسلم جاتا ہے یا تاریخ کا مطالعہ کرنے والے اور قوموں کے عزائم سے واقفیت رکھنے والا شخص جانتا ہے تو اس کو ماضی اور حال کے درمیان واضح فرق نظر آتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ زندگی کا دھارا ہر تیکہ یکساں طور پر چل رہا ہے، سوائے سب معاش کے اس قوم کا کوئی مقصد حیات نہیں ہے جس طرح دنیا کی دوسری اقوام ہیں اسی طرح قوم مسلم بھی ہے۔ خواہشات اور اغراض نفسانی کو پورا کرنے کی خاطر یہ لوگ بھی وہ سب کچھ کرتے ہیں جو دوسرے کرتے ہیں، ان کو اس کی بھی حس نہیں رہتی کہ اپنے اور غیر کے درمیان تمیز کریں، مسلمانوں پر غیر مسلمانوں کو ترجیح دیں گے، تجارت و صنعت اور تجارتی مصالح اور نفع اندوزی کے سوا کوئی مطمح نظر نہیں ہے۔

میرے بھائیو! زندگی گزارنے کا جو ہر مسلمانوں میں رائج ہے، وہ اسلام کے دعویٰ پیغام سے کوئی میل نہیں کھاتا اور نہ رسول اکرم ﷺ کے ان مقاصد سے ان کا کوئی ربط ہے جس کے لئے آپ مبعوث کئے گئے تھے، اور نہ ان مقاصد سے ان کی زندگی کو کوئی مناسبت ہے جس کے لئے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی مدینہ منورہ سے بدر گئے تھے، اور جس کی خاطر انہوں نے اپنی جانیں دی تھیں۔

ہزار فرس ہے کہ ہم اس نکتہ کو ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم ﷺ کی دعا قبول فرمائی تھی اور مسلمانوں کو چنٹ بدر میں فتح سے ہمکنار کیا تھا، اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو چاکر دکھایا کہ اگر یہ امت نہیں رہی تو، دئے زمین پر اللہ کا عبادت گزار نہیں رہ جائے گا اور اس طرح مسلمانوں کو باقی رکھا اور مسلمانوں کو بے چارگی، تعدد اور احمد کی کمی کے باوجود ان کے دشمنوں (قریش) پران کو فتح و نصرت سے نوازا دیا۔ اسی بنیاد پر اس وقت کے مسلمان زندگیاں گزار رہے تھے اور ایک مسلم معاشرہ صحیح معنوں میں وجود میں آیا اور ایک اسلامی زندگی عید ہوئی، عید خلافت، اشدہ اور متعدد اور طویل تاریخوں میں نمایاں رہی۔

نیکلن افسوس کے ساتھ کہہ پڑتا ہے کہ ہم نے ان مقاصد اور اس روح و جذبات اور ان دینی و ایمانی حرکات عمل کا حصہ کھو لیا، ہم چاہتے ہیں کہ یہاں اور برائے عرب و

مراہی حلف و شہادتیں اسلامی زندگی کو بے فتنہ و تکلیفوں جو نگاہوں سے بھی نظر آتی ہے۔  
 حج بہائیس میں بھی اس کا شہادہ دیا گیا، واد، جہانگیر میں زندگی کا عطف اور ملے و ملے سے  
 اس نے یہ ایک جزا اور مظلوم بنایا جس پر توحید پر انتقام سے انتقام اس کے کلام پر کامل  
 اور ان دینی پر آثار سے ترجیح اور اس پر اللہ کے خوف و خشیت پر شہادت اور انتقام سے اس  
 اسلام اور اہل ایمان کو ان حصر و برائیوں میں ترجیح دینا ہوا اس دولت سے خیر ہم میں  
 (خود ان غیر مسلمہ واد میں اور شہادتوں کی حالت سے کشاف فائدہ دینے کا یہ کثرت  
 اسلامی پر حق حریف و غرض اور اس میں یہ لائق ہر جہت کی اس پر انتقام سے، یہ دینی کا  
 (اس میں مغرب بھی شامل ہے) اللہ کے اللہ کی مہارت اور دعوت دینا اور اس کی  
 کوشش کرنا، کیا اس لئے کی حکمت سے مرقم، یہ دینی کا رواج ہوا ہی پر آپ سے  
 پہنچتے ہیں جتنا اس

والحمد لله رب العالمین وصلى الله وسلم وبارك على

سيدنا محمد و آله وصحبه و سلم و بعد ما جسد النبی يوم الدين

وما خلقنا الا ابلاغ المصیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## خاتم الانبیاء ﷺ کی تشریف آوری دنیا کے لئے رحمت

الحمد لله حمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونؤكل عليه  
ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعدائنا من يهدي الله فلا  
مضل له ومن يضلل فلا هادي له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا  
شريك له واشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صل  
الله تعالیٰ عليه وعلى آله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان  
ودعى بدعوتهم ائى يوم الدين اما بعد

محترم بزرگو اور دوستو! غار حرا میں پہلی وحی کے نزول سے پہلے انسانی زندگی کا  
فطری بہاؤ رکا ہوا تھا اس کے ہر دروازے پر بھاری بھاری قفل پڑھے ہوئے تھے اور وہ  
گویا چند قفل دروازوں اور کچھ نالوں کا مجموعہ بنی ہوئی تھی۔

چودہ سو برس پہلے تمدن دنیا سے الگ تھلگ ایک چھوٹے سے خشک پہاڑ کے اوپر  
گنیم اور ظاہری اعتبار سے بے حیثیت مقام (غار حرا) میں دنیا کو وہ عقدہ لاشعش حل ہوا،  
جوشہ بڑی بڑی حکومتوں کی راج دھانی میں حل ہو سکا۔ نہ عظیم درس گاہوں میں حل ہو سکا اور  
نہ عمل و ادب کے پر شکوہ اہل انون میں حل ہو سکا یہاں پر دروگاہ عالم نے حضرت محمد ﷺ کی  
رسالت کی صورت میں عالم انسانیت پر ایک احسان عظیم کا دروازہ کھولا اور صدیوں کی گم  
شدہ کنجی پھر سے انسانیت کو مل گئی۔ یہ کنجی ہے اللہ پر ایمان، اس کے رسول ﷺ پر اویہم  
آخرت پر۔ اس کنجی سے آپ ﷺ نے صدیوں کے ان بند قفلوں کو ایک ایک کر کے  
کھول ڈالا جس کے نتیجے میں حیات انسانی کے ہر شعبہ کے دروازے چو پٹ کھل گئے  
آپ ﷺ نے جب نبوت کی اس کنجی کو قفل کے قفل پر رکھا تو ہوس کی ساری گرہیں کھل

گھنٹیں اس کی سلوٹیں اور اس کے بیچ فوم اور ہومکس۔ اسے نشاط فکر حاصل ہو گیا اور وہ اس قابل ہو گئی کہ انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی خدا کی نشانیوں سے نفع اندوز ہو سکے۔ اس کائنات میں غور کر کے اس کے خالق کو پا سکے، کثرت کے پردوں کو چیر کر وحدت کا جلوہ دیکھ سکے اور شرک و بت و پرستی اور اہم و خرافات کی لغویت کو سمجھ سکے۔

حضرات! اس تسخیر سے آپ بھیجے نے انسان کے ضمیر کا قفل کھولا، سویا ہوا ضمیر جاگ اٹھا اور اس کے سر پہ شعور و احساس میں حرکت اور زندگی پیدا ہوئی ضمیر کی روک تھام سے آزاد ہو کر نفس انسانی جو صدیوں سے نفس اما رو بنا ہوا تھا اب وہی نفس مطمئن بن گیا جس کے بعد اس میں کسی باطل کے گھسنے کی گنجائش نہ رہی اور گناہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا۔ اب حد تک نہ گناہ گار آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے جائزہ بخود اپنے گناہ کا اگلیارہ اقرار کر کے اپنے لئے سخت ترین سزا کی درخواست کرتا ہے ایک گناہ گار عورت اپنے سنے منک ساری کی سزا کی درخواست کرتی ہے۔ حضور ﷺ ہذا شرعی کی وجہ سے سزا کو کچھ دانا کے لئے مؤخر فرماتے ہیں وہ اپنے دیہات کو واپس چل جاتی ہے نہ اس کی نگرانی کے لئے پولیس، سی آئی ڈی، متعین ہے۔ نہ مجرمہ وقت پر حاضر کرنے کے لئے پولیس متعین ہے۔ لیکن بروقت پھر حدینہ پہنچتی ہے اور خود کو اس سزا کے لئے بخوشی اور باصرار پیش کرتی ہے۔ جو یقیناً قتل سے بھی زیادہ سخت ہے (یعنی جگمگ ساری) فتح ایران کے وقت ایک غریب فوجی کے ہاتھ کسری کا زرمین تاج آتا ہے۔ وہ اس کو کپڑوں میں چھپا لیتا ہے اور خفیہ طور سے اپنے امیر کی خدمت میں لے جا کر پیش کر دیتا ہے تاکہ ادائے امانت تو ہو، لیکن امانت پر رسی کی نمائش نہ ہو۔

انسانوں کے وہ دل جو اس طرح متعین پڑے ہوئے تھے کہ ان میں عبرت پذیری تھی، نہ خوف خدا تھا اور نہ دقت اور نرمی تھی۔ یہ سب ان دلوں پر لگا لی گئی تو کیمر کا یا پکٹی ہوئی نظر آئی۔ اب وہ خدا کے خوف سے ہر دم لرزاں و ترساں تھے۔ حوادث و واقعات سے عبرت حاصل کرتے تھے۔ انفس و آفاق میں پھیلی ہوئی نشانیوں کا دجواب ان کے لئے نفع بخش تھا مظلوموں کا حال زار دیکھ کر زپ جاتے تھے اور

غریبوں اور پسماندہوں کے ساتھ نعمت و احسان کا برہنہ کرنے کے بجائے۔ محبت و شفقت کا یہ سائنس ہے۔ اسی طرح نبوت کی سائنس نے جب انسان کی ان فطرتی صلاحیتوں و قوتوں کو چھوڑا جو ہم سے غلطی کی پڑی تھیں اور غلبہ بخش ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہوئی تھیں، تو وہ شعلوں کی طرح بزرگ انھیں اور سیلاب کی طرح سونپیں مارتی ہوئی بن پائیں اور صحیح بن پر لے آئیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلاحیتوں کے انحراف کے کاموں سے ملنے کی جگہ سے جو لوگ ان کی غلطیوں میں ضائع ہو رہے تھے، وہ اب بہترین طور پر قوموں کی ترقی پائی اور ان کی فرمان روائی کی انکامل و امداد میں سے عہدہ دار ہو گئے۔ جو شخص فلان تک صرف کسی قبیلے کا ایک ایک شہرہ نامبر شہسوار رہا، کیا جاتا تھا۔ اب بڑی بڑی مملکتوں اور ایسے ایسے ملکوں کا تخت و تاج ہے۔ تبار و قومیت، شہادت میں آیا تھا۔

اس سائنس سے آپ نے دین کا ہول کے نقش کھولے اور ان میں ازہر و نوحہ کی جلی اور رہائی پیدا کی۔ معاذ اللہ عمر کی سہ ماہی باری اور معجزاتی سمیٹ سی میں حد تک پہنچ گئی تھی کہ نہ معلم کو دلچسپی رہی تھی اور نہ مصلحت کو۔ آپ نے علم کی قدرت، قیامت یا روائی، حق علم کا مرتبہ یا دارالافتاء و علم و دین کا باہمی تعلق سمجھایا یا پناچہ نکال دی کہ وہیں ان ترقی کے لئے راستے اور سے قدمے کو نشان دہ کیے مسلمان دنیا گھر اور ہر سجدہ و اجتناب خود ایک مرد۔ بن گئی۔ ہر مسلمان اپنے حق میں حصہ دار ہو رہا ہے کہ حق میں حصہ بن گیا۔ یہاں کہ ان کا دین ہی خود غلبہ علم کے لئے سب سے بڑا محرک تھا۔

آپ نے اپنے سائنس کی سائنس سے عدالت کا قیام شروع کیا۔ اب یہ قانون دین اور فاضل تھا کہ اس پر ایک منسلک شہادت کی حیثیت ہے۔ اٹھا، کیا جائے اور ہر مسلمان حاکم اعلیٰ اور ہر منصف و شاعر علم تھا۔ اور یہ ہے مسلمان سب کے سب محض اللہ کے لئے تھے شہادتیں دینے والے تھے، ہر اللہ اور آخرت کے حساب و کتاب پر ایمان و شہادہ و عدل و عدالت کی فراہمی ہوئی، ہر انسان یا اور یہ خاصگیات تھیں۔ کہ ہر جو تھیں، اور چھٹی شہادتیں اور ان کے فیصلے، یہ وہ تھے خاندانی معاملات جو اس قدر اہم تھے کہ باپ



چشمیں دانی جائیں گی۔ گوئیے بے تہہ راجع کیا جواب چکھو اس کا مزہ۔"

رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت کے فروغ سے جس فرد کو تیار کر کے کارِ کدھیات میں اسرارِ تھناء و ثناء پر چھائیماں رکھے والا، نیک خونی کو پند کرنے والا، اللہ کے خوف سے ڈرنے والا، مانت کا پس کرنے والا، دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والا، مادہ کو حقیر سمجھنے والا اور اپنی روحانیت سے دل مت پر غالب آنے والا تھا۔ وہ اس بات پر دل سے یقین رکھتا تھا کہ دنیا تو میرے لئے بنائی گئی ہے لیکن میں آخرت کے لئے پیدا کیا گیا ہوں، پس یہ فرد اگر تمناہارت کے میدان میں ترستا تو تمناہارت چاہ اور ایماندار ثابت ہوتا۔ اگر مزہ دہری کا پیش اختیار کرنا تو تمناہارت نفسی و ایماندار اور نبی خواہ مزہ و خوش ہوتا۔ اگر والدہ ہو جاتا تو نیک و فیاض دولت ثابت ہوتا۔ اگر غریب ہوتا تو شرافت کو قائم رکتے ہوئے مضبوطی کو حیلہ، اگر تیری عدالت پر مبنی رہا تو تمناہارت بھوکہ دار منصف نفع ثابت ہوتا۔ اگر صاحبِ مملکت ہوتا تو ایک مخلص اور بے غرض نگران ثابت ہوتا اگر آقا ہوتا تو جمل اور عسکر المرزبان تھا ہوتا، اگر توڑ ہوتا تو تمناہارت چست اور فرماں بردار اور قوم کا مال و دولت اس کی تحویل میں آجاتا تو حیرت انگیز بیداری اور باخبری سے اس کی نگرانی کرتا۔

دشمنات؟ یہ تھیں وہ، جنہیں اس نے اسلامی سوسائٹی کی تعمیر کی گئی اور جن پر اسلامی حکومت کی عمارت کھڑی کی گئی، اسی بنا پر یہ سوسائٹی اور حکومت بڑے پیمانے پر افراد کے خلاق کی نغایات اور ان کے طرزِ حیات کی طلبہ تھی، افراد میں جو چیزیں تھیں وہ سب کی سب حاضرت میں جمع ہو گئیں تھیں اس کے تاجر کی سپانی اور زباناوی اس میں تھی۔

اس کے غریب کی خود داری اور شجاعت کوئی اس میں تھی اس کے مزدور کی محنت کشی اور بھی خواہی اس میں تھی اس کے دوست و ہمدرد کی فیر مٹی اور نگرانی۔ اس میں تھی اس کے معج کی قربت اور عدالت، اس میں تھی اس کے مکرانوں کا مخلص اور دانت واری و اس میں تھی اس کے آقا کا دھندلہ و درہم دہی، اس میں تھی اس کے خدام کی چٹائی اور پتی، اس میں تھی اور اس کے خراج کی نگرانی اور بیداری بھی، اس میں تھی اسلامی سوسائٹی جس

طرح اپنے افراد کی خوبیوں کی مظہر قائم تھی، اسی طرح اسلامی حکومت بھی تمام فوہیوں کی جامع بلکہ ان کا قومی محرک بن جاتی تھی۔ یہ حکومت راستہ روشنی۔ عقیدوں اور اصولوں کو منافع اور مصالحت پر ترجیح دیتی تھی۔ عوام کو لوٹنے کے بجائے ان کے اخلاق و عقائد کو بڑانے اور سنوارنے کی دل سوزی سے کوشش کرتی تھی موسائے اور حکومت کے اثرات کا نتیجہ یہ تھا کہ انفرادی اور اجتماعی پرانیویٹ اور پبلک زندگی کا ہر گوشہ ایمان و عمل، صدق و خلوص، محنت و کوشش اور عدل و انصاف سے سجا ہوا اور ان سدا بہار پھولوں کی خوشبو سے مہکا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں دوبارہ دوبارہ یوں لوٹا دے اسی دعا کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں! و آخر دعویٰ ان الحمد للہ رب العالمین













گمراہ یاں پیدا ہوئی ہیں کہ بہت سے اس نیت سے جاتے ہیں کہ وہاں سے کچھ ہاں کی چیزیں لائیں گے پھر یہاں بڑی قیمت میں بکتی ہیں اور یہ بات بھی بہت ہوئی ہے کہ یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی معلوم ہو گیا ہے وہ بھی بعض مرتبہ طعنہ دیتے ہیں ہم نے خود سنا طعنہ دیتے ہوئے کہ پہلے تو حج سے لوگ چند کھجور لے کر آتے تھے زمرہ چاٹنی لے کر آتے تھے لیکن اب فلاں چیز لے کر آتے ہیں فلاں چیز لے کر آتے ہیں، لوگوں نے بتایا کہ حج کرنا ہم جہہ میں اپنے پاس پورٹ دکھا رہے تھے اور ابھی ان کو دھڑکی اجازت نہیں ملی تھی تو دیکھا کہ سامنے سے ایک ہندوستانی شیروانی وغیرہ مہین کر جا رہے تھے انہوں نے کہا، دو کوئی صاحب یہاں آتا دیکھو گھڑی کہاں سستی ملتی ہے کہا بھائی شر سہرا، ابھی تم اندر داخل بھی نہیں ہوئے ہو، ابھی اس کی کارروائی بھی نہیں ہوئی، ابھی سے تم کو فکر ہے کہ گھڑی کہاں سستی ملتی ہے تاکہ گھڑیاں خرید کر ہندوستان میں جا کر چوٹنے دس گھنٹے دہم میں بیٹھو، اور ایسے ہی واقعات ہمیں چونکہ الحمد للہ جہاز مقدس جانے کی بارہم سعادت حاصل ہوئی ہے، دیکھتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی حج میں جو اس کے مسائل ہیں معلم کی ہدایت کے مطابق یہ کسی عالم کی محبت میں اور اس کی رہنمائی سے حج کیا ہے مگر اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی زندگی میں اپنے کو بالکل آزاد سمجھ لیا ہے، اس کا دین سے کیا تعلق ہے، حج اس طرح ہوا اس میں ان چیزوں سے بچا جائے۔

میرے بھائیو! بعض دوستوں نے بتایا کہ بمبئی میں شادی کے موقع پر بجائے کھجور اور چھو بارے تقسیم کرنے کے نوٹ تقسیم کئے گئے، پچاس پچاس کے نوٹ، سو سو دیکھے نوٹ تاکہ معلوم ہو کہ بہت بڑے دولت مند آدمی کے یہاں یہ رسم پوری ہے۔ قمری سٹار ہوٹل میں خیمہ اٹا فائو ایٹر ہوٹل میں خیمہ اٹا، ہزاروں روپیہ اس میں صرف کرنا اور پھر اس کا ویرا بھی اس شان کا، اب بہت دن سے یہ رواج ہے کہ شادی کے دعوت نامہ گھڑی میں ہوتے ہیں، اب ابھی احساس نہیں مسلمانوں کو کہ نکاح ایک شرعی عبادت ہے اس پر ثواب ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ عہد اول، قرن اول کے طریقہ کے مطابق ہونا چاہئے۔







۔ ممکن نہ ہو کہ یہ راہنہ راہِ طہ ہے اس کے یہاں تو ایسا نہیں ہوتا ہوگا سب کچھ ہو رہا ہے اور آخری درجہ پر پامات پہنچ چکی ہے ذرا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دیال کوئی بے برکتی نہ ہو اور بے برکتی ہو رہی ہے تو یہ ایک بہت بڑا افسوس ہے ہم لوگ ابھی ستہ اس کا عہد کر لو جہاں رہو گے کام کرو گے انشاء اللہ مدارس کا قیام بھی تعلیم کی اشاعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور وعظ سب کچھ کرو گے لیکن یہ تحفظ شریعت کا بھی کام کرو گے اور رسوم جاہلیت کو مٹانے کی کوشش کرو گے اور یہ سب خوشی کے موقع اور یہ تقریبات جو ہیں خالص سنت و شریعت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تم کو ہم کو سب کو توفیق عطا فرمائے۔

انسانیت کا پیغام مشرق و مغرب کے نام

پھر بھی ہم غمگین رہے۔ اگلے روز صبح سویرے صبح کی دعا پڑھ کر میں نے اپنے دل سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میری ساری غمگینیوں کو مٹا دے اور میری زندگی میں ہر لمحہ مسرت و شادی لے کر آئے۔

انحصر تدرب العمال والصناعة والسمعة على اشراف  
الاسماء والمترسين وعلى آله وصحبه اجمعين ومن تبعهم باحسان  
ودعى بدعوتهم الى يود الذين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان  
المرجوم وقد ذكرنا في آله وصحبه في ابراهيم ويزقاهم  
من اهل البيت وقصصهم على كثير من اهلنا بفضل

میرے عزیز، "المریخی نے ایک بڑے شاعر ہینک (KIPLING) نے کہا تھا: "شرقی مشرق رہے گا، اور مغرب، غرب افسوں، محکموں میں رہے گا۔"

مشرق و مغرب کے درمیانی خلیج

یہ بات اگرچہ ایک درجہ کی ذہن سے لگی تھی، مگر نرس صدی کی ابتدا میں فوت ہوا ہے۔ مگر اصل یہ ایک تصور ہے، ابھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خاص نظریہ یا تصور کسی سوسائٹی میں ابھی نہیں پھیل رہا ہے، مگر افراد کے عقائد و دین کے بدلنے اور ان کی پرورش میں اس کا بہت اثر ہوتا ہے۔ پھر اسی نقطہ پر یہ تصور کو کوئی شرح دیا جائے سوسائٹی کا اثر ہوتا ہے، اسے صحیح یا غلط انداز میں موزوں کر رہا ہے، جو نیکے ضرب انش میں کر سکتا ہے، مگر

ہر دور میں اس کے بعد آنے والی نفسیں ہر جگہ اس کو دہرائی ہیں، اور ایک اصول دکھانے کی طرح اس پر ایمان رکھنے لگی ہیں۔

مگر اس تصور نے انسان کو غلام بنا دیا ہے اور اس کو دوسرے کے لئے انسانیت کی وحدت کے اصول کو پروا دینا چاہیے اور ان کے انداز فکر پر جو قسم ڈھالنا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے نظریے نے اس قدر نقصان پہنچایا ہوگا کیونکہ یہ تصور بنی نوع انسان کے مابین کو مشرق و مغرب کی دو ٹوٹیوں میں تقسیم کر دیتا ہے، کہنے کو تو یہ نیک سادہ سی بات یا تاریخی حقیقت ہے مگر لوگ اس کے بعد سے ہمیشہ مشرق و مغرب کو اس نظریے سے دیکھنے لگے کہ یہ دو حریف کسب ہیں، یہ دلائل تو بھی مل نہیں سکتے، اور اگر ملے تو میدان جنگ بجا میں مل سکتے ہیں، اور اگر بھی اٹھا ہوئے بھی تو ایک دوسرے کی تباہ کریں گے، اور دھونڈ دھونڈ کر اس کی برائیاں نکال کر اپنے دل کی بھڑک نکالنے کی کوشش کریں گے۔

صدیوں سے مشرق و مغرب کا یہی انداز ہے، دونوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اگر سمجھا بھی تو ان جہمی اور ناقص معلومات کی روشنی میں جو صرف ان کی کمزور پہلو ہی پر مبنی تھے، ان کے اندر جو خوبیوں ہیں، طاقت اور روشنی کے جو شے ہیں ان سے آخر قفلت برتی گئی، ایک نے دوسرے کو جب دیکھا تو شک، خوف اور ہر گزنی کی نگاہ سے دیکھا یا پھر نفرت، دانا پسند بدلی کی نگاہ سے!

### اس خلیج کا سبب

میرے دوست عزیز، سب سے پہلے مشرق و مغرب کا سامنا صلیبی جنگوں کے موقع پر ہوا تھا، ان جنگوں کے موقع پر جو عقیدہ مشرق پر حملہ آوروں کو ابھار رہا تھا، اور دوسرے جوان کے اندر کار فرما تھی، اور ان کے اندر جو جوش و ہول پیدا کر رہی تھی، ان کی بنیاد ان قصوں پر تھی، جو انہوں نے مسلمانوں کے بارے میں سن رکھے تھے، اور جن کو وہ صحیح سمجھ رہے تھے اور اس بنیاد پر تھی کہ ان سے یہی کہا گیا تھا کہ: ”یہ جنگ اس لئے

ہے کہ مقدس سرزمین کو وحشییت پرستوں کے جنگل سے نجات دلائی جائے اس کے  
 جاذبہ جنگ کی سیاق اور ہیکل فضا کبھی کبھی کسی برسرِ پیکار لشکر کو اس کا موقع نہیں دے سکتی  
 کہ وہ دوسرے فریق کی خوبیوں کو دیکھ کر اس کے جوہر کو دیکھ کر اس کے عقائد کا  
 مزاجہ کر کے اس کی قدر دانی کرے اور شیعہ نہ وہ مسلمانانِ اصول پر ہاتھی سفادے۔ نئے  
 نو صحرائے حق راہِ زموار سے لیکن اس کے باوجود تاریخ تمدن کی مانی ہوئی حقیقت ہے  
 کہ مسیحی جتنیں کادھ سے خالی نہ رہیں، اور مشرق و مغرب کے درمیان خلیجِ کربلا کی نہ  
 چٹائی تو شک نہ رہتی۔

مشرق و مغرب کا یہ بھی تھوڑا فرق بہت قریب سے اس وقت ہوا جب کہ انیسویں  
 صدی میں مغرب نے سیاست یا اقتصادی مفاد کی خاطر اپنا آئینی اور منسوبہ ہاتھ مشرق کی  
 طرف نہ دیا۔ یہاں تو بڑے بعد وٹارے مشرق کے ممالک پر مسلط کیا اور اس کے ساتھ  
 اپنے تمام مصلحت، سائنس، اور تجربے کے ساتھ یلغار کی اور اپنے طرزِ حکمرانی کے اچھے اور  
 برے دونوں پہلوؤں میں اس مشرق کو بوٹی لیا جو تمدن اور جنگی صنعت میں بہت پیچھے  
 تھا۔ مشرق نے اس دورِ ہشت نے بہت دنوں تک تو اس کا مصلحت ہی نہ کیا کہ وہ مشرق کو ذرا  
 تیراں لے کر لے کر لے کر لے کر اس کے اصول اور جوہر و مفادات سے فائدہ اٹھا سکے اور بجھے  
 مخالف قبیلے نہ کہ یہ جس لہروں کے ایک اور بات جو مائع عربی و جنوب مغرب کا تمدن تھا جو  
 اس وقت پہلے شباب و رونمائی کی فخری منزل پر تھا اور اس کے اندر وہ تمام باتیں تھیں  
 جو اس اپنے تمدن میں پائی جاتی ہیں جس کے اندر وہی عنصر کمزور ہو چکا ہو اور ایک پارچہ  
 معاشرت کے ساتھ جتنا چاہتا ہوں کہ اس کے علاوہ ایک اور بات جو مشرق کے لئے مائع  
 ثابت ہوئی وہ جو زمین کا مائع طرزِ عمل تھا جس میں ان کے احساس برتری، غرور و حکمرانی،  
 اور اپنے آپ کو پیداؤنشی صورت پر جس قوم کے مقابلہ میں برتر سمجھ کر سلوک کرنے کا دخل تھا،  
 جس کے ہاتھوں سے انہوں نے زمانہ حکومت چھین لی تھی اور جو کل تک ملک کا حکمران تھا،  
 جس کا احساسِ رنجی اور جس کے چٹپاتے ملاؤں تھے یہ سلوک احترام انسانیت کے اس  
 نظریہ سے کسی طرف میل نہیں رکھتا تھا۔ جس کا مغرب والی تھا اور نہ یہی صورت نے اصول

نے مطابق تھا جس کی یہ فاتح قوم اپنے ملک میں مدافعت کیا کرتی تھی۔

اس نتیجے کے چند مضمر نتائج:

پھر اس نے نتیجہ میں کمزور مشرق کے اندر بھیجے راول دینے SURRENDER اور  
فی الواقعہ طور پر مغرب کے سامنے جھک جانے اور اس کے معیار و افکار کو ضرورت سے کہیں  
زیادہ اہمیت دینے اور اس کے مظاہر تہان اور طرز معاشرت کی تقلید کرنے اور اس کی تقلید  
کرنے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ جس نے اس مشرق و مغرب کا اور یورپ کو زیادہ زندگی کی ہر  
منزل میں اس کو قومی تقلید نمونہ سمجھنے لگا، اور زندگی میں پس خوردہ کھانے والی اور قافلہ کے  
پیچھے پیچھے چلنے والوں کی صف میں آ گیا۔ اس بدولت نے مغرب کو ایسا موقع نہیں دیا کہ وہ  
مشرق کو مسدودات اور امنی بنگالوں سے لیتا، چہ جائیکہ اس کو اقتدار و قدر و توانائی کی نظر سے  
و نہایت پاس سے دیکھائی یا ہواست کی توقع کرتا یا اس سے تعلقاتی کو راسخوں کی امید رکھتا۔ جب  
کہ خود مشرق ہی قریب قریب اپنا وجود مغرب کے اندر دفنانا چکا تھا۔

قومی مصیبت:

اس کے بعد مشرقی قوموں پر قومیت کے نظریہ نے بغاوت کی وہ نظریہ نہیں کہ مغرب  
نے عالمی طور پر ایک آسان عمل کے طور پر قبول کیا تھا، جو اس کی اندرونی جوش پیدا کرتا  
تھا، پھر خود ہی مغرب نے اس نظریہ کی خرابیوں کو سمجھا اور اس کو ختم کر دیا۔ اس  
نظریہ قومیت نے ان مشرقی قوموں کو جو آسانی و مقام اور عالمی دولت رکھتی تھیں، اس کا  
موقع نہیں دیا کہ وہ مغرب کی طرح ایک بارہا اور اپنی کا ہاتھ بڑھا سکیں، اور پھر  
انسانیت کی مدد سے اس عرصہ پر بھی جس طرح ہر مصیبت کے وقت پہلے ہمارے  
کرتی تھیں، اور انہیں کو نیک نیتی یا ذلیل اور بزدل زندگی کی نئی بنیادیں  
فرہم کر لیں۔ بلکہ یہ قومیں خود ہی اپنے اپنے اپنے مسائل اور قومی مسائل کے موافق  
انہیں خود کو لیں، اپنے آپ کو اپنی اپنی یا غیر افیہ کی شہنائی میں منور کر دیا، اس طرح  
و بدولت زندگی سے ہر چہ صاف و شفاف مقدمہ اور اس سرچشمہ کے اندر سے نکال دیا۔



اسلام کی نئی نور تابان قسم تھی جس کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ ایک آخری و آسمانی اور ہمیشہ باقی رہنے والا دین ہے جس کے مذہبی رہنماؤں کی تعلیمات اور کلامی ہدایتیں اپنی کمالی و جدید شکل میں موجود ہیں اور اس زمانے کے سب سے مطابقی ہیں جو تمدن کو پیچھے لے جانے کی دعوت نہیں دیتے بلکہ یہ دعوت دیتے ہیں کہ سب سے معصوم ہوتا ہے ہندوؤں کو اسلام آگے بڑھانے کا اہل ہے اور اس کا خواہش مند ہے کہ اس کی انتہا پسندی اور غور و مباحثہ میڈی سے پاک کرے۔ نئے انداز میں وصال دیا جائے اور انسانی وقت و زندگی میں نئی سماجی و ضروریات کے پورا پورا اظہار ہو۔

ہر جانب بونہی اسباب، تیرہوں، تینوں یہ تھوہرے کہ مغرب، مشرق اپنے پیغام اور  
اپنی ذات کی انفرادیت کے لئے تھوہرے تھک رہے ہیں وہوں دس سزاوار و اتو شکوک و  
شکات اور انھیں کے طوفان کے اندر ہی یہ اویہ، وہاں انہیں تھوہرے کے منہ و مشرک اور  
مشق فی تمدن کی تعمیر کی خاطر کبھی کبھار نہیں ہونگے، یہ وہوں انسانوں، عوام اور قد رت کی پیشانی  
سوفی اندرونی صاحبیتوں، زوفاہی، عوام اور خیمہ و شہ کے میدان میں چشتوں کی کلاوش کے  
باہرستہ والے پیشواؤں اور بھی رشتی ہوئے تھیں تو معدودہ ترک شہ راضی ہوئے۔

مشرق کا حصار:

شرقی اپنے قدرتی ماحول میں کامیاب رہا جس کا تیسرا مذہب کے ساتھ اٹھایا تیسرا  
اسے قابلِ فکرت نبوت بنے۔ بعد ازاں یہ بیدار ترقی دہی، دینی عقیدوں، طاقتور روحانی  
عقیدہ کیوں بنے اس کا مشاہدہ اس کے بعد میں ملے گا۔ وہ انسان کے لئے  
پیش کردہ "انسان سازی" میں دلچسپی اس کے لئے اس نے اپنی انسانی صلاحیتیں صرف  
نہیں اپنی توانائی، قوت، اور "کونکر" کو بڑھا کر اس نے کوشش کی کہ انسان اس قدر ترقی  
کریں کہ اس کی کوئی تہ نہیں رہے۔ اس کے اسرا کا سراغ لگے۔ جس کی کوئی تہ نہ  
رہے۔ اس کی اندرونی صلاحیتوں کے سوا اس کو ابھارنے کی اس قوت کو بیدار  
کرے جس کا یہ بڑھ کر وہ بڑی قوت سے نہیں بنایا جاسکتا۔ اس کے جذبات و رجحانات کو

ایک رخ پر لگائے اور اس کے اخلاق و اطوار کو سنوارے جن کے بغیر وہ اپنے صحیح مرکز پر نہیں آسکتا۔

### نبوت کی چارہ سائری:

انتہیاء کرام علیہم السلام اور ان مسب کے بعد نبی امی محمد مہدی علیہ السلام تشریف لائے جنہوں نے اس انسان کی تربیت کو اپنا فرض و فریضہ بنایا۔

میرے بھائیو! انسان کے اندر کی پوشیدہ طاقت کے سرچشمہ کو ابھارا، اس کی چھٹی اور پوشیدہ صلاحیت کو بیدار کیا، اور اس کے دل کی وہ آنکھ کھول دی جس کے ذریعہ وہ اپنے خالق اور اس عظیم کائنات کے مالک کو دیکھ سکے اور اس کے ذریعہ روشنی و حرارت، زندگی، محبت، اعتماد، عزیمت، سکون اور اطمینان حاصل کر سکے اور جس کے ذریعہ اس کائنات میں وہ زندگی، قوت اور تعظیم کے اصل سرچشمہ سے واقف ہو سکے اور وہ مرکز پا سکے، جس سے اس دنیا کی منتشر اکائیوں کو ایک وحدت میں پرویا جاسکتا ہے، اس کے لئے کائنات ایک ایسی اکائی (UNIT) بن جائے جس میں نہ کوئی اعتبار ہے نہ تضاد، نہ لٹاؤ نہ اور نہ پیدائش اور نہ چھوٹی چھوٹی خود مختار اور بے لگام نگڑوں میں بنی ہوئی ہے، جس کے آپس میں جنگ و جدال کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ بلکہ یہ پوری کائنات ایک مملکت بن جاتی ہے، جس کو ایک طاقتور اور رحم دل، ارادہ چلا رہا ہے، جس کے یہاں مشرق و مغرب کی کوئی تفریق نہیں۔

رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا

(العنکبوت: ۲۰)

وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے، اس کو کارساز و نگہبان۔

### انسانیت کا نیا تصور:

اس طرح انسان بت پرستی، دیوتائی، ادھام و خرافات، امن گھڑت جہانوں، قریب و دور انسانوں اور رسم پرستی کے تمام بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے اس طرح وہ خالق اور مدبر



کو کثرت کے علاوہ کسی کے لئے بھی نہ گلوں۔ ہونے کی ذات سے نجات پا جاتا ہے۔ جہنم اور جہنم کے دروازے، اور یہاں پر نام، ناقص ہو یا مابین اب فرشتے ہو یا انسان مرد ہو یا عورت۔

دل کی آنکھ جس کو نہیں چلے گا، اس کو اس سے انسان جہنم کی طرف اور اپنی طرف کی طرف، کیلئے ہے تو وہ اپنے آپ کو اس عالم میں اس کا نظریہ ہے، جس کے اندر خالق کائنات نے اپنی رائے پھونکی ہے، اور اس کو چاہیں اور راز اس بتایا ہے، جس کو چاہیں کتاب امتداد ہے، ماحول پیدا کیا ہے، اور اس کی حرمت افزائی کی، بتایا ہے، تو قیامت اور اتھار کا نام، اور کھمبہ ای، امامت، و سیرت کا تاج پہننے، دینی کی روشنی اس کی خاطر پیدا کی، اور اس کو اپنے لئے پیدا کیا، اور اس کے فرشتوں سے پیدا کر دیا، اور اس طرح اس کے لئے حرام کر دیا، وہی مخلوق ہے جس کے سر گلوں ہو۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ، الص ۴

(ترجمہ) ہم نے انسان کو بہترین مقام پر بنایا، جس کے ساتھ یہ انیس

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَخَلَقْنَاهُمْ فِي الْفَرَدِ الْأَعْلَىٰ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنْ

الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا تَقْوِيمًا ۝

(ترجمہ) اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشا، اور ان کو پرویز میں سے بنی پر پیدا کیا، ان کو پاکیزہ رزق دیا، اور ان کی بہت سی خصوصیات پر انبیاء انسانی۔

جہاں اس انسان نے جس نبوت کی آغوش میں بیٹھ کر رہا ہے، وہاں اس نے اپنے ہم عصر انسانوں اور اس انسانی خاندان کو جہاں سے زمین پر مشرق و مغرب میں پھیلنا ہوا ہے، دنیا، آسمان، ایک خاندان، ایک آیت، اور ایک ہی راہ جو درگاہ ہے، ایک ماں اور ایک باپ کی سب اولاد ہے، اس کو تعلیمات، دینی کی روشنی میں خدا کا کلمہ (عقل اللہ) پور کیا، اور یقین کیا، کہ اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ پاکیزہ ہوگا، جو اس خدائی کلمہ کے سب سے زیادہ واضع و کام آمد ہے، وہاں اور مسلمان کہے گا کہ اس طرح وہ جان اور اس طرح رکھتے ہیں، اس طرح خاندان بشریت کا یہ فرد زندگی ہو جس رحمتانہ، اور یہی ہو کسی طرح دروازہ اللہ کی رحمت، جس رحمت کو محمد بنی کرنا ہے، اہل ایک خاندان کے افراد کے

درمیان درجہ نفس، قومیت، ملائیت، ملت و افلاس کی بنیاد پر ہیں۔ قومیت اور ملائیت کی بنیاد پر ہے۔ اس کے لئے کیا کرے گا؟ ایک طرف ملت کی تاریکی اور تاریکی میں نہ اٹھے۔

نور شہید العباد کلیمہ احمد

(ترجمہ) جس کو اس حق سے بہانہ ہے بھلی بھلی ہیں

دوسری طرف ان کی روشنی میں ایک بڑے مجمع کے سامنے ہوا ان کرتے ہوئے

۱۰۰

یہ ایسا ہے کہ کلمہ من ادو اندو من نور لا فضل لعربی

علیٰ عجمی ولا لعجمی بحسب عربی ولا یحس علیٰ اسود ولا اسود

علیٰ اسد الا بالتقویٰ

وہ کہتا ہے کہ اب لوگ والد اسود اور والد اسود سے پیدا کئے گئے تھے۔

میں نے کوئی عرب پر امر نہیں دیا کہ وہ عرب پر کوئی فضیلت یا ترقی دے۔ میں نے امر نہیں کیا

کہ وہ کہے کہ وہ عرب پر کہہ دے کہ وہ عرب پر کہہ دے کہ وہ عرب پر کہہ دے

احمد حق بنی مائتہ

بِأَنَّهُمْ أَشْقَىٰ مِمَّا ظَنَّنَا ۚ كَلِمَةٌ مِنْ ذِكْرِ الرَّسُولِ ۖ هُتِفَتْ لَهُ سَمْعًا

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ ۚ إِنَّكُمْ مِنْكُمْ عِنْدَ اللَّهِ تُفَدُّكُمْ ۚ وَالْمُحْسِنَاتُ ۙ

وہ کہتا ہے کہ میں نے سوچا تھا کہ وہ سب لوگ ایک مرد اور ایک عورت سے ہیں۔ یہاں پر امر نہیں کیا

تو میں نے ان لوگوں میں ان کے لئے یہ کہہ دیا کہ اس میں ایک اور ہے جو بیچارہ ہوئے تھے

اس میں سب سے زیادہ شریف وہ ہیں جن میں سب سے زیادہ پورے ہوئے ہیں

انہی کی دعوت اور ترغیب کا کار

انہی کے واسطے وہ انہی کے لئے اپنے اور میں امر اپنے اپنے عقائد دعوت میں

درجہ عربی کی بنیاد پر ہے۔ ان سب کے بعد اس انسان کی تربیت پر انہی کو چاہئے کہ انہی

درجہ اشرفی کی بنیاد پر ہے۔ انہی کے بعد وہ دعوت پر ہے۔ پھر انہی میں اس کو کوئی غلط یا



تک قدرتی دولت و صحت کا تعلق ہے، آپ کو معلوم ہے کہ یہ چیزیں ہمیشہ سے افراد انسانی کی تابع اور اس کی رہنمائی میں رہی ہیں، لہذا جب بھی انسان کا ارادہ و اختیار ارادہ اس کا مقصد پاکیزہ و مقصد بہت دور واپسی محدود طاقت و دولت، معمولی آلات اور کمزور محسوس وسائل سے بڑے بڑے کاموں کو انجام دے سکتا ہے جو اس دور کا ترقی یافتہ تمدن انجام نہیں دے سکتا ہے، اور اس کے ذریعہ وہ انسان اور بنی نوع انسان کی وہ خدمت کر سکتا ہے، جو وہ لوگ انجام نہیں دے سکتے جن کے پاس وسائل و آلات کا بڑا ذخیرہ ہے، کیونکہ جب بھی کسی چیز کے انجام دینے کا عزم راسخ پیدا ہو گا تو فطرت سے اوجھل طاقت سامنے آ جائے گی، وسائل بھی پیدا ہونے لگیں گے، مشکلات پر قابو بھی حاصل ہو گا، اور وہ عزم قومی ہمارا ست پڑاؤں اور صدمہ روں کا جگر پار کرنے کا آلہ کار بن جائے گا، اور اگر حسن نیت اور عزم راسخ ہی حاصل نہیں ہے تو وسائل بیکار، آلات بے سود ہیں، اور موجودوں کی ایجادیں ضائع ہیں، بھوک اور پیاس کی شدت، ماس کی مستی، محبت کی بے تابی اور شوق کی فراوانی کبھی اور کسی زمانہ میں بھی زیادہ ظہور یافتہ کی مثالیں نہیں رہی ہے، ہر زمانہ اور ہر دور میں وہ اپنی ضرورت پر رہی کرتی رہی ہے، اس کو معلوم ہے کہ کس طرح اپنا مقصد حاصل کرنے اور دنیا و مافیہا پر اپنے اپنی کردار اور حسن تربیت سے انسان کے اندر ایک ایسا ارادہ پیدا کرے، دنیا جس کی وجہ سے وہ دیکھ رہا ہے اخلاق کو اپنانے اور ان کو اپنی زندگی کا مقصد بنانے کی اس طرح تربیت محسوس کرنے لگا، جس طرح کوئی بھوک اور پیاس کا مادہ محبت کرنے والی ماں یا عاشق بے تاب محسوس کرتا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی راہ خود آسان ہوئی، اور وہ سب کچل خود بخود حاصل ہونے لگا، جو اس زمانے کے اعتبار سے کافی تھے، اور اس طرح وہ تمدن وجود میں آیا جس میں انسان نے امن و راحت اور سر بلندی و سر فرازی کا زیادہ سے زیادہ حصہ پایا، وہ تمدن بلاشبہ محدود اور سادہ تھا، اس میں کوئی پیچیدگی نہ تھی، نہ کوئی فلسفیت تھی، مگر اس کے اندر مستقبل میں محسوس اور کھینچ تیاروں پر ترقی پذیر ہونے اور سعادت پانے کی پوری ممکنہ بات تھی۔



## یورپ کی مادی فتوحات:

لہذا مغرب نے کائنات، صنعت و حرفت اور مادی و فنی ترقی و ترقی کے سہولتوں سے جو ہمیں دیا ہے، اس کی اصل منزلیں تھیں۔ یہاں پر ایجادیں کرنا اور بافتوحات پر فتوحات، اس کے سہولتوں میں ہیں۔ یہاں تک کہ آج اس منزل پر پہنچ چکا ہے جس کا گذشتہ صدیوں میں تصور ہی نہیں کیا جاسکتا تھا اور جس کی تفصیل کی یہاں نہ جیت تھی اور نہ مثالوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بلاشبہ یہ ملک علوم و ادب کا ایک ممتاز ترین علمبردار ہے، مغربی تمدن کا یہ ایک ممتاز مرکز و دارالافتخار ہے، خود یہ عقیدہ مرکزمطبی (لندن یونیورسٹی) جس میں مجھے اس خطاب کا شرف حاصل ہوا ہے، اس تمدن کی ترقی و ترقی میں اپنی دوسری اہم شریکوں کا ہوں گے ساتھ جو مادی و فنی کی سرپرستی کرنے میں نمایاں حصہ لیتا رہا ہے، اور ان دلوں نے وہ اسباب فراہم کئے ہیں، جن کے مظاہر سائنس اور صنعت کے میدان میں نظر آتے ہیں۔ لہذا اس موضوع پر زیادہ تفصیل ہے، اور اساعت و وقت کے مرادف ہوئی۔

بلاشبہ یہ اسباب و وسائل فراہم ہوئے اور یہ اللہ کی نعمت ہے جس کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی۔ ان اسباب و وسائل کا ایک انبار آج نگاہوں کے سامنے ہے، ان کا مقصد و جو یہ ہے کہ کسی کام کا یہ بندہ اور آلات ہوں، بے پیار قوت و جہت تاکہ سرعت کے ساتھ مقصد ہر ادق کے وسائل جو آج حاصل ہیں، ان سے بہت کم و درجہ کی چیزیں بھی پوری انسانیت کی فلاحی کا باعث بن سکیں، ان سے بہت کم اسباب و وسائل کے ذریعہ انسان کو ہر مسرت زندگی بخشی جاسکتی تھی، عالمی امن اور سکون خاطر بھی حاصل ہو سکتا تھا، یہ ممکن تھا کہ ان کے ذریعہ محبت، الفت کی فضا دنیا میں قائم ہو جاتی، لوگ نیک دوسرے کو سمجھتے اور فہم و فہم کرتے، انسانیت کے مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے خاندان کی شاخیں آپس میں مصنوعی دیوار میں منہدم کر سکتیں، آج دنیا کے ایک گوشے میں بیٹھا ہو انسان دنیائے دوسرے کنارے کے بسنے والے انسان کی مدد کر سکتا ہے، اس کے دل کی دھڑکنیں سن سکتا ہے اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے، ظالم کو ظلم سے روک سکتا اور مظلوم کی مدد کر

سکنا ہے، پریشان حال کی فریاد پر پہنچ سکتا اور نکلے ہوئے اور بند کی مدد کر سکتا ہے۔ کیونکہ بہت کم اور انسانی کمزوری کی بنا پر جو عذریاں تھیں، وہ ختم ہو گئیں، جس کا عصب و اعصاب تھیں اور جتنی تھیں، اب دو آفات وہ داخل ہو رہی ہیں جن سے انسان بیکار ہو چکا ہے۔ خود بخش پوری کر لیتا ہے، اب تباہی کا کام کرنے والے کے لئے کوئی مدد دہتی نہیں رہا، انسانیت کے بیکار خواہ اس کے رہنما کس چیز کی کمی کا محسوس کر سکتے ہیں؟ کوئی فرد یا حکومت یا سوسائٹی۔

وسائل کی ن کامی:

حضرات اہل اہل و وسائل تو اس کام کے لئے بالکل کافی تھے کہ مصائب و خطرات سے گمراہی اور دشواری سے چور انسان فی دنیا کو "جنت رشتی" میں تہیہ کر دیتے، جہاں نہ کوئی مصیبت نہ ہو، نہ شقت، نہ مستقبل کا خوف نہ ماضی کا غم نہ آپس کی جنگیں ہوں نہ دلوں کی سردی، نہ افلاس، نہ نہ مرض، لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان میں سے کوئی انسانی غرض پوری ہوئی، کیا دنیا سے خوف و اضطراب کا وجود ختم ہو گیا، انسانی دنیا کے بادل چھٹ گئے؟ کیا اب انسانوں پر ظلم و زیادتی نہیں ہوتی، کیا امن و سلامتی، کیا کو حاصل ہوئی، کیا دلوں میں قتل و پید ہو گیا؟ اور آخر میں کیا جنگ کا بھی شبہ اور خوف نہ رہا، ہمیشہ کے لئے اور ہر وقت اور ہر جگہ کا "خیر سرش" آخری موت مر گیا، مجھے اس کی ضرورت نہیں کہ ان حالات کے لئے آپ کے جواب کا انتظار کروں، کیونکہ یہ عظیم الشان شہادت و تہہ کن وجہیں سوز و گم و قاتلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے اور اس کی بربادیاں ہر تباہ کاریوں کا نشانہ بن چکی ہیں اور ہر تہہ سب انہی دور سے گزر رہے ہیں، ان ملک کے مفکرین و مستشرقین نے خود اس کی کتابوں سے ایک عظیم الشان کتاب تیار کر دی ہے، جس میں اس تمدن کی الٹی ہوئی مصیبتوں کی بڑی باریک بینی سے تصویر کشی کی گئی ہے، اس ماضی کی مصیبت، بربادیاں اور عذاب و آفات، ماضی ان کی شانہ ان کی پرانگی، ہے چھٹی، اضطراب کا کام نہ ہونا، خوف و رعب کا چھانچا جان ان نکلے جانوں کا موضوع ان کی

ہے۔ یہ نکتہ جو کچھ ہے جس کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں یا اپنی جگہ دیکھیں کافی اور بہت ملال ہے۔

خلطی کہاں اور بھی ہے۔

آئیہ یہ بتائی ان آلات و سامان سے کیونکر برآمد ہو رہے؟ یا ان کے لئے  
و سامان تو کوئی ہے۔ پھر یہ ہیں ان کے اندر کوئی ارادہ نہیں، تو خدا سے خلق اور ان  
رہائی میں مبتلا نہیں ہے۔ پائے کے لئے ہر وقت تیار ہیں، اس سوان کا جواب کسی باز کا  
نہایت نہیں ہے۔ اور نہ ہی پہلی کا جھٹکا ہے۔ یہ اس میں کسی خیر یا عیب کی ذمہ داری اور قوت  
فریادی نہیں ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ جس قدر انسانی علم و فہم نے ترقی کی وہ  
قدر انسانی نے ترقی نہیں کی، آفات اور امارت تو بہت ترقی کر گئے، لیکن انسانی  
درجات اور انسانی ارادوں میں کوئی بہتری اور سدھار پیدا نہیں ہوا۔ یہ کہنا یا ممکن ہے  
اس علم و فہم نے اخلاق و انسان کا حق مار کر ترقی کی منزل میں طے کر میں قلب و روح کو  
حق مار کر ترقی کی منہ نہیں دے کر لیں قلب و روح کا حق مار کر روح کو اور قلب کو چھوڑنے  
بہت ہی حاصل کر لی۔

انسانی نیت کا وہاں نہ رہتا ہے نہ نیتیں دل مراد ہیں۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے ساتھ کہنا چاہا ہے کہ مغرب نے اپنی سرگرمی اور  
ذمہ داری کو انسانی کے باہر ہی دیا تو بنایا اور اس نے انسانی کا کل سوا کر  
دیا جو جہد قربان کر دی۔ اور انسان کو نظر انداز کر دیا۔ وہ انسان جو اس دنیا کا کل سرسبز ہے  
و جس کو جو ہے۔ اور اس قدر ترقی کا سبب سے پہلی شایہ کر رہے وہی اس ترقی سے محروم رہے  
اور نہ ہی اس نے اس علم و فہم (یا لوجی) نے کبھی اس پر توجہ بھی کی تو انتہائی محدود اور مادی  
انداز میں، اس انسان کی تہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی تھی اور اس کی فطرت کو بے نقاب  
نہیں کیا جا رہا اس کی جسمانی صحت و ایمان و عقیدہ اور اخلاق کو ستونہ کرنے کی بھی فکر نہیں کی تھی۔

انسانی نیت کا قفل صرف ایمان کی کھنٹی سے کھلتا ہے:

ان ایمانیوں کے ہاتھ وہ سر نہیں آیا، جہاں سے انسان کا رشتہ ہوتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ





آپ اپنے بارے میں اس قدر شہر میں میں تھیں کہ میں اور تیرہویں پہاڑوں والے نے اور  
 سور میں وچا تا ہے۔ مشرق کا رخ دیکھ کر یہاں سے سب سے پہلی دھڑکتی ہوئی آواز  
 یہ ہے کہ آپ نے جو مٹی ہستی کی تھی اُس میں حاصل کی تھی۔ یہ آپ کے لئے ہے کہ  
 نے اسباب سے ترقی ہستی میں اس کا پتہ دیکھ لیتے ہوئے اس وقت کے ماحول میں اس کی  
 تاریخ میں کوئی ٹکڑی نہیں ہے۔ نہ کہ جزیرہ قمریہ کے ایک دور دراز گوشے سے ہاتھ دھکیں  
 پر مٹی، یہاں میں اس طرح پھیل گیا کہ تینوں شامیں

میں اس سے تھوڑے سی لمحے میں  
 نئی مٹی اور نئی مٹی پیدا کی

جواب میں آپ نے اسے اس حوالہ سے پیش کیا کہ اس وقت کے ماحول میں  
 اور وہاں مٹی کی بڑی مقدار میں تھی کہ اس تمام مٹی کو دور کر کے اس  
 کے پتہ میں دیکھ لیتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قدرت ہے۔ اس سب میں اس وقت  
 ہاتھ دھکیں۔ زمین کے مٹی کی ایک نئی صورت نکال دیا۔ مٹی کے اور جس کے لیے  
 اس کی ترقی و ترقی کا ایک ماحول شروع ہوا تھا ہے۔ اور ایک نئی مٹی کے ماحول میں اس کی  
 اس مٹی کی نئی اس مٹی آپ پر اسے لایا دیا۔ مٹی سے کہ آپ اس مٹی کے  
 سے بڑے علم پر اور ایک مٹی سے مٹی مشرق میں بھی اس کے پیغام دینے کے  
 اس مٹی پر ہے کہ آپ اس مٹی پر بھی دیکھ لیتے ہیں کہ اس مٹی پر ہے کہ اس  
 آپ یہ مٹی دیکھ لیتے ہیں کہ اس مٹی پر دیکھ لیتے ہیں کہ اس مٹی پر آپ  
 کو آواز دے رہے۔

وہ حقا کہہ میں اللہ عز وجل کتاب میں لایا ہے۔

اور حقا کہہ میں میں اس مٹی پر دیکھ لیتے ہیں کہ اس مٹی پر دیکھ لیتے ہیں کہ اس مٹی پر  
 خدا رحمت اللعالمین





کہ اللہ تعالیٰ ہم۔۔۔ راہی، اور زندگی کا مقصد پورا ہوا آخرت میں اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو اور ہمیں اپنا قریبہ ہونے فرمائے اور ہم اس کے سامنے سرخروہ اور بہشت میں ہمیں دیکھے سے اچھے مقام حاصل ہو یہ اصل مقصد ہے۔ یہ مقصد اگر کہیں پورا ہو رہا ہے تو بہت سہل کام ہے اور اگر یہ مقصد حاصل اپنے دامن میں پورا نہ ہو تو اسے خیر و بد دیکھنا چاہئے دامن یہاں آخری پید ہوا ہے اور اس کے ذریعہ ذرا۔۔۔ اس سے محبت ہے اور جنوں کو یہ یاد دلائے

رع نمار بھین از سنبل و ریحان خوشتر

وہ چیزیں جو مذہبی قوم پر آدمی کا خوب ہوتی ہیں وہ ساری وطن میں موجود ہوتی ہیں لیکن مجھے یہ کہنا تھا کہ اگر وطن میں نہ آئی، زندگی نہ ہو سکے اور خدا کے حکام پر نہ چلی۔ لہذا وہ وطن کو دہر سے ملا کر مانگا جائے کہ خدا سارا نظر۔

### حضور انبی بھارت

میرے بھائیو! جانتی کہ مکہ مکرمہ کی سڑکیں کہ جس کے تندر قدرتی طور پر انبی محبوبیت اور ان کی آواز ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

فَاخْلُقْ أَقْلِدَةً مِّنَ النَّاسِ لِيَقُولَ لِلْبُحْبُوحِ وَالْبُحْبُوحِ ۝ ۱۳

(ترجمہ) تو آپ تیار کروں گے لوگوں کی طرف مائل کر دیتے۔

اس اللہ و رسول کے دلوں کو ان کے لیے کہ جیسے جتنا طہیں سے وہاں پھینکتے ہیں۔ یہ لوگ پھینچتے رہیں۔

محبوبیت ترسٹا ہے اور اس میں بہت حد تک اس میں سفاک اور مردہ پھر اس کے نزدیک مٹی اور عورت نہیں جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ یہاں مسلمانوں نے لئے خدا کی زندگی شکل بوری ہے تو فرمایا ہمیشہ ہے جائز یہ کہوں کہ مایہ ناز میں پر قائم رہنے کے لئے فرمایا کہ یہاں لوگوں کو پڑھ سکے خدا کی عبادت نہیں کر سکتے ان کا تندرستی تو ان کے سامنے ہکا دیا جاتا ہے۔ ان کے سامنے خدا کی توہین کی جاتی ہے۔ تندرستی ان سے آخر ان کی کوشش کی جاتی ہے تو فرمایا کہ جوش چل جائے اور توجہ ہو



نہ۔ اور اسلام کی روشنی میں اس کے دور یہ خط بھی اسلام کی دولت و برکت سے ہمکنار ہو جائے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ملک عرب کے دور اگر حسب مشرقی، مید، اندر، پیش۔ طیشیہ اور گورنر کے پڑھنے والوں پر پہنچے تو جڑوں سے نکلے۔ مسلمان ہونے اور یہاں آج مسلمانوں کی جلی ہوئی ادایت ہے۔ آپ تحقیق کا مطالعہ کریں گے تو محسوس ہو جائے گا کہ اسلام و دور عرب و صحراؤں کے دور میں یہ چیزیں یا پھر مسنونہ و رسم کی اور یہ چیزیں۔

انہوں نے ہر قسم کی سختیوں اور سزاؤں کو برداشت کیا۔ ان کی زندگیوں میں جو کچھ ہوا، وہ ان کی زندگیوں میں شامل تھا۔ ان کی زندگیوں میں جو کچھ ہوا، وہ ان کی زندگیوں میں شامل تھا۔ ان کی زندگیوں میں جو کچھ ہوا، وہ ان کی زندگیوں میں شامل تھا۔

اور یہاں ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ اس کا مقصد یہ ہے کہ  
معاشرہ اور متمدنیت کے ریل میں جگہ جگہ سے کھٹکے لگائے گئے ہوں اور ان کے  
معاشرے کے لئے یہ سب کچھ ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رزق، اور اہل ایمان کی پابندی میں یہ سراسر عمل ہائیں اور یا  
ہوں، جلی نکات مراد وہ ہیں کسی اور موقع پر لکھی جائیں گی۔ یہی ہے جو پند  
یہاں دیکھا اس لیے کہ یہی ہے یہ چند لکھی پاتیں ہے تکلف عرض کر رہا ہوں۔ اگر آپ کی  
زندگی اور آپ کے یہاں قیام کا معاملہ ہے تو یہی ہے کہ اس کی وجہ سے وہاں رہنا ہے تو یہ  
مفتویٰ دینے والوں کے آپ کے یہاں رہنا صرف جائز بلکہ ایک عبادت ہے اور آپ کے ایمان  
اور پاکیزگی کی ذمہ داری کے لیے اس کے لیے ایمان نہیں تو جیسے اس سے بہت بڑا عظیم ہوتا ہے  
کہ یہ پائے یہاں کسی سے جس سے آپ نے یہ عہدہ لیا کیا جواب دینے کے کہ اس  
کا نام لکھنے کے لئے وہاں کے لئے یہ اس کی کردار ہے، وہ مسلمان کی شان ہے۔  
اور اگر آپ نے یہاں رہنا کہ آپ نے اس پر ذمہ دار ہونا چاہئے ہے آپ کسی ایسی  
شے اور اس کے لیے کسی شے والی چیز میں شریک ہیں آپ نے اس کے لیے کیا ہے کوئی

1. *Phragmites* spp. *Phragmites communis* Trin. *Phragmites australis* (Cav.) Rostk Schmidt

[illegible]

وَبِالْأَعْيُنِ نَنْظُرُ ۖ مَا خَلَا بَيْنَهُمَا سَبِيلٌ ۚ

۱۰۰۰ روپے سے زیادہ مالیت کے سامان پر ۱۰ فی صد تک کی رعایت دی جائے گی۔

آئیے اسے اپنے بے شمار اعلیٰ باقاعدہ افسانوں کے چلنی کے آگے لے آئیے۔  
 ایک واقعہ اس کے آگے اس میں اسے وہ بات اور اپنی ہی طرح سے اس کے آگے لے  
 جو اس کے افسانوں کے آگے لے آئیے۔

بِأَمْرِ الْمَلِكِ الْمَدِينِيِّ وَفِيهِ كِتَابُ الْمَدِينِيِّ

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

ولا يجوز من الألفاظ المحذورة Q ان يحذف الهمزة

$$-5.12 \pm 1.04 \text{ eV} \text{ and } -5.27 \pm 0.21 \text{ eV}$$

ان مددگاروں کی پوری خدمتوں کے لئے ان کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔  
 ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے لئے  
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے لئے  
 اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے لئے



کی جو لہریں چلی آ رہی ہیں وہ یہاں کا رخ سر رہے ہیں تاکہ اپنا دامن اور جسم ہی بھر لیں تو ان ملکوں کا کیا ہوگا جہاں سے اچھے تعلیم یافتہ اور ذہین لوگ مادی منافع کے خاطر اپنے ملکوں کو چھوڑ آئیں، پس ان لوگوں کا یہاں رہنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت اور غیر مسلموں میں دینی دعوت کو اپنا مقصد بنایا ہے۔

### چند عبرت انگیز واقعات

میرے عزیز، اورٹ یہاں تو یہ حال ہے کہ یہاں بڑے سن میں متیم بہار۔ ایک عزیز مولوی عذر شرمائی نے کہا کہ یہاں ایک حاجی صاحب کا انتقال ہو گیا تو انیس فون آیا کہ آخری رسوم میں شریک ہوں۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے دیکھا کہ لاش کتابت میں رکھا ہے، سوٹ پہنایا ہو ہے، مٹائی لگی ہے، سونے کی انگلی پڑائی ہوئی ہے، عیسائی مرد عورتیں آ رہے ہیں اور kiss کر رہے ہیں، کتابت پر چھوں بارہ غیرہ ذہل رکھے ہیں اللہ تعالیٰ اس فوجوان کی قبر میں برکت دے، آخر عربی مدرسوں میں پڑھنے سے ذہن دہی ہوتا ہے۔ اس نے ان مردوں کے لڑکے کو بلایا اور کہا کہ میں جاتا ہوں، انہوں نے پوچھا کیوں؟ وہ یہ ہے کہ میں جو ہتھکڑیوں کا تپ کر رہا ہوں۔

ان صاحب نے کہا کہ ہم نے آپ کو بلایا ہے، ہم آپ کی بات مانیں گے مولوی مدثر نے کہا کہ پہلے تو ان کا سوٹ اتار دیجیئے، جوڑوں کو یہاں سے علیحدہ کیجیئے، ہم ان کو شرعی طریقہ سے غسل دیں گے، کفن پہنائیں گے یہ انگلی بھی نکال دیجیئے۔ ان صاحب نے کہا انگلی نہ اتار میں گارنٹی ہماری داند کا ہرٹ نہیں ہو جائے گا انہوں نے کہا کہ ہر انگلی ضرور علیحدہ کریں گے۔ اگر آپ کی والدہ کے ہرٹ نہیں کا قصہ ہو تو انہیں نہ بتائیے۔ خیر دور اضحیٰ ہوئے۔

• تو اتفاق تھا کہ نارے یہاں کا پڑھا ہوا پچھوہاں پہنچ گیا ورنہ خدا جانے کتنے مسلمان اس ملک میں ایسے دفن ہو سکتے ہوں گے۔ ایک اور واقعہ جس سے بڑی عبرت ہوئی کہ ایک مصری عالم کا انتقال ہوا جن کی بیٹھماہر بہن تھیں، مسلمانوں کا قبرستان قرار دیا۔

تو یہ رائے اس قدر قوی ہوئی کہ ان کے پاس سے یہ سوچ چڑی کہ وہ اس کی انہیں قیاساً مسلمان  
 ٹیپ میں رکھ کر لے کر لے جائیں گے۔ یہ کہہ کر یہ قوی ہوئی کہ اس کی حالت فرما چکے تھے یہ تعلقات عام  
 ہو چکے تھے اور ان کے پاس کوئی فکر نہ تھی۔

### دوسرا خطرہ

یہ میرا اپنی فکر نہ رہی اور ان کے اسرار پر قائم رہنے کا بندہ ہر گز نہ ہوا۔ آپ  
 انہوں نے انہیں دیکھ کر ہی سمجھ کر نہیں آئے۔ ایک تو ان کے پاس سے ہوا اور دوسرے تو ان کے  
 پاس سے تھے۔ یہاں پر وہ مسلمان آپ ان کے جو تعلیم یافتہ تھے ان میں سے تھے۔ آپ ان کے  
 پاس رہتے تو وہ ان میں آتی ان کے پاس سے کام کرتے تھے وہ تھوڑے بڑے تھے ان کے  
 والدین اور بھروسہ دار تھے وہ تھوڑے بڑے تھے۔ آپ ان کے پاس سے  
 یہاں میں آکر یہ اپنے کام میں آتے تھے۔ ان کے پاس سے ان کے پاس سے  
 مسلمانوں کے فائدہ پہنچتے تھے۔ ان کے پاس سے ان کے پاس سے  
 ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے  
 ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے  
 ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے  
 ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے

ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے ان کے پاس سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# موجودہ حالات میں ہندوستانی مسلمانوں کے لئے راہ عمل

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، انما بعد  
مستطاع من اس وقت کہ عالم اسلام کی اس طور پر تباہی و تاراج کے بعد، تباہ (تہ صعدہ) میں  
خاک اسلامی اقدار کے ساتھ ساتھ اور اسلامی رسوم و قنون کا مٹا دیا گیا ہے۔ اور جہاں ایک  
زبردست اصلاحی تحریکیں مسلمانوں اور عالم اسلام کے استحکام پیدا ہونے کی دعوت و اثرات  
پالنا لازم ہے۔ اور اس مسئلہ تک پہنچنے (پیدا کرنے) کے لئے کئی دور سے مکرر رہا ہے جس کی  
تخلیہ گذشتہ تاریخ میں مدد میں ہے۔ اس مسئلہ کی

اس دورہ نامہ کی میں دنیاؤں کا یہ فکری تشخص، دین کی دعوت، تبلیغ کے مواقع،  
معاشرت اور ملک، معاشرہ، حکومت، راجہ پرانے کے دور، اس طاقت کے ناقص الہام کی توجہ  
معارف اور عبادت اور دین کی طرف رہنمائی کی صداقت ہے۔ اور جہاں سے تو بڑی چیز  
ہے کہ ہم اس ملک ہندوستان میں ان کی زندگی کا تسلسل، انسانی وجود، عزت و  
آبادی، سرمایہ و ممالک اور صدیوں کا دین و ملی اقدار اور تہذیبی۔ یہ بھی غلطی میں پڑا کر  
ہے۔

اور اس طرف اور دراز تصورات اور یہ باتوں میں بلکہ یہاں سے بڑے مرکزی شہر میں  
جہاں وہ بڑی اقدار ہیں رہتے ہیں۔ اور ممتاز صدیوں اور جہاں امتیازات اور مہا قوت  
ہے، ایک تہہ ہے۔ یہ بھی ہم سے اوقف ہے اس کی زندگی گذار رہے ہیں اور جس کی اس  
تہہ، عید اور یہ ہے جس کی تصویر قرآن مجید نے اپنے پریقین و تکرار الفاظ میں اس  
کی چھٹی ہے۔



پھر بعض اوقات ان غلوں کی بنیادی قیادتوں یا قیادتیں پیش آمد مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی دینی سمجھنے والی تنظیموں اور اعلیٰ ترین سطح پر غیر معتدس جذباتیت، ممانعت اندیشی اور مروجہ اصولی عمل کرنے کے شوق میں بگاڑ دیتی ہے۔ کام لینے کی غلطی کی وہاں مسلمان شدید مذہبی منافرت و تعصب، تہذیبی، انتہائی کما آرمی (CONFIRMATION) PRAXION کا شکار ہو۔ پھر انصاف، تعلیم، صحافت (PRESS) اور اور شاعری (PUBLIC) کے ذریعہ مسلمانوں کی "کندہ نعل" کو بوجہ تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی اختلاف بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کا سہارا دیا گیا ہے۔ یہ عزائم تہذیبی، مذہبی، لسانی، فہمی اور چھتہ۔ یہی شعور دینے والوں کے لئے عزائم کی طرح نظر کرنے والے عام مسلمان کے لئے بھی بگاڑ دیتی ہے عزائم کو، لیتا، اخبارات پر ملاحظہ اور غیر میں ملتا ہے۔ سخت تشویش انگیز ہیں۔ وہ کبھی مادی اور بعض اوقات جذبات کے ساتھ یہ انداز دیا جائے گا بھی۔

انہیں کسی خدا کے نام پر ایمان رکھنے والے مسلمان کہنے کے لئے جس کے ہاتھ میں اس کا زمانہ عالم کی بار ہے اپنے دین کا مذہب، حق کا حامی، تنظیم بنیاد کرنے والے، پامال اور شہداء والے احوال والے، دوسرے مذہب کو بگاڑنے والے اور جس کی شان ہے کہ اللہ الخلق والا مہر (موجودہ حقوق بھی الہی کی ہے) تعلیم بھی دینی کا پیمانہ ہے (بہت بڑی اعتبار)۔ یہی حال ممکن نہیں۔ اس خدا کے نام پر ہمارے میں مسلمان کہا جائے گا۔

قُلْ اَللّٰهُمَّ عَلٰىكَ اَسْتَعِيْذُ نُوْنِيْ الْمَلِكُ مِنْ تَشَاؤُكَ وَفِتْنٰكَ  
لَعَلَّكَ عَلٰى شَيْءٍ قَبِيْهٍ ۝ فَوَالْحَقِّ اَللّٰهُ فِيْ الشَّيْءِ وَفَوَالْحَقِّ اَللّٰهُ  
فِي الْمَلِكِ وَفَوَالْحَقِّ اَللّٰهُ فِي الْمَلِكِ وَفَوَالْحَقِّ اَللّٰهُ فِي الْمَلِكِ  
وَمَوْلَانِيْ مِنْ تَشَاؤُكَ وَفِتْنٰكَ ۝ مَوْلَانِيْ مِنْ تَشَاؤُكَ وَفِتْنٰكَ ۝



میں نے انہیں اس پر چڑھا دیا اور اس کی نظروں سے بچنے کے لیے جواب مشہور کیا۔  
 انہوں نے کہا کہ میں نے اس پر کچھ حدیثیں نقلیں ہیں۔ ان کے پاس آفریقہ کی ایک کتاب ہے  
 جس میں ان کے نام اور حالات درج ہیں۔ ان کے پاس ایک کتاب ہے جس میں ان کے حالات درج ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قرآن و حدیث میں ان کے نام نہیں آتے۔ ان کے نام صرف حدیث میں آتے ہیں۔

(۱) اس وقت میں نے تمام مسلمانوں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے  
 مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض اور ضروری کام یہ جوئے الی الغنائات و قوپہ و متفقہ اور در  
 واپتال (گریہ و زاری) ہے۔ قرآن مجید کی صریح آیت ہے۔  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْمِعُوا بِلَاغِ الصَّلَاةِ إِنَّ الْغَايَةَ  
 الْحَبِيبَةُ ○

”اے ایمان والو! یہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کے  
 ساتھ ہے“

یہ دوسری آیت میں فرمائی ہے  
 اَسْمِعُوا لِقَابِ اللَّهِ دَعَاؤُهُ وَيَكْتُمُ السُّوَاءَ وَيَحْكُمُ  
 حُكْمًا عَاقِبَةً ○

”ایمان والو! یہ سن لو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس کے ساتھ ہے اور (کون سے) کلمے  
 تم کو یاد دلا رہا ہے اور (کون) تم کو یاد دلا رہا ہے (انہوں کا) جائزہ لیتا ہے“

یہ تیسری آیت میں فرمائی ہے  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ تَقْوَاهُ تَقْوَاهُ حَاسِبِينَ  
 تَكْفِيرًا عَنْكُمْ بِمَا نَكَّمْتُمْ ○

”ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔

تمہارے گناہوں سے اور گناہوں سے

نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ وہ بھی کوئی پریشانی کی بات پیش نہ کرتے تھے اور اگر کوئی ایسا کرتا تو فرمایا کرتے تھے: "ہو جاتے اور دعا میں مشغول ہو جاتے۔"

"حضرت خدیجہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حربه امر صلی .

یا امی وہود:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پریشانی کی بات پیش آتی تو آپ نماز شروع کر دیتے۔"

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان لیلۃ ربيع شدیدۃ کان

مفسرۃ الی المسجد حتی مسکن الريح واذا حدث فی الساء

حدث من مسرف شمس او قمر کان معروۃ الی الصلاۃ حتی

ینجلی . (الطبرانی المعجم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب تیز ہواؤں کی بات ہوتی تو آپ کی پناہ گاہ مسجد

ہوتی۔ آپ وہاں اس وقت تک قیام فرمایا کرتے کہ ہوا ٹھیک نہ ہوتی۔ اگر آسمان میں سورنا یا

چاند کو ٹھیک نہ ہوتا تو نماز کی طرف آپ کا رجوع ہوتا اور آپ اس وقت تک اس میں

مشغول رہتے کہ ٹھیک نہ ہو جاتا۔"

اس بنا پر اس وقت اسامہ غازی کی تلاوت قرآن پاک، خاص طور پر ان آیات اور

دعائوں کی تلاوت کا اس میں کیا حاجت ہے جس میں اس کا مان اور فتح و نصرت کا مضمون آیا

ہے مثلاً: لا یغنی عنک فریض . اور آیت: لا الہ الا انت

سبحانک نہی کنت من الظالمین ○

(تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور بے شک میں قصور وار ہوں)

(۲) دوسری شرط اور ضروری اور فوری قدم یہ ہے کہ معصیتوں سے توبہ کی جائے

نمازوں سے، بھلائیوں اور احکامات پر عمل کرنا ہو۔ اس سلسلہ میں نہایت



راشدہ حضرت محمد بن عبدالحزیز (م ۱۱۰ھ) کے تین ایک فرماں کا حوالہ دیتے ہیں کہ ان میں  
چوتھا ہے جو انہوں نے اپنی افواج کے ایک قائد کو بھیجا۔  
وہ تحریر فرماتے ہیں

”اللہ کے بند و امیر المؤمنین محمد کا یہ ہدایت نامہ منصور ابن عاف کے نام دیا۔  
امیر المؤمنین نے ان کو اصل عرب سے اور ان اہل صلح سے جو مقابلہ میں آئیں، جنگ کرنے  
کے لئے بھیجا ہے۔ امیر المؤمنین نے ان کو حکم دیا ہے کہ ہر حال میں اتنی ہی احتیاط کریں۔  
کیونکہ اللہ کا اتنی ہی بڑی زمین، ممان، موثر ترین تدبیر اور حقیقی طاقت ہے۔ امیر المؤمنین ان  
کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ امانی و مصیبت  
سے ڈریں۔ لیکن خدا دشمن کی تدبیروں سے بھی زیادہ انسان کے لئے خطرناک ہے۔  
آپ اپنے دشمن سے جنگ کرتے ہیں اور ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر غالب آجائے  
ہیں۔ اگر ہم مردود و فلول و مصیبت میں زیادہ ہو جائیں تو وہ قوت اور قہر میں ہم سے  
بڑھ کر ثابت ہوں گے۔ اپنے دشمنوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں۔ یہاں  
تک ممکن ہو اپنے انہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں۔“ (۱)

(۳) خیر معاہدوں کو اسلام سے متعلق کرانے کی خوش گزیر اور ایسے فی  
موقع کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ نامہ پانچ سو سے بڑی طاقت و طاقتی، مقتول  
پاکستان اور اہل و باغ کو فتح کرنے والے، قرآن مجید ۵ اجازت صحیفہ اور بی آخر  
الزمر کی تلاش و آواز یہ یہ کہ اسلام کی قبل فہم اور قابل عمل اور عقل سلیم کو متاثر  
کرنے والی تعلیمات ہیں جو کہ مکمل مانع و مصافحہ ان سے بڑھی جائیں تو نہ اثر  
کے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اور ان ہی کے دیکھنے اور سمجھنے والے ہیں جو انہوں کو  
ایمان بخش و اپنے آپ کو رہنما بنالیا۔ اور ملک کے ملک (جو اپنی صد ہا سال کی تہذیبیں  
فرقہ اور حکومتیں رکھتے تھے ان کے حلقہ گوش اور ان کے دلی و مسلح بن گئے۔





مصر، ریات سے، اسلامی عقائد، دینی فرائض اور اسلامی اخلاق سے واقف نہ ہوئے اور  
 بیرونی تعلیم دینے کی ذمہ داری خود قبول کرنا ہے ان پر لازم ہے کہ اس کو چاہیے ہی انسانی  
 و اسلامی فرض سمجھیں جیسا بچوں کی نوراک و خدا و لباس، پوشاک، صحت اور بیماری کے  
 علاج کی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور اس کا انتظام کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں دین کی  
 ضرورت، عقائد کی تعلیم اور صحیح اسلامی عقیدہ کی حفاظت اور تقویت کا کام ان کی سہانی  
 و طبیعتی ضروریات کی تکمیل اور ان کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے اور اس سے نکلنا  
 قرآنی و اسلامی ضرورت کی تکمیل سے غفلت برتنے اور اس کے بارے میں اہل انکار کی  
 سے کام لینے سے ضرور غلط ناکہ ہو رہا ہے۔ انکی تائید کا سبب ہے۔

اس لئے کہ ان کی تعلیم و تربیت اور صحیح اسلام عقائد کا مدد ملے ایک افاضی و اہل ذمہ کی  
 (ریات بعد الموت) کے لئے ضروری ہے اور ان کے لئے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد  
 فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (۱)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے“  
 اور صحیح حدیث میں آتا ہے۔

كلکم راج و تفلکم مسئول عن رجبہ

تم میں سے ہر ایک ایک سام اور ذریعہ است اور ذریعہ فرس انہوں سے ذمہ داری  
 حقیقت رکھتا ہے اور یہ ایک سے اس کی اپنی اس رعیت (ذریعہ لوگوں) کے بارے میں  
 سوال کیا جائے گا اس لئے ضروری ہے غلط محال، مسجد مسجد اور کتب کتب اور مدرسہ مدرسہ بچوں  
 کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے اور ہر حال و بالغ مسلمان اور نیاں دار آدمی کو یہ ذمہ  
 داری قبول کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل کی توفیق بخشے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ملک و ملت دونوں خطرہ میں

[illegible]



قدیم سے شروع ہوا اور ان کی کٹائی کی کوشش اس ملک کو نئے سرے پر لکھو گات۔۔۔ اور چار۔۔۔  
 کی بائیں ہاتھ بلے کے لی اس ملک کو نو دست ہے رخصت اور اس طرح حکومت اچھ۔۔۔ اور  
 وائشہ دہتری تو کٹائی ہے کھل صرف ہوئی۔ اس کی ملک کو اپنے قیصر کی کاموں میں ملکت اور بہت کام  
 میں ضرورت ہے۔ اس ایک سو یہ ہوا شیر ہے اس کو دیکھا کہ کھس چاہنے اس کی پاس سے خاموشی  
 سے نکل جاتا ہے اپنے دوستوں اور ان کو اس کی مرضی کے لئے۔ یہ اس کو الگ ہانڈے کی کوشش  
 لئے اس بات کو کہ اس کی تہذیبی و تمدنی مادی کا فعل نہیں ہے اس وقت ملک کو اس کی تہذیب  
 اور اس کی کھس کا ساتھ دینا ہے اس میں اس کی تہذیبی کوشش بھی نہیں ہے۔ اس سے ملک کی کھ  
 شکاات اور خیریت اس کی کٹائی کے ساتھ ساتھ کھ اور ترقی پذیر ہانڈے کا ساتھ نہیں۔۔۔ ملے گا۔  
 امریکا کی۔۔۔ (پہلے۔۔۔) اس سے سندھ پادما کھ اس ملک پر حکومت اور جب تہذیب  
 ہ ان کو کھائی کٹائی نہ تھا۔ اور وہ اپنی حکومت کو صرف خوف و رعب کے ذریعے ہی قائم  
 رکھتے تھے۔ پولیس کی کھ میں ایک ایسی کھ تھی جو لوگوں پر حکومت کا خوف و رعب  
 قائم رکھتے اور وہ ہمیشہ اس سے مراد ہوا اور اس کی واپسی کے وقت کے خیریت نہیں۔  
 اس کے لئے صرف اس میں کٹائی نہ تھی۔ اس کی کٹائی تہذیب سے متعلق نہیں بلکہ اس  
 کو اس کے پولیس کی تعلیم دی۔ اور اس کو اس کی کامیابی کا۔ یہ قرار دیا جس سے ہ  
 شریف آدمی اور ہانڈے کے ساتھ۔۔۔

## پولیس والوں کی تربیت

اس وقت اس کے لئے نو دستہ متائی اور اہل ملک ملک کی حکومت اور انتظامیہ پر نو دستہ  
 تو اس کو پولیس کی کٹائی کے ساتھ تہذیب ترقی چاہئے۔ ان میں خدمت۔۔۔ اس کے لئے اور ہندو  
 کا چند ہے پیر اس کے لئے ہے اور پولیس کو ایک ایسے شریفانہ اور ہندو اور انسان اور اپنے ہم  
 ہمتوں کے ساتھ کھ میں تہذیبی کٹائی کی کوشش کرنے چاہئے۔ ان کو اس کے لئے  
 میں تصور ہوتا ہے کہ اور وہ ان کے بارے میں محافظ و معاون نہیں۔ ان کے لئے ہندو  
 میں کوئی ترقی کسی ترقی کے ساتھ کوئی فرد کسی فرد کے ساتھ ترقی نہ کر سکے اور وہ فرقہ  
 وارانہ مساوات اور ظلم و تعدی کے لئے۔ میں (خواہ وہ کسی فرقہ کی طرف سے ہو) سہ

مخاندہ کی بات چ نہیں

آخر میں لیکن پوری اشد است و صرحت اور اجمیت و تاکید کے ساتھ یہ حقیقت  
 پندار اور فیہ خوبانہ مشہور ہے کہ مسلمانوں کے پرستاروں میں مدخلت اور کسی ایسے اقتدار  
 اور تعاون سازگی سے قطعاً پرہیز و احتیاط کی جائے۔ جس کو مسلمان اپنے امین میں  
 مدخلت اور دستور بند کی دینی دعویٰ آزادی کی تفتیح کا مرادف سمجھیں، دیکھنے سے ان  
 غلوں سے جوں مسلمانوں کی اکثریت باطنی جاتی ہے، یہاں مختلف اسباب کی بنا پر  
 (جس سے بحث کرنا ہے بعد) اتھارٹی کے تعلق کے خلاف ہے (زیادہ مذہبیت اور دینی  
 احساس بلذیت پیش جاتی ہے اس سلسلہ میں بہت چھوٹے چھوٹے قدم، رکتے کی  
 اندر دست ہے اور ملک کی اس عظیم ترین اقلیت کی (جس کو صحت نہ نہ زیادہ سمجھ بگاڑا نہیں  
 آرنوئی میں (یوہارنہ of UNSURE اور امن و مر کے خلاف نہیں) اس کے پرستاروں  
 میں ہمارے کے مذہب کا جز ہے، اس کی مذہبی تعلیم اور اس کے مرکزوں اور اداروں میں جو  
 ملک کے لئے خطرہ ہونے کے خیال تعلیم و تہذیب پھیلاتے اور دوسرے ملکوں میں اس  
 ملک کا نام بلند کرنے کا کام لیتے ہیں۔ کسی مذہبی اتھارٹی قانون کی بناء پر مدخلت نہ  
 اس اقلیت کے دل و دماغ میں (جو بعض ملکوں کی پوری پوری آزادی سے زیادہ وعدہ اور  
 ہے) کہ انہیں اپنی پیروی کرنے کا باعث ہوگا اور ملک کی تعمیر و ترقی اور اس کے  
 احساس کے لئے مخاندہ نہ چاہیے اور ترقی و ان پر اثر انداز ہوگا۔

اس ملک کا انسانی اخلاقی اپنے آخری اذکار کو چھوڑ گیا ہے، دولت پیدا کرنے کے  
 بند بنے اور جہاز سے تھوڑے بڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ کمائی کے شوق نے ان کو  
 فی شمس اور سرسرم Hysteria کی کیفیت اختیار کر لی ہے اور سب پر دست کمانے اور  
 زیادہ سے زیادہ مائت حاصل کرنے کا جوت ہمارا ہو گیا ہے، یہ ہندو ملک کے ہر معاشرہ  
 اور جماعتی سیاسی منسلکات سے ہے پر ہوا اور ہے نیاز ہے، وہ مذہب و اخلاقیات، شرائط و  
 معیاریت، سمیت ہر آئین سب نے حدود و پیمانہ سمجھا ہے، ہر جگہ میں سخت بد نظمی،  
 شعوبہ میں سخت لڑائی، ہر پرہیزگار اقلیت کا اور دور و اور رشوت خالی کی کرم بازی ہے،



انتہائی بے آلہ خانہ جات اور انجمنوں کے دورانی باتھ سکی اور انہی کی کمی ہوا توں کیا  
 نہ ملے تھے تو اس اور بعض مقامات میں اور عوامی گھروں اور آرمی پور تھیں جو اپنے لئے ہیں  
 یہ کسی ملک کے لئے خوب و عمارت کا خرمی و جہ اور سہا سہا کہہ رہا ہے کہ اس کی کامی اور ناامی  
 کی خرمی و سہا ہے کہ ان کے بدنی ختم ہوں اور ملک کی عزت کو اس میں ملانے ہوں  
 کیا اور اسے نہیں۔

قلب و محاشہ میں یہ جہنم مسکرت رہی تھی (دل پہ ہاتھ رکھو) یہ تو تیلہ ٹھیکہ بخاریق  
والہ تصور رکھنے والے سے بعد ان جوان عورت مجلس کے لئے آئے یہ مسکری اور تہمتی ہیں  
اور ریت سے غار بھی نہ نکلتی، تا کہ اس مست کو جس کی اپنے پیچھے بکار تھیں اور اپنے  
شخص نامہ سے سنا ہے کہ وہ ان کے ہاں اپنے مرقہ شہ و ہر باغیوں اور اپنے مسکن و وطن کی  
خدمت و مخالفت کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک کو صرف کرنے اور اپنی سبب الوطنی  
انسان کو اپنی اور شاہانیت و شہادت دینے کا اور جو۔

پھر یہ امت ہے جس نے متعلق (قرآن و حدیث کی روشنی میں) اپنے دلائل سے حق کیا ہے کہ

بہ حیثیت نکر سے دینا فی اعتبار ہفتات

اسی طرح کہ جس طرح کہ

معنا، نام، بار، تقسیم، جہاں، خیر

مختصر یہ کہ اسے وہ شوق اور فداکاری تھی جس کے وہ اس سے قطعاً بیزار تھے۔  
اس کی ساری بات حال و حال اور سرفرواہان باغیچوں کی کوئی تفریق نہیں، اور اس کی ساری  
اس کی ساری بات حال و حال اور سرفرواہان باغیچوں کی کوئی تفریق نہیں، اور اس کی ساری  
اس کی ساری بات حال و حال اور سرفرواہان باغیچوں کی کوئی تفریق نہیں، اور اس کی ساری

— ۱۰۰ —

بِأَيْدِيهِمْ أَهْلَ الْكِتَابِ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْهُمْ إِنَّهُمْ إِذْ لَمَّ يَدَاهُ الْغُفَّارُ

یہ سب کے سب غلط فہمیوں سے پیدا ہونے والی باتیں ہیں۔ ان کو صحیح فہم دینا اور ان کو ختم کرنا ہمارا فرض ہے۔

إِلَّا زَعَلَهُ وَنَحْسُ بِتُفِهِ الْقَوَاسِ الْفَاسِقِينَ

۱۔ تم اس چٹل کے لئے کہہ دو، یہاں سے بڑا فائدہ پانچواں اور ہزاروں سال پہلے کا۔  
اس شام پر آئے۔ دوسرے دن بعد اس پر قدم پر غلطی ہوئی اس غلطی کا نتیجہ ماری  
ہوئی اور ان خطرات کی نشاندہی نے بعد جو ہاتھ اور حقائق کی شکل میں اس کو برائیتیں دیں۔  
بہرہوش نشیں کو برائیتیں خطرات کے بارے میں بھی کچھ عرض کریں گے جو قیاسات نہیں۔  
مشادات و تجربہ بات کی شکل میں، کہتے والوں کے سامنے ہے۔

(۱) اس صفت سے لئے ہوئے جس سے لئے خدائی تعلیم اور نیک مقبول و متعین ہیں  
پانہ فہم اور نہ وری جائی ہو۔ اہل کسے بار سے جس بھی یہ انتظار اور طمینان  
نہ وری ہے۔ وہ بھی اس خدائی تعلیم اور مقبول و متعین وین چہ نمک کی مند و رہے ش اور نہ  
آخرے اختلاف نہ رکھی، اس لئے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

۱۔ رن مرعہ غلبہ اس حد اہت میں کہ قیم مسلمان جو۔ (از عبیدان)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (الشعري)

وہ انکار والو! اپنے اچھا چہن کو اور اپنے کھروانوں کو آٹکے۔

ایسی ملت کی ذمہ داری اس ملک میں بہت بڑھ جاتی ہے جہاں لازمی طور پر کوئی ایسا نظام اور نصاب تعلیم جاری ہو جو اس کام کے بالمقابل مقام کی تعلیم دیا ہو اور جس نے سماج میں اور متمدن جہات کو جدید رسالت کے بنیادی اساری مقام کے حتمی اور شرکات و شکایت کے اعلیٰ ذریعہ دہلی اور بلخ و کابل جہاں مسلمان بچے بھی کسی دوسری مذہبی قوم کی دیو مائے MYTHOLOGY پر مبنی پر مجبور ہوں۔ اس کا یقین کرنے سے کوئی مسلمان (تاریخ اور تعلیم کے ساتھ) بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، یہاں نصاب تعلیم، ضرر تعلیم، رسوم و عادات، مذاہب، پرچے، ذرائع ابلاغ، (ریڈیو اور ٹیلی ویژن) کے ذریعے سے صرف اپنی اور اپنی نسل کی فحش کی باریابی ہے بلکہ مذہبی و عقائدی نسل کشی کی بھی دھم سننے مسلمانوں کو اپنی "خود نسل اور اولاد کو" تھوڑی سی جاتی اور اپنی دھم پر مسلمان رہنے کا انتظام کرنا ہوگا، اور ان کی بنیادی و تعلیمی ذمہ داری قبول کرنی ہوگی اور اس کے لئے ان کی صحت، مرض و مرگ کے وقت علاج، لباس اور عام تعلیم سے زیادہ اس کی فکر اور انتظام کرنا ہوگا، اور خطہ اسے لیب پر لایہ و خیمہ اور پتھر پر اوہ حضرت یعقوب کی طرح ان کو اپنی اولاد کے بارے میں اپنی تعلیمات کا نسل کرنا ہوگا جو خدا کے اس پیغمبر نے اپنے فرزندوں سے یہ کہہ کر جو تین تین فریروں کی اونا تھی لایہ پر کرنا چاہا کہ

"فَاعْبُدُونِ هُنَّ بَعْدِي" (تم میرے بعد اس کی عبادت کرو گے) اور انہوں نے جواب دیا تھا کہ "عَبُدُوا إِلَهَكُمْ وَاللَّهُ أَكْبَرُ الْإِبْرَاهِيمَ وَاسْتَبْعِلُوا اسْتَبْعِلُوا إِلَهُكُمْ وَاجْتَدُوا وَنَحْنُ كَفَّ ضَلَالَتُنَا"

(ہم آپ کے معبود اور آپ کے باپ والا اور ابراہیم اور اسماعیل و اسماعیل کے معبودوں کی عبادت کریں گے، جو معبود ہے اور ہم اسی کے غم پر رہیں گے) (الانعام) اس کے لئے ہندو، ملتان کی ملت، مسلمان، کواچی، لہو اور اپنی نسل کی بنیادی دینی تعلیم کی ذمہ داری، خدا اور ضروریات زندگی کی فراہمی کے لئے ہر ہندو (مسلک کو پیش نظر رکھتے ہوئے) ان سے زیادہ اپنی قبول کرنی ہوگی، اس کے لئے آزاد کام کا سبب اہم اور اس قیام، اندھوں میں دینی ماحول پیدا کرنے، انوائتیں، مستورات (ماتیں اور بیٹوں اور





سے لحاظ سے تحریک خلافت کی بعد میں ملے ۱۹۴۷ء کے بعد آتے ہوئے انتظامات کیے گئے ہیں نہیں آئے، اس بورڈ کی تفکیک اور اس کے ان مشاند اور اسے نظیر جنسوں کا اہتمام ضرور ہوا کہ حکومت اور مسلم پرسنل لا میں اصلاح و ترمیم کی آواز بلند کرنے والے حضرات کو ہوا کارڈ معلوم ہو گیا، اور انتظامات جو گنیا کہ مسلمانوں کو مسئلہ پر حد فی حد متفق ہیں اس سے دانش مندی حقیقت پسندی، اور آگاہی سیاست کا بھی تقاضا ہے کہ اس مسئلہ کو اٹھانے میں احتیاط کی جائے لیکن ذہنیاتوں اور نیتوں کا مطالعہ فرق وارانہ اور سیاسی جماعتوں کا مشاہدہ اور مجالس آئین ساز کا تجربہ بتاتا ہے کہ اس کے بارے میں کھلی اور دائمی طور پر مطمئن ہونے کا جواز نہیں، ایسے مسائل کے بارے میں ہمیشہ جو کثیر بنے کی ضرورت ہے۔

ایک لفظ غافل ہووم و صد سالہ راہ دور شد

آخر میں اصلاح معاشرہ کا نسخہ دیتا ہے، ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے گھر اور خانہ دہانوں کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی بتائے ہوئے اور اللہ کے رسول کے برتے اور سکھائے ہوئے عائلی قانون (رشتہ داروں کے حقوق و فرائض تقسیم میراث، نکاح و خلاق، اور شادی بیاہ کی طریقوں) کے بارے میں سخت خود رائی، انحراف، رسم و رواج کی پابندی اور ہمسایہ قوم کی پیروی، جیٹلی سے کام لیا ہے، شادی میں حد و حد کا اسراف و فضول، شریعی امور و نہائش، حد و حد سے تجاوز اور آخر میں لڑکی و لڑکے کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ مطالبہ رواج پانچ ہے (نہیں کہ کہیں تک، زور کہیں "مختار و جواز" کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے) یہ رسم و رواج غیر اسلامی اور غیر شرعی ہیں بلکہ "جائیت و ضررہ" کی پیروی، نئے مسلمانوں کی اندھی تقلید اور دولت پرستی اور پیسہ کی حد سے بڑھی ہوئی لامنی کا وہ مظاہر ہے جو نہ صرف بے برکتی کا باعث بلکہ بہت جگہ قابل نکات لڑکیوں کے ہینے، بے اوکار کے والدین اور سر پرستوں کی اس پریشانی کا جب جو بعض اوقات اور بعض مقامات پر فرو گشتی کر لینے اور زبردستی لینے تک پہنچا دیتا ہے۔

اس صورت حال کے خلاف ایک مؤثر ملک گیر اصلاح معاشرہ کی مہم چلانے

خدا کی طرف سے جو عطا کیا ہے، اس کو بے شکریہ مانوں، شہر میں انصاف اور محبت کا جو میلہ ہو وہ  
معاشرے کی زندگی اور معاشرہ و اقدار و معیار، عزت و شرافت، اور انسانیت کی جو جڑیں  
و نفع و سب پر پال رہا ہو، اور وہ ان رسوم و عادات، تقاضوں اور تقاضوں کے قیام و اطلاق میں جو جڑیں اور  
مطلوبات میں سے جو کہ ان کے دین حنیف و حق و انسانی و انسانی کی حیثیت کو اختیار کرتے ہیں۔

وَمَا تَكُنْ لَكَ عِلَىٰ النَّاسِ سُلْطَانٌ

حکومت کے بارے میں نام انسانیت اور انسانی حقیقت، حکومت میں انہیں پابندیات اور پہلوؤں پر  
اٹکے کرتے ہیں، اور معاشرے میں انہیں سے جو کہ صرف صاحبِ فکر و معتمد ہیں، پند  
اسلامی و انسانی و حقیقی و فکری، میدانوں سے تعلق رکھتے ہیں، یہ جہان میں حکومت کو ختم  
کرتے ہیں کہ نہ

تو خود حدیث مفصل انہوں میں ازین مجمل

یہ ایک پھر ایک بار دل پر ہو رہا ہے اور جلد تمام کر رہا ہے پابندی ہے، کہ ملک و تہذیب سے  
بچانے اور اس کے موافق دینا اور اس میں وہ مقام حاصل کرنے کے لئے جو اس کی  
و سعادت، کثرت آبادی، و سائنس و انسانی و شہر و ریاست اور ایک ایسی ملت اور دین کی  
وجود کی میں نمایاں شان ہے، اس کی بنا پر اس کو خیر امت اور جس کے دین و نعمت خدا  
مندی اور آخری پیغمبرؐ کی انبیاء سے آئے۔

اَلْیَوْمَ اَنْتُمْ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ اَنْتُمْ عَلَیْكُمْ نَفْسُی وَ اَحْسَنُ لَكُمْ  
اَلَا سَلَامٌ عَلَیْہِمْ دِیْنًا وَ اَلْسَلَامُ

آج میں پر، ان پر کہ تمہارے لئے تمہارے دین اور پر ان پر کہ میں نے اپنا انسان اور پند  
کیا میں نے تمہارے دین کا نام دیا ہے۔

یہ بات غلط نہ سمجھئے کہ یہ جہان پر ہے تو ان کے ہاں اپنے مسائل کو بھی مؤثر ہے  
پر چھٹے کر کے ملک کی، ان کے اور صاحبِ اقتدار، عزت کو ان حقائق سے آشنا اور ان  
مطلوبات، نظاموں کی تعلیم کے آگام کرنے سے بھی قاصر ہیں اور ان سے بھی  
بڑھ کر جو کہ وہ ان کے سامنے درائی، اور یہیں تک بھی اپنی ضروریات و انسانیات، جو





موتی ہے۔ چہ چہ شہ جہان میں دھن کے دھن میں آواز سے موتی میں صدف میں آواز  
 ہے۔ اس میں ہر شے کی رائی میں ہے۔ یہ تھیں کہ میں نے اس کے جہ میں موتی میں موتی  
 سے صدف میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں  
 موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں  
 موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں  
 موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں  
 موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں

وہاں ہے کہ موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں موتی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## موت کے بعد زندگی

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

قال الله تعالى: منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة  
آخرى صدق الله اعظم

محترمہ حضرات اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علم کے بعد دوسرا بڑا علم جو انبیاء و دنیا  
کو بخانا کرتے ہیں اور زمان کے بغیر کسی اور ماخذ سے قطعاً حاصل نہیں ہو سکتا، وہ یہ علم ہے  
کہ انسان مر کر دوبارہ زندگی ہوگا اور یہ علم کھوٹ پھوٹ کر دوبارہ ہوتے گا۔ اس دوسری زندگی  
میں انسان کو اپنی پہلی زندگی کا حساب و کتاب دینا ہوگا۔ اس دنیا کی زندگی میں جو کچھ  
کیا ہے وہ اس کے سامنے آئے گا۔

انسان کے پاس اس علم کے حصول کے لئے انبیاء کے سوا کوئی ذریعہ نہیں، انسان  
کے پاس علم کے اخذ کرنے کی جو طاقتیں ہیں، ان سے نہ یہ علم ابتداً حاصل کیا جاسکتا ہے  
اور نہ اس کی تردید کی جاسکتی ہے، جو اس عقل، تجربہ اور ان کے علاوہ انسان کی خفیہ طاقتیں  
(جو اس باطنی) اور شہابی درجہ حاکمیت میں سے کوئی قوت اور ماخذ ایسا نہیں ہے جس سے  
اس عالم کی زندگی کے علاوہ کسی اور زندگی کے وجود اور اس کی تفصیلات کو ثابت کیا جاسکے  
اور نہ کوئی ایسی سورت ممکن ہے کہ اس زندگی میں عالم آخرت کا مشاہدہ کیا جاسکے، یہ  
معلومات سب خوب سے تعلق نہ رکھتی ہیں اور غیب کا اور اک انسان خود نہیں کر سکتا، اس کے  
علوم اور اس کی عقل اس کے حاصل کرنے میں انسان کی کوئی مدد نہیں کر سکتی، ان علوم اور  
عقل کے ذریعہ تا اس کو ثابت کیا جاسکتا ہے اور تا اس کی تردید کی جاسکتی ہے۔

انسان سے ہے دوست و قس و یو رہتی ہیں و غیور پر اعتماد کرنے انسان کے ہمی  
کی صداقت کے شہرہ آفاقان کو میرا ان کے بیان کی تصدیق یا نفع کسی علمی ثبوت و  
دلیل کے اس کا انکار۔ صدقہ کی فوج آج پاک میں ارشاد فرماتا ہے

”آپ نے (جسے کہ یہ شوقیات تھیں) ان لوگوں اور زمین میں جس میں ان میں سے کئی تھیں  
غریب کا علم نہیں؟ اللہ نے (امرائی سے) انہیں معلوم نہیں کیا وہ کس آبِ حیات کے  
جانبِ آخرت کے بارے میں ”ایسی ہی صحیحہ“ نکال دے۔ چہ ہو گئی یہ غلام، اس نے یہ کہہ  
دیا جو کہ میں نے یہ سنا ہے اس سے بالکل اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ۔“

انہیں جیسا کہ اوپر لکھا ہے اس پیش آئے والی حقیقت نے شوہر (آبیات) اور اس کے زوجہ کے مہمانت میں دنیا میں اور اس زندگی میں مٹے ہیں جن سے انسان یہ قیاس کر سکتا ہے کہ یہ واقعہ کس طرح ممکن ہے اور اس میں کوئی نقلی انقلاب نہیں ہے۔

اس کا نیک بے اثریہ اس کا ایک شاہد نو انسان کی پیدائش اور اس کی زندگی ہے۔  
اس نے عدم سے وجود تک، جبر و ہونے بعد تحلیل و وجود تک کتنے منور ہونے کیے ہیں۔

اس نے منی سے ٹپٹے، ٹپٹے سے منے ہوئے خون کی یا جوتک کی قلعی انقباض دلی، پھر تیک  
بیکل یا شیر معطل گوشت کا کڑا بنا، پھر ہریوں کا ڈھانچہ بن، پھر اس کو گوشت کا ہامہ بنالیا  
سینا، پھر وہ ایک دھڑکی تھوکی میں لڑکھوڑا رہا، اپ اس پیٹ کی اندھیری کوٹھڑی سے ٹپٹے  
کے بعد دو پچھمات تک مخلوط سے اوارہ میں، ہا، پھر جوانی کے زیرِ مہر میدان میں قدم  
رکھا، پھر یہ تو اس کو اسرا اتمہات کی پوکھت پر پڑا، ایسا ناواقفی مہریت کی آندہ کی اس  
پر نہ کوٹھیر اس نے بنا ہا پک کی قلعی خراں بھی، کھنسی اور زردی کا ان ستر شروٹ بنایا، یعنی  
جوانی کے بعد بدست پہ سر پھر اس پر پھینکی کشتیتیں جاری رہے تھیں، اس کی تو اس  
نے ایسا ایک کرے جو بے پرواہی اور غفلت نے سمجھا، چھوڑ دو، پچھماتی طرح بنے اس،  
دوسروں کی، شعیب کی اور خیر میری کھت جی ہوا۔ اس پر نہ مفراموشی جاری رہے تھی، اس نے  
لکھے بے باقی پسیرنی چیز پہنچانی ہو گئی۔

اس مضمون پر نہ تو ایک حصہ شتم ہوا نہ یہ ٹیلیکس س کا سب سے شتم نہیں ہوا اور سب سے شتم کی ایک









شب بات کی مرقعہ پیدائش جوں کی توں اس کے تباہیوں کا شہرہ ہے اور وہ بھی نہ  
 رہا۔ اور وہ پیدائش کی رات سے پہلے کے جس سے ان کو بھی اور پیدائش کی رات  
 اور روزگار کے لئے اور وہ اس کی شکیلی کو خوب جانتا ہے وہی زمانہ قدرت کے لئے  
 یہ ہے۔ قوتوں کے آگے کھاتا ہے۔ چہ تو اس سے آگے سکا ہے اس کو مع جس کے  
 رشتہ آگاہی پیدائش کے ہیں وہ اس پر قائم نہیں ہے کہ ان جیسے پیدائش کے لئے  
 نہیں اور تو بہت پیدائش کے خوب پاتے والے ہیں اس کی شان کو پاتے ہیں۔ اور  
 انی چھ تو کو مانا جاتا ہے تو اس وقت ہے کہ وہ باہر سے آگے جاتا ہے۔ اس کے  
 اس کے لئے قوت کے لئے اس کے لئے کیا ہے اور تم کے لئے ہے۔ اس کے لئے ہے۔

”امراء نے ایک کاس نامہ رقم نامہ میں سے چھ لیا ہے۔ پچھ سو قروڑ اور  
 ایک لاکھ نو سو میں سے چھ لیا ہے۔ پچھ قیامت میں ملو رقم نامہ سے چھ لیا ہے۔  
 لاکھ لاکھ لاکھ“

قد رتہ و زمرت سے پہنچتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان کے لیے یہ کیا میں سمجھتا ہوں۔  
(تقریباً ۱۹۷۰ء میں ان لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے مجھے ان کے بارے میں بتایا تھا کہ ان  
لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے ان کے بارے میں بتایا تھا کہ ان کے بارے میں بتایا تھا کہ ان کے بارے میں  
بے شک میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بارے میں بتایا تھا کہ ان کے بارے میں بتایا تھا کہ ان کے بارے میں

۴۔ آج کے مہر میں اعتدالیٰ اور پیار شگفتگی ہے کہ

[illegible]









انکو وہی آفرین کی گنتی چار بار دہرائے گا تو ہمارے ان ہی جتنی ملیں بدگنت ہیں۔ انکو وہی  
ملی کی جتنی کہ تمہارا ہے گا۔ ہمارے ان کو اس میں سے تو کھنکھڑے ایسے گئے اور آخرت  
میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ ان کی زبان نہ

میرا غم نہ تھا کہ میں جاؤں اور مستحقانِ امانت کو صاف نہ رہے۔ بیان کیا میرا  
 اہل و عیال۔ تم لوگوں نے کیا سوچا ہے کہ میرا غم نہ تھا کہ میں جاؤں اور مستحقانِ امانت  
 کو صاف نہ رہے۔ بیان کیا میرا غم نہ تھا کہ میں جاؤں اور مستحقانِ امانت کو صاف نہ رہے۔

انہیں لوگوں کے متعلق کیا ہے ؟

پھر ان کے معانی سے وہ چھٹھانے کے برعکس (تورق) کے وارث ہونے اور ان کے ذریعہ اس پہلے زمانہ کی دولت حاصل کرنے کے (یعنی کتاب اللہ سے سم و تجربہ سے دیوہی مافی جہان پیدا ہوا) اس کو معمولی مروت کے نام سے انہوں نے سنا۔

اس کی پہلی تفسیر میں ہے کہ (در حقیقت ان کو کمال حاصل ہوا ہے)۔ ان میں جو بزرگوارانہ (اعمال و صفات) الہی کر کے تھے، وہ اصل مروت و امن و امان کے۔ ایمان کے اس کتاب کا یہ حصہ نہیں ہے کہ یہ ہے کہ اہل حق کے لیے۔ ان میں اور انہوں نے اس کتاب کے اوجہ و پرکاشی سے اور آخرت پر پیرا نگاریوں کے لئے لکھا ہے۔ کیا تم

اس کو سمجھتے نہیں یا تو نہیں ؟

وہ لوگوں نے منسوب کیا۔ ظہورِ مظلوم میں بھی فرق ہے۔ یہ تو ان لوگوں میں ہے۔  
 ”اور پیشے آدمی اپنے ہی نام سے ہیں اور اب ہم کو کیا ملتا ہے؟“  
 نے نے ”نمرت“ میں انہیں کہا تھا کہ ”اور پیشے آدمی جو اپنے نام سے کہتے ہیں کہ وہ  
 اب ہم کو کیا ملے گا؟“ اس کے جواب میں ”نمرت“ میں بھی انہیں کہا تھا کہ ”اور  
 نے مراد سے تم کو تو یہ کہہ رہا ہے۔“

تو میں نے کہا کہ یہاں سے تعلق، بنوں و تخلیق اور جہانِ ظلم ایسا ہے، میرے لئے تصورِ عالم  
مختلف رہا ہے، ایسا ہے۔

”اے میری قوم! یہ دنیا تو بس ایک تخیل تماشا ہے اور آخرت ہی اصل  
نہوکانے کا ٹوکہ ہے۔“  
اور کہا کرتا ہے:

”یہاں سے اٹھ کر میری قوم! یہ دنیا تو بس ایک تخیل تماشا ہے اور آخرت ہی اصل  
نہوکانے کا ٹوکہ ہے۔“ (مضمون ۱)

آخرت کے عقیدے کے ساتھ عقیدہ (اولیٰ رحمت کا شوق اور زمین میں فتنہ و  
اور تخریب کا جذبہ) نہیں ہو سکتا۔ ان مقاصد و اطلاق کو اس عقیدے کے مزاج سے کوئی  
مناہت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سائنس کو پیدا کیا ہے:

”آخرت کا یہ ٹوکہ (جنت اور اس کی نعمتیں) ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص  
کر رہے ہیں جو زمین میں اپنی پراگندگی اور فساد اچھیڑی نہیں دیتے اور اچھا انجام صرف  
پر یہ دنیا دلوں کے لئے ہے۔“ (سورہ قیامت ۳۱)

اس لئے ایک معتقد آخرت کی زندگی میں ذاتی سر بلندی کا جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا اس  
سے خصوصیت و افتداری کی حالت میں بھی زندگی اور نیاز زندگی کی خوشییں باقی۔ بلکہ جس قدر  
اس کی گردن فرزنداتی ہے اسی قدر اس کا سر نیز بھٹکا ہے اس کو حسب طاقت اور دولت  
حاصل ہوتی ہے تو وہ ایک مشکل آخرت (قارون) کی طرح نہیں پکا رہتا کہ:

”مجھے برا ہے نہ اور اپنی دانش سے حاصل ہوئی ہے۔“ (سورہ بقرہ ۲۴)

بلکہ ایک خدا شناس اور معتقد آخرت بندے (سیران) کی طرح کہتا ہے:

”یہ میرا پروردگار کی بخشش ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا  
ناشکری۔“ (ذیل پ ۹)

وہ جب اپنے ہاتھوں بکھلا دیا اور اپنی سلطنت کو پھیلے ہوئی دیکھتا ہے تو داس پر ایک  
خداوند مہاشا: شاہ (فرعون) کی صراحت یہ نہیں کہہ سکتا:

”کیا ملک مصر اور اس پر حکومت میری شکر ہے وہ یہ نہیں میرے بیٹے بہرہ بخاں ہیں۔“

(ذیل پ ۱۵)

”کون مجھ سے زیادہ عظیم ہے؟“ اور آپ (ﷺ) نے  
 بلا ایک غیبی ہدایت کی طرح اس کا حال نہ دیکھنے پر انہوں نے زبانِ شکر سے  
 رازِ سرخ ہو جاتی ہے اور یہاں تھیں رہنا چاہتے۔

”لہذا وہ مجھے تو فلاح اور میرے لئے مقدر نمودے کہ میں حیران  
 انعامات کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے اور یہ کہ میں اپنے نیک  
 عمل کروں جو تجھے پہنچے ہوں۔“ اور اپنی رحمت سے مجھے (اپنے نیک بندوں میں شامل کر۔  
 (سورہ بقرہ ۱۷۹)

اور دنیا کی اس خدمت پر مطمئن ہو کر باقی نہیں رہتا، وہ جانتا ہے کہ اصل دُعا  
 آخرت کی عزت ہے اور اصلی دولت خدا کی عطا کی رحمت ہے۔ اس لئے وہ خدا کے  
 اعدائے شکر کے ساتھ جس آخری چیز کی خواہش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ دنیا سے نیک  
 سچے فرماں بردار کی طرح اچھے اور خدا کے نیک بندوں میں شامل ہو۔ حضرت یوسفؑ کہتے  
 ہیں:

”اے پروردگار تو نے مجھے بادشاہت دی اور خوابوں کی تعبیر کا علم اور اس کے  
 ذریعہ تمہاری تعظیم بھی عطا فرمائی، زمین و آسمان کے پیرائے کرنے والے تو ہی! نیز اور  
 آخرت میں میرا کارزار ہے۔ اے تو مجھے اسباب کی حالت میں دیکھنے سے بچانے اور  
 حد لینے کے ساتھ شامل کر۔“ (سورہ یوسف ۲۱)

معتقد آخرت دنیا کی دولت سے متنبہ رہنے میں آخرت و زمین و آسمان کی رسوائی سے  
 زیادہ اہمیت دیتا ہے، وہ اس سے آگاہ ہے کہ اگرچہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے  
 ”اللہ اے ایک آسمان و زمین و آسمان کے رب کہ لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔  
 جس دن کرناں اور چہرہ عام نے انہیں سے اور اس وہی لوگ (اسی دن کی رسوائی سے بچیں  
 گے) جو قلابِ شیم لے کر اس میں آئے۔“ (آپ ۱۹، ۲۰، ۲۱)

خدا تعالیٰ ہماری آخرت و دُعا کے آئین اسی دعا پر آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین







سوائی، محمود ہادی کا دور دورہ ہے، آج کے انسان ان سب کدھکیوں میں جکڑا ہے۔ سچ کے  
فکر مند انسان ان سچ پر مبنی جھوٹ سے جس کیلئے کسی پر اتار چڑھا ہے، اور اس کا دور  
کس کیسے جانتے؟

اسلام مجرم کون ہے؟

آپ تو انسان ہیں، جانور بھی اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ ان کا دشمن کون ہے؟ کتا بھی مارے گا۔ لہذا یہ باتو پر غور ہے۔ تو حیلے سے نہیں الجھو، جلد سے ہی بے بدلتی ضرب لٹکل مارتے، صیاد یہ تو مہر دے دے گا، کسی سے چھپے قصہ میں روز بڑھ رہا ہو، جھوٹے حیرانی کی جڑاؤ، مصیبت کا سد پھٹا نہیں ہے، مگر آپ جانور سے بھی اتنے گندے، شیشہ ٹٹکے میں رہتے ہیں، چاروں طرف - تو حیلے میں رہتے ہیں، حیلہ بانجھ ہے، جو ہر سارہاٹ، انکس دم، تھوٹا ٹھوس آنا، حیلے پر غصہ آتا رہا ہے، وہ جانور مطمئن ہے کہ نظر نہ آئے، تو دل کی آواز ہے، ہر سارہاٹ بڑے بڑے الٹاں دے دیا، صیادوں میں الجھو، جوں کی تو انسانیات نے سدھارنے خود انکس میں، مگر انکس میں "HIREKERS"

کا کہیں حال ہے، یہ ایک نئے نئے کاظمیہ WAY OF THINKING ہے، تو اس سے

پنجمیوں کے لئے کامیابی

میرے دوستوں! انہارے موبائے کا طریقہ ذخیرہ کرنے کا طریقہ بتا دیتا ہوں۔ یہ ہے۔ خود  
انگریز کافی تجربے کے بعد باہر مٹلین (COONVILLE) ہو گئے ہیں کہ ذخیرہ کتنی ہوئی  
انسانیت کے مسائل کو جس انداز سے حل کرتے ہیں وہی صحیح طریقہ ہے۔ سب اس طریقہ پر  
میں بنایا، پر کام ہوا، انسانیت کے دل کی پچاسیں نقل گئیں، آنکھوں میں سویدیں خود بخود  
وہرنا لگیں، انکی محبت دھڑکنے لگی کہ سب صرف آراء، مٹلین مان ہو گئے، مگر آں آں جانتے ہیں  
مٹلین اور ہر قوم میں نہ کارامت اتارنے والے آئے، ان کی تعصبات پر زمانہ کے پرانے  
پچھتے، کچھ ہمیں سنی خود بھی ہو گیا، ہم پرانے لکھ گئے، اس لئے ہمیں جبر و دھرم پرانے پہلے  
کے طریقہ کار (COYON-DATE) مٹلین ہوتے ہیں اور اس طریقہ پر سونا تارے









ہوا پھر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایک ہی زبان کے نام سے عرب میں قبیلے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک ہی زبان کو، یہودی، عربی، فارسی، انگریزی اور ہندی میں پچاس سے زائد زبانوں میں مسمکت (مسمکت) سے مراد وہی ہندوستانی میں ہندوستانی کے لفظ ہے۔ اس لفظ کے ذریعے انہوں نے انہوں کو مل کر رہنے میں مل کر خوشیاں منائی ہیں۔ خوش یا غم کے لفظ کے ذریعے۔

اللهم اني اعوذ بك من الخوف والهم والحزن

[illegible]

میرے دوست! انسانیت میں دایا دہ و مشدہ ہے، اس کی قیمت میں خود کو بیگانہ کرنا  
 دل بھڑکایا اس لئے یہ سب دنیا، دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے، دنیا بھر کی نگاہ اس طرف مڑ رہی ہے۔  
 دیکھتے ہیں دل کا پاپ، دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے، دل بھڑکائی ہوئی ہے تو اسے نہ کہہ  
 اور CONTROL ہے۔ انسانیت میں دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے تو اسے نہ کہہ اور CONTROL ہے۔  
 تو اسے نہ کہہ اور CONTROL ہے۔ انسانیت میں دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے تو اسے نہ کہہ اور CONTROL ہے۔  
 اسے نہیں کہہ اور CONTROL ہے۔ انسانیت میں دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے تو اسے نہ کہہ اور CONTROL ہے۔  
 یہ کام بھڑکائی ہوئی ہے۔ انسانیت میں دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے تو اسے نہ کہہ اور CONTROL ہے۔  
 میرے ہیں۔ انسانیت میں دھڑلہ بھڑکائی ہوئی ہے تو اسے نہ کہہ اور CONTROL ہے۔

میں رہیں یہ اور۔۔۔ میں انہوں نے ایسے دلائل پیدا کر دیئے کہ ہر طرف سے دلی ہوری بنی۔

نشدہ بندی کی خوشخبری میں امریکہ کی ناکامی:

ہماری سوسائٹی پانی ہوئی ہے اس میں ظلمت اور حجاب پیدا ہوا ہے، صرف شہر و ملک سے دنیاوی صلاح نہیں ہوتی، اس صرف خدا کے خوف سے سدھر سکتا ہے۔ اور صرف خیر خواہوں کے بتاؤں، اے اے طریقہ سے درست ہو سکتا ہے، اگر محض علم و ادب یا آرت و سائنس سے درست ہو سکتا تو یورپ کا من پاپ سے پافل پاک ہوتا اور کون۔۔۔ میں نشہ بندی کا منصوبہ بنایا، اس کے خلاف محاذ جنگ قائم ہو، امریکہ نے کروڑوں روپیہ پانی کی طرح بھانے، ایک زرہ مست محمد (COMMUNISM) چالائی گئی اور اپنی چوٹی کا زور شرب بندی پر لگا دیا۔ اس نے خلاف اتار دیا، اور مطلق طریق تیار کیا، یا کہ اگر سب انہی بات، اشتہارات اور ٹیلی ویژن کو پھینک دیا جائے تو کئی میل تک پھیل جائے، لیکن بستی کو کشش کی گئی امریکہ کی مہذبہ اور تعلیم یافتہ قوم کو اس کی اور یہ دہندہ ہوئی، شراب کا استعمال پہلے کے عقاید میں بہت زیادہ ہو گیا، آخر حکومت نے جے جے آر قومی کے ارادہ اور ضد کے مقابلہ میں مارمن کی اور کئی نوٹیں لے لیا، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جاری انتظامات اور ماضی کے راستہ سے جو دشمنیں کی جاتی ہیں، وہ ناکام رہتی ہیں اور کوئی بڑا نتیجہ یہ نہیں نکلتا، امریکہ کی چمکی نکلی اور مہذب دنیا نے سچے اور ادب کے معنوں پر بازی، اولیٰ کی زور دیا، انہیں کی اور پچھلے نفس اور خواہش کا رد سمجھ دیا۔

ملک کے لئے سب سے بڑا خطرہ۔

دھرات میں ملک میں جو انقلابی فتنہ چھٹی ہوئی ہے، وہ یہاں کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، انسانے طاق سوز باتیں پھیلا رہے ہیں۔ ہماری نئی نسلیں کو دیا سونا، ان کے ذہن دینے چاہتے ہیں، ان تمام پروں پر پاپ لکھ دیا جا رہا ہے، ان کے لئے قانون سے دل میں پاپ اتار دیا جا رہا ہے، انہیں ہر مسئلہ پاپ کی تکلم کلاسیک کر رہے ہیں، اور





جس۔ انفرادی زندگی میں ان کا یہ حال ہے کہ اگر ۹ بج کر ۱۵ منٹ پر آنے کا وعدہ کریں تو ٹھیک اسی وقت آنکچیں، لیکن قومی معاملات میں دوسری قوموں کو دھوکا دینے میں انہیں ذرا تامل نہیں، عربوں کے ساتھ ان کی مہذبہ نفسی مشرب اشل ہے، ہم خود ان کا یہاں تجربہ کر چکے ہیں، ان میں اخلاق خدا پرستی، اور آخرت کی جواب دہی کی بنیاد پر نہیں آئے، بلکہ نفع اندوزی اور مصلحت کے لئے انہیں اخلاقی ذہن ہٹانا پڑا، جب مصلحت کا تقاضا ہو تو بڑے بڑے اخلاقی اصول سے بے پروا ہو جاتے ہیں، اور جہاں ان کی مصلحت کا تقاضا ہو وہاں وہ بڑی سے بڑی بد اخلاقی میں ان کو کباب لٹکتے ہیں۔

بیخبروں کے پیدا کئے ہوئے اخلاق:

میرے عزیزو! بیخبر اپنی تعلیم سے جو اخلاق بنتے ہیں وہ مستقل اور مصلحت اندیشی سے پاک ہوتے ہیں۔ نفع ہو یا نقصان، جان جائے یا رہے، وہ اعلیٰ اخلاق کو نہیں چھوڑتے، آنحضرتؐ کی تعلیم سے ایسا ذہن بناتا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز جو اس وقت مستبدان و غیرت کے سب سے بڑے فرمانروا تھے، ایک رات حکومت کا کام کر رہے تھے، سرکاری چراغ جل رہا تھا، ایک ملے والے آگئے، وہ سلام کر کے مزاج پوچھنے لگے، انہوں نے جواب دینے سے پہلے چراغ بجھا دیا، پھر ٹھٹھا کا دوا دیا، ٹکایا، آنے والے نے دسپہر پاؤں لگائے تو کہا، دینتے انسان کا چراغ تھا تم آج اس کی باتیں کرنے لگے، اس لئے میں نے اس کو گل کر دیا کہ اگر اس کی روشنی میں شہر جلوہ تیں کروں گا تو اللہ کو کیا جواب دوں گا، ایسی احتیاد کے لئے کہ میں نے کریمین (KREMLIN) کی حدود میں نظر آ سکتے ہیں، یہ اخلاقی قدریں اور روحانی باندھیاں ان کے خیال میں نہیں آ سکتیں، وہ زیادہ سے زیادہ احتیاج سوچتے ہیں کہ ان کے خیال میں پرواز نہیں تک محدود ہے کہ ہر انسان کو پیٹ بھر کھانا دوا اور رہنے کو، کمان ہو، بیچارہ لو، خواہشات کا احترام کرو وغیرہ وغیرہ۔

خلیفہ دوم حضرت عمرؓ جو ایران اور رومن ایمپائر کے دو بڑے دست و پاز شاہیوں کے زبردست فاتح تھے، ان کے زمانے میں قلعہ اتوا بھی غلامیہ اپنے اوپر حرام کر لی، وہ سرخ و



نہ اپنی اور آسمان و مٹی کی موت دیتے تھے، کہہ دل کے سب کچاں کے ٹھم، یہ سب ہماری  
 دلی ہوتی خود ساختہ مددیں ہیں۔ ہماری دنیا کے یہ اُلٹے ولے توفیق و کرم اور رازق  
 اور ہماری دینی کو بغیر شرکت چلائے، اے ایک اللہ ہی طرف، اے وہ یہ تعلیم داتے تھے  
 انہیں نے دیا ہے اے اللہ ہماری دنیا کی خدمت کی، انہوں نے اپنے دنیویں سے  
 انکسایت کی بجلی تیر دی اور اپنے مانتوٹاں رتھے اپنے بچوں کی طلاق فکر نہ کیا اور اپنے  
 شے کی طرف سے آگھیں بند کر کے پٹ پر قمر یا ممد با ممدہ راہوں کی سیوا کی، مٹی  
 تکلیفوں کو راہوں سے جدا کر دیا تو یہ ہمیں کیا ضرورت مٹاؤں کی بھلائیوں سے  
 اُنہیں نامور و مبارک، اپنے مور اپنے پیار کو یہ اکل بخور رکھا، ایک اللہ دنیا بپ رسالہ  
 نہ راہانی پر سینے کے ٹھم پہ نکالتا ہے گئے تھے، حضرت مٹاؤں کے کیا تا کو یہ اللہ ہیں  
 آپ اللہ کے ہمیں، اور اس تکلیف میں رہیں اور دنیا کو انوں پر نے وہ طم ٹم ٹم  
 وہ ہر یوں پاتے، ہم ہیں، آنحضرتؐ کے فرمایا، ہر میں قرآن کریم کا میں ہے۔

### مسلمانوں کی مصلحتی

میں سے بچ کر، ہم مسلمانوں سے مصلحتی بات کہتے ہیں، ہم ان سے کہتے ہیں کہ  
 تم نے ان باتوں کو، ثابت، تہم راہی پر نشان ہے، تم نے ان باتوں کو چھوڑ کر جانو،  
 مٹی پر تھے، تم اپنے کرور و رطل سے اس کو یہ نام کرتے ہو، اس کے دشمن نام کو یہ  
 اور تہم، کیا تو اس کی زندگی کی جو چھتی پھرتی قہر دکھا رہے ہو، وہی قوموں تاک  
 ہے، تم نے جو زندگانی کا نمونہ پیش کیا ہے اس میں کون سی چاہیئت (ATTRACTION)  
 ہے، پہلے تو جس راہ سے نہ جاتے تھے نقش چھوڑ جاتے تھے اور شک تہم راہی خوشہ محمد ہیں  
 مٹی پر مٹی تھی، میں نے خوشگوار ہی مٹوں ہوتی مٹی ہے، آسمان جدھر تہم راہ سے مٹی  
 کو پہ نظر کر کے اور جہاں سے چلتے دیاں تہم راہ میں مٹی کے تہم راہ  
 میں اب چھہ ہے، آسمان ٹھک ہیں چھہیں، کچھہ لوگ اپنی اندکی دوست کریں اور توازن  
 کے قہمات، معاملات میں بے لالہ فیصلہ کریں، ان کی خواہش پر مسلمان بھیجے گئے،

ہو کر آپ سے ایک ہی کلمہ کہتا رہتا رہتا ہونے سے ملک میں کوئی نئی محرم نہیں ہوتی۔  
 آج شب کسی نے اپنے ملک سے ماہرینِ فتنہ، دانشوروں، لوگوں، کارکنوں کو نکال دیا۔ شرفی  
 وہاں سے ملک و باروں میں ضرورت تھی تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہاں سے آکر قریب غامقی  
 برائی (MORAL SUPERIORITY) ملتی تو غامقی ضرورت کا اس میں عبور و اجتہاد تھیں  
 ملک میں حالات کیسے ہو گئے تھے؟ کیا آپ اتنا سہل و آسان بنے پانی مارنے سے پرہیز کرتے  
 تھے؟ اور انیچہ انہی کے کوئی پتہ نہ تھا۔ تو ہمارے دانشور اور علماء و محققین سے پوچھ لوں  
 کہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کھیتیں تو دنیا کا کوئی ملک تیرہویں صدی کو مارا  
 نہ آیا۔

### ایک نشتی کے دوران

اپنے وطنیوں میں سے بھی مجھے ملی محبت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں آپ کا مستقبل یہاں سے  
 لے لوں گا۔ آپ وقت آتے ہی آتے ہی آپ کی تالیف "تاریخِ گائیک" ہے اللہ نے  
 جلیب میں نہ لیں۔ ملک کو زلزلے نہیں آئے اور مار سے عالم کے لئے رستہ بن کر آئے۔  
 "وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ" خدا کے "قریٰ" میں حضرت محمدؐ کو بھی لکھا ہے  
 "اور میں ہوں کہ قومی غم کو پائیں پائیں روئے، مریوں کے فریاد۔ اللہ نے تو ہمارے نفع کو  
 نہ توڑ دیا۔ میں انہیں اپنے قدموں سے روند رہا ہوں۔ عربی لوگوں پر کوئی قضیات نہیں،  
 نہ انہی کو عربی پر تہ سب آدمی اور وہ اور آدمی سے بنے تھے۔ ہم سب ایک نشتی کے  
 حوالہ ہیں۔ نشتی میں یہ لفظ "ISOLATION" ہے اور ایک نیچے کا نیچے لے کر اس  
 میں "وراثت" لکھیں اور اس کے ان بات کو لکھیں تو "نشتی" قریب ہو جائے گی۔ اور نیچے اور  
 "نشتی" سب میں ہے۔ ان تمام ملک کی زندگی کے نیچے حصہ میں بیٹھ کر کیا  
 ہو رہا ہے اسے روکنے کی فکر کریں۔ اس میں پابے اور صحافت کی جلیبی خریدیں۔ انہی نیچے اور  
 قریب سب کی کوئی قیادت نہیں۔ اللہ کی ہی رہائش نہیں کرتا۔ اللہ ہمیں سمجھائے۔ اس کو  
 روکنے کے بعد ہم ان نشتی کا اور محسوس کریں۔ اپنے اس عبادت ملک کو جس پر ہم روکتے

جس کو ہم نے فون پیسڈ سے پہنچا ہے، ہم پیغمبروں کے راستے سے ملواریں۔ ہم اس کو ایک نمونہ کا ملک بنادیں۔ جس میں ایمان، یقین، اخلاق، انسانیت اور تندرستی و ایثار کی فضا ہو، اس کے لئے ایک جری قدم **BOLD STEP** کی ضرورت ہے۔ قدم اٹھائیے، جس نے کبہ تراپنڈس کا بوجھ ہلکا کر دیا، آپ اس کا وزن محسوس کریں، یہ بوجھ تنہا تمارے طاقت سے باہر ہے، اس کا پرچار تمہیں اور پیچیدگی سے اس کے لئے کچھ کرنے کا فیصلہ کریں۔ اسی اکتفا پر کرتے ہوئے آپ سے اجازت چاہتا ہوں  
اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

و آخر دعویٰ ان الحمد للہ رب العالمین .

# ایک مقدس وقف اور اس کا متولی

یہ دعا کرو: "یا رب! بھلائی کا یہ باب نہ بند ہو۔"۔ پھر ارادہ لے لے کہ جو خدا کا حق ہے اس میں کوتاہی نہ کرے اور اس میں بھلائی کا عمل نہ کرے۔

الحمد لله رب العالمين وحصوله والسلام على من عرف الأئمة  
والمرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم باحسان  
ودعوى بدعوتهم إلى يوم الدين أما بعد!

میرے اہل بیت اور بھائیو! اس وقت تمہارے ملک میں بدلوں اور فتنوں کا اچھا  
نمونہ رہا ہے۔ لیکن یہ جتنا اور کچھ دیکھنا ہوتا ہے، ایک وہ جو بالکل ذاتی غرض  
اور مقصد کے لئے منہ پھرنے لگتا ہے، جتنی میں خود اس کے پیچھے کوئی نہ دے اور یہی پانی کام  
نہ کرتی ہو یا کسی بدعت یا پانی کا نام لیا جاتا ہو، اس کی روشنی میں انکسٹن کے جلتے ہیں۔  
انکسٹن کی بدعت قسب قسب گھاؤں کا دن جیتے ہوئے ہیں اور اس کے لئے سخت بدو اور  
نہی جاتی ہے، وقت صرف یہ جاتا ہے اور وہ پانی کی طرح بہاؤ جاتا ہے جو کب تک  
نشت کے لئے لگتا رہتا ہے، بدعت دینے والوں کو نصیحت دلاتے ہیں کہ وہ  
انتخاب کے لئے موزوں ترین اور اہل ترین آدمی ہیں، ان جلسوں میں زندگی کے  
مسور اور اخلاقی اور اپنا شریک بننے کی تعلیم نہیں دی جاتی، ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کو  
زور دے زیادہ دوتے دینے ہوں، ان کے نزدیک وہی ٹوک قابل تعریف ہیں اور  
انہیں کی زندگی کی قیمت ہے جو ان کی سمیت نہیں اور ان کو دوتے ہیں، خواہ وہ اخلاقی  
اچھیت سے پست اور معمول و ہیرے اور گھر دار کے لئے فائدے والی درجہ کے انسان ہوں۔  
دوسری قسم کے جلتے ہوئے ہیں، جو بدعتی رسوم یا حد شرعی (سوشل) تقاضات

نے سلسلے میں منفقہ ہوتے ہیں۔ اس طرح کے چلتے مسلمانوں میں بھی ہوتے ہیں اور  
 بدعہ وال میں بھی لیکن انہیں انہیں کی بات ہے کہ مذہبی چلتے جو بھی قوموں میں زندگی پیدا  
 کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتے تھے اور مسلمانوں کا پیغام دیتے تھے اب ان کی پیغام  
 اور یہ ویرانہ نہیں رہتے۔ اس طرح سے وہ حاشیائی تھی۔ یہ بات ان کے انہی مسلمان اور  
 انہی کے ساتھ ساتھ چاہے کہ ایک طرح سے اب رہا ہے اور اب یہی ہیں اور ان کے  
 بندہ سے کچھ نہیں ہے۔ اس کے لئے ہے۔

### ان جلسوں کی بے اثری

ان جلسوں میں لوگ جو ذہن سے نرہ ہوتے ہیں، وہی ذہن کے لڑ پاتے ہیں۔ ان  
 میں کوئی تعلق اور کوئی تہذیبی نہیں ہوتی۔ جہاں جلسوں کی شرکت سے ایک قسم کا اطمینان پیدا  
 ہوتا ہے، ان میں شریک ہونے والے انہیں لگتا ہے کہ شرکت سے وہ پاک ہو گیا اور  
 ان کے جو باپ کے تھے وہ محل کے آج مذہب سے انسانوں کے دل و دماغ پر پوت  
 نہیں نکلتی۔ یہی شرکت کی شرکت ہے۔ ان اطمینان و رستوں پر چھوٹا ہے۔

### مذہب غلط زندگی کا حریف ہے

حالانکہ مذہب غلط زندگی کا حریف ہے، اس کا نتیجہ یہ نرا ہوا ہے، باپ اور بہ  
 اخلاقوں سے ناممکن ہے۔ پہلے قسم قسم کی زندگی گزارنے والے ان بدوں سے ہر اتے  
 تھے کہ کہیں مذہب ان کی حرکتوں پر تکیہ نہ کرے۔ یہ ان مجید میں حضرت شعیب اور ان  
 کی قوم کا پکا ٹکڑا تھا۔ یہ حضرت شعیب نے اپنی قوم سے کہا: ”قوم! باپ تو ان  
 میں ہی نہ کرو، بعد از زندگی مارتے اور علم تو لئے ہو، اکا بک سے زیادہ زیادہ بیٹے کی فکر میں  
 رہتے ہو، اس قوم سے تمہارے بچے کی کوشش کرتے ہو، یہ مہر باپ (جو انسان ہے) قوم نے  
 جواب دیا کہ کیا تمہاری قوم تو اس کی تعلیم دیتی ہے؟ تمہارے اس کردار عمل پر اعتراض  
 کرو اور تم کو اپنے مال میں آزار نہ کرو، روٹی کرنے سے دوکو، قوم نے تشیخ میں بھی کہی۔ یہ  
 سب کامیں نماز، ان کے ہے اور زندگی میں نہ ہو، صحیح فی فیض لڑائی ہے۔ ایک صحیح اور زندگی







-19-

فہم باب فی التعلیم

تفہیم یہ بھی ہے کہ یہ دنیا جہاں ہے، اندیشہ اور قائم مقام ہو یا نہیں ہے کہ قائم مقام بنانے والے کی پادشاهی میں رہی ہے، وہ اس کے اخلاق کا نمونہ اور پرتو ہو، اگر میں یہاں کسی کا قائم مقام ہوں تو کامیاب اور فلاحی قائم مقام ہی وقت کہلاؤں گا جب جی بساط بھروسہ کی نقلاً کروں اور اپنے اندر اس کے اخلاق پیچ کر لوں، خدا کی نیابت جو ہے کہ اپنے اندر اس کے اخلاق پیچ کر لے جائیں اور اس کی صفات سے منسوب ہو جیسے اہلایہ دنیا ہے کہ اس کی صفات و اخلاق میں علم، رحمت، شکر، احسان، انتظام، پاکبازی، عفو، اور کرم، بخشش، عطا، حد، انصاف، حفاظت و گمرانی، محبت، جلال، جمال، مجرمن سے گرفتاری و انتقام، رحم، رحمت و عفو ہے۔

اخلاق خداوندی کا منظر اجرو:

میرے دوستوں! خدا کے پیغمبر محمد ﷺ نے انسان کو تعظیم دئی کہ خدا کے اخلاق اختیار کرو (تخلقوا باخلاقى الله) انسان اپنے محمد و انسانی دائرے میں اور اپنی تمام بشری کمزوریوں کے ساتھ ان اخلاق خداوندی، و ان صفات اللہ کا پر تو اپنے اندر پیدا کر سکتے ہے وہ کبھی خدا نہیں ہو سکتا، لیکن دنیا میں خدا کے اخلاق کا مظاہرہ کر سکتا ہے، اور ایسا صحیح نائب کا کام ہے، آپ انداز کر سکتے ہیں کہ اگر انسان حقیقی طور پر اپنے کو خدا کا نائب سمجھنے لگے اور اخلاق خداوندی کو اپنی زندگی کا معیار بنائے تو خود اس کی ترقی و ترقی دہندگی اور اس کے دور خلافت و نیابت میں دنیا کی خوش حالی اور سرسبزگی کا کیا حال ہوگا؟

خدا رب انسان کا بلند ترین اور معتبر ترین تصور بخشتا ہے، وہ انسان کو خدا کا نائب اور اس زمین کے انتظام میں اس کا قائم مقام اور اس عظیم الشان وقف کا اس کو متولی قرار دیتا ہے، اس سے بڑھ کر انسان کا اعزاز اور انسانیت کی معراج نہیں ہو سکتی۔

وہ کیا ہے؟

تکراتوں نے خود کو دہرائے، تصورِ حق مٹ گئے، کہیں تو انسان کو خدا بتایا گیا اور اس کی نیابت ہو گئی اور کہیں جہانور سے بدتر سمجھا یا گیا، اور اس کو کاٹنے، چیلنے کی طرح ہڈیوں جاتے لگے، بعض انسان خود خدا بن بیٹھے، اور بعض اپنے کو جہانور سے بدتر سمجھنے لگے، وہ سمجھتے ہیں کہ جو کو صرف بیعت سے کام ہے، اور صرف نفس دیا گیا ہے، یہ دونوں تصور غلط ہیں۔ بلکہ صحتِ کھم ہے، ان انسان خدا ہے، جہانور، انسان، انسان کی ہے، فیصلہ کا ہے خدا، ان کو دیا گیا ہے کہ اپنے پیہر کی ٹٹلی ہے اور دو خدا کے لئے اس دنی، دیا گیا ہے کہ اس نے جو ہے وہ ہے اور وہ خدا کے سامنے ہے، یہ زمین دیو دیا گیا ہے، ان کی ذاتی جا یہ ہے انھیں، ان کے وقت ہے، ان کو ان کا مسئلہ ہے، اس تصور اور اس عقیدے کے بغیر دنیا کی پھول ٹھیک نہیں رہ سکتی، ان کے لئے شہادت ہے کہ جب انسان اس راہِ راست سے بدلتا ہے اور اپنی حد سے بڑھتا ہے، اس لئے کہ کوشش کی اور اپنے کو ان کا جتنی دلفت سمجھا یا اپنے صہرے سے دیا اور اپنے کو بہ تو سمجھا یا، ان کے اختصار، ان کو قیادت سے دست بردار بنا اور زندگی کی دوسرے درجوں اور ترانوں سے اس کے لئے گرجا کیا تو خود بھی بڑا دہرا اور یہ مٹا بھی غلط ہوئی۔

اسات کا جمادانی قصور:

آج پورپ جسم کے ساتھ میں دنیا کی ہائک ڈور ہے، اور وہ انسانیت کا میڈرین ہے۔ اس نے حیوانیت کے درجہ سے بھی ایک قدم آگے بڑھایا، اس نے انسان کا جوائی تصور پیش کیا، وہ جت ہے کہ انسان روپیہ ڈھالنے کی مشین اور ایک کامیاب ٹیکنائٹ ہے، البتہ اس کے اندر خواہشات ہیں، لیکن سراسر حیوانی، کاش کہ وہ انسان کو صرف ایک مشین ہی رہنے دیتا جس کے اندر اپنی کوئی خواہش اور ارادہ نہیں ہوتا ستم باز کے ستم یہ ہے کہ وہ مشین بھی ہے اور خود غرض بھی اور مراد آزاد بھی، پورپ کے اس دور قیامت میں سارا عالم ایک بے جان فیکٹری جت جاتا ہے، جس میں کبھی بڑا خطرناک کلواں ہو جاتا ہے، اس مشینی دور میں نصف انسانی جت بات واحد امرات، انسان



آج جتنی بڑی طرح زبان کی ایک بیانیہ ہوتی ہے اسی طرح اس کی بھی بیانیہ ہوتی ہے۔  
 زبان کی بیانیہ بیانیہ شہادت، اندازے، محسوسات، حقائق ہے، وہی ہے جو اس کی اور اس  
 محبت کی باتوں اور خوب جتنی کے ساتھ ہے، جو یہ ہے جو یہ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 نہ ہونے کے ساتھ ہے، جو یہ ہے جو یہ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 نہیں بلکہ یہ وہ اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 ۲

۱۔ جو بیچتا ہے وہ نے اس کو دو دن اپنی برسات کے  
 میں نہ کہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 قرآن سے تم میں چاہتے ہیں، جو یہ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 یہ بتا رہی ہے کہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 تو اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 میں ہی اس کا فرض تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 میں اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 وہ بہت کی نہیں؟

کسی کو انسانیت کا درو نہیں

یہ وہ ہے اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 نگری ہو کہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 یہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 یہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 یہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 یہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے  
 یہ اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے

ایسی اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے ساتھ ہے اور اس کے

غلات و ہر ذرہ اخلاقی اصلاح اور انسانیت کی ترقی پر نہیں، سب کی بقا اور انی و سانس اور آمدنی کے وسائل کی ترقی و اضافہ پر ہے، ان کے نزدیک قوم کی اخلاقی حالت اور انسانی مسند کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اس کے لئے کوئی مالی نقصان برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، اگر کسی خطہ اور دیہات کی صنعت سے اس کو بڑی آمدنی ہوتی ہے اور قوم سے کسی طبقہ یا نئی نسل کو اس سے نقصان پہنچتا ہے تو وہ کبھی اس آمدنی سے دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں، چاہے آسمان کی زمینیں بالکل جلجلا اور خالق بالکل برباد ہو جائیں۔

خود کرنے کا کام:

دوستو! اس وقت ایمان و اخلاقی اور انسانییت کا مسند نہ ملو، تمہاری ہر چیز اچھا ہو سکتا ہے نہ اداروں اور تعلیم کا، ہر چیز اچھی اور مائیکہ مسند ہے، اس لئے ہم سب کو کوشش کرنے کی ضرورت ہے، یاد رکھئے جس کام کو افراد اور عوام کرنے کے لئے تیار نہ ہوں اور جس کی اہمیت کا احساس جمہور اور عوام کو نہ ہو وہ کام جتنا بھی آسان ہو عمل میں نہیں آسکتا۔ اور بڑی سے بڑی حکومت بھی اس کو انجام نہیں دے سکتی، اس لئے عمومی اور عمومی کوشش کی ضرورت ہے۔

تعمیروں نے اپنی ذات اور عام افراد کی کوشش سے دنیا میں انقلاب برپا کر دیا، ہم کو آپ کو ان کے نقش قدم پر چل کر اس کی کوشش کرنی چاہئے، خود اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور عام اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے، اس کی کوشش کی جائے کہ انسان اس دنیا کو مقدس بنائے اور اپنے کو ایک ذمہ دار تو لی سمجھنے لگے، وہ اپنے کو اس دنیا میں خدا کی نجات و خلافت کا اہل ثابت کرے اور اخلاقی خداوندی کے ساتھ خدا کی مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرے، یہی اصلاح کا طریقہ ہے، ادراک میں انسانیت اور دنیا کی نجات ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

اس سے خبردار رہئے کہ کوئی امریکی یا یورپی  
اسلام پیدا ہو جائے

[illegible][illegible]

۱۰۔ شہزادہ بھائی ناصر علی خوش فہمی ہے کہ اس بڑے اسلامی مہاجر میں اس مبارک موقع پر آپ کے ملاقات ضروری ہے، مگر ایک امریکہ اور کینیڈا کا یہ میرا بیلا دور ہے، اس کے لیے میں اس ملک اور اس میں اسلام کی اشاعت اور پینسٹمنس جانے والے مسلمان





اسلام صرف ہستیہ و نفسی امور نہ وہ محض انسانی نے بلکہ یہی عقائد و اعمال کی راہی تھی جو  
ہر کی بااختصاص ہے۔

اسلام یہ وقت عقیدہ و نفسی و عامہ و اخلاقی جذبہ و شعور کا عالم ہے اس  
ضرورت و ایک خاص طرح کا جوق بھی رہتا ہے، ایسا ذوق جو انسان کا مادی ارتقا کے اور  
اسے آئندہ کے نظر میں اجاگر کرتا ہے، اگر کوئی کو عقدہ کی اصطلاح کے ساتھ سمجھ  
لے کر اسے دور وصال دے دے چاہے وہ عین اور آخری زمانہ کی حالت ہو، لیکن اسے تو وہ  
اصطلاح کے ریلے میں بدلے گا اس پر ایک نیا رنگ پڑ جائے گا۔ اور اس کے ساتھ اس  
کی بااختصاص بن جائے گا، اور اس کو یہ بات ہوگی کہ اس پر وہ ایک مستقل رنگ ہو جائے گا  
جو نئے رنگوں کے اس سے کہ اس پر رنگ ہو، اس کے ساتھ اس کا یہ رنگ ہو جائے گا، اور اس  
رنگ کے ساتھ اس کے عقیدہ و اعمال کی تہائی مذہب نہیں، بلکہ وہ اپنے ذہن کے ساتھ اس کے  
پائے و اندرون میں ہر ایک چیز کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
ہیئت کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ

حضرت امام احمد رضاؒ کی یہ کتاب شہرہ رسالے جو وہ وقت کے تھے، اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
روایت کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
وہ کتاب اور اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
خوب و خاص یہ کتاب اور اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
کی جتنی اس کو پڑھنا اور اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
اس کا پندار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
اور اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
نہایت ہیوں۔ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ  
وہ کتاب چھوٹی ہے۔

اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ





فَصَلِّ عَلَى الْعَالَمِينَ ○ وَمِنْ أَنْ يَهْمُ وَذُرِّيَّتَهُمْ وَأُحْوَانَهُمْ  
وَأَجْمَلَهُمْ وَهَذَا نَعْمَةٌ عَلَى عِبَادِهِ فَاسْتَعِمْ ○ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ  
يَهْدِي سَبِيلَ مَنْ بَنَى مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا  
فَاعْمَلُوا ○ (الانعام ۶۵-۶۶)

ہم نے اس آیت کی تفسیر پہلے کی تھی اور سب کو ہدایت دی تھی اور اس سے قبل توں کو  
ہدایت دی تھی اور اس کی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و عفو و مغفرت کو ہر قسم  
اسی طرح کیا تھا اور یہودیہ میں اور گریہ و شکایت و حسرت اور الیہ سب نیکیوں میں  
تھے اور کامیابی تھی۔ لیکن یہ ان لوگوں کو ہم نے دنیا جہاں پر افسوس دی اور ان  
نے آؤ، واپس اور جہاں میں سے بھی غصہ کو اور ہم نے انہیں دین اور انہیں سیدھے  
راست پر چاہا یہ اللہ کی راہ میں سب کچھ کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے  
ہدایت دیتا ہے اور وہ ان کے لیے ان کا کیا ہوا عارف و جامع ہو جاتا ہے۔  
پھر فرمایا۔

تُولِيكَ الْمُلْكَ هُدًى فَتَجِدُهُمُ الْفِتْرَةَ ○ (الانعام ۶۷)

یہ وہ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے تو ان کے لیے حکم رکھنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آیت ۱ کا یہ قسم اپنے نبی کے لیے خاص کر دیا، جس کی سرت ۱۰۰  
دے اور کامل نعمت ہے، چنانچہ: تَنْحَنُّ كَوْنِي بِهَيْبَتِي تَبَانٍ سے محض کیا گیا ہے۔

قُلْ إِنِّي كُنْتُ نَذِيرٌ ○ اللَّهُ فَاسْتَعِمْ نِي يُجِبْكُمْ اللَّهُ وَبَعَثَ لَكُمْ دُونَكُمْ ○

وال عمران ۱۰۱

آپ کہہ دیجئے کہ اگر اللہ سے بہت رکھتے ہو تو میری اطلاع کرو، اللہ تم سے محبت کرے  
گا اور تمہارے لئے معاف کر دے گا۔

معلوم ہے کہ ہم سب کے مقاصد زیادہ کی انہیں (SENSITIVE) واقعہ ہے،  
ان کو نبی کی اس بات کو غور کرنی چاہیے کہ تو اس کا بہت ہی کافی ہے، اس کے بعد وہ تمدن و  
تہذیب، فلسفہ و ریاضیات اور فکر و نظر کے جو یہ نئے بھی چاہے اپنا سکتا ہے، میرے ایک

ہندوستانی دور سے ایک نئے رنگ سے نکلتے ہوئے دوست سے پوچھ کر ”میرے بھائی“  
 ”یہ مسلمان ہے۔ پوچھا جاتا ہے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں تو وہ بے تکلف جواب دیتا ہے  
 کہ ”بھائی“۔ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ چار لفظوں پر عقیدہ رکھتے ہیں  
 کل میں اسلام کا خلاصہ آگیا ہے۔ اسی طرح قرآن آپ سے ایک ہندو ہونے کے لئے سے  
 سوال کیا جائے تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟ میں کوئی شخص نہیں جانتا جو نہ تقصیر  
 کے لئے اور برہمن غارتی و یہاں تک کہ کھنڈ کے لئے میری زبان پر کسی میں بہت سی  
 کتابیں ہیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ میرے پاس صرف ایک یادداشت ہے جس میں آپ  
 نے ایک آیت میں ہندو ازم سمجھا، میں جس میں اس کی روح اور جوہر آگیا ہو میرے  
 دوست کا کہن ہے کہ ہندو دوست چکواچ رک کر گئے۔ ”دیکھئے بھائی! ہندو ایسا ہے  
 عقیدہ رکھتا ہے، وہ ہر بات کو برسرِ طعن ہے، اس لئے اس کوئی ”دلی آپ“ کو ہندو کہتا ہے  
 تو چاہے اس کے بعد ہی اور بات کی ضرورت نہیں رہتی، پھر وہ جو کچھ کہے اور جو کچھ کرے  
 ہندو ہی رہتا ہے۔“

مگر میرا کہنا یہ ہے کہ اسلام کا معاملہ ایسا نہیں، اسلام جوہر ہے اس لئے اس کی کہا  
 کہ بہت سی لڑکی اس واقعہ کو ہے، اور کسی اور دین کے مقابلے میں اپنے سے مٹانی  
 ہاتھوں سے جلد مٹ کر دیتا ہے، اس کے حدود متعین و معروف ہیں کہ یہ اسلام ہے، اور یہ غیر  
 ہے، یہ اسلام ہے، یہ جاہلیت ہے، یہ ظلم ہے، یہ جبر ہے، یہ پاک ہے، یہ پاک ہے، اور یہ  
 پاک ہے، اور یہ پاک ہے، اسلام میں سچ ہے، اور اس کے بعد رہا وہ، اور یہ طاق ہے، اور اس  
 کا یہ واقعہ منہ پر ہے کہ اس کی جگہ ہے، اور اس میں وہ جوہر ہے، اس کے ہاتھ  
 یہاں رہتا ہوتا ہے، اس کے ہاتھ ہے، اور اس کے ہاتھ ہے، اور اس کے ہاتھ ہے  
 ہو جاتے ہیں، یہاں کہہ دیتے ہو کہ میں آگیا ہے کہ (کمال ایمان کی حالت یہ ہے کہ)  
 ”میں نے اس تصور کے اندر کوئی صرف، اس کا چاہتا ہے، اس کی وضاحت ہو کہ جیسے وہ

”وہ اس کا جارہا ہے“ ”وہ کچھ بڑا ہی عود الی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی

المسار

تو جب اسلام کا یہ مزاج اور یہ صورت حال ہے تو ان مسلمانوں کی ذمہ داری: جو امریکا و یورپ میں مقیم ہیں، بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ اگر اسلام اور ایمان کی حقانیت، حقیت و حقیقت، ایمان و عبادت کا نام ہوگا تو معاملہ بہت قیامان تھا، لیکن اگر یہ ایک رنگ ہے۔ اور ایک خبر، نہ صرف جذبہ و شعور، ذوق و وجدان اور احساس بھی ہے، اور دوسرے تمام کی بہ نسبت زیادہ نازک اور اضعاف طبع بھی ہے، اور اشیاء کے بیزار۔ اللہ اور چیزوں کے حسن و قبح کے تصور میں بنیادی تبدیلی کا داعی بھی، تو اس کا معاملہ بہت نازک اور مشکل بن جاتا، اور اس کی ذمہ داری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اس لئے ہم نے مختلف کتابوں کے مضامین اور مقالات کے سنے سننے پر بھی انتہائی حساسیت رکھنا چاہی اور وہ کہیں ہی بلند پایہ امریکی یونیورسٹیوں میں اسلام کا ذوق و احساس و فہم ان کتابوں اور مقالوں سے حاصل نہیں کر سکتے مگر یہ قلمی اور مقالات بھی ضروری اور مفید ہیں۔ لیکن ان پر آئندہ انحصار بھی نہیں بلکہ ہماری اہم ضرورت ایک اسلامی فہم اسلامی فہم اسلامی فہم کا وجود ہے، جہاں ہم اپنی آنکھوں سے اسلام کو دیکھ سکیں، اپنے کانوں سے اس کی آواز سن سکیں، اسے اپنے ہاتھوں سے چھو سکیں اور اپنے دلوں سے اسے محسوس کر سکیں۔ اس لئے ملاقاتوں اور ملنے جلنے کی ضرورت ہے، اس کے لئے ہمیں اسلامی زندگی گزارنے کی حاجت ہے کہ ہم ان علاقوں میں جا سکیں جہاں اسلامی زندگی اور کسی بھی دین کا مثالی مسلمہ معاشرہ پایا جاتا ہے، جہاں ہم اسلام کو ایک زندہ و توانا انسان کی طرح چلتے پھرتے اور متحرک و متغیر دیکھ سکیں۔

اسی لئے مسلمانوں اور سچے ایمان والوں کی صحبت و معیت ضروری ہے، ہم اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہوئے دیکھتے ہیں (حالانکہ وہ معصوم و محبوب اور تمام نسل انسانی کے لئے اسوۂ حسنہ ہیں) کہ وہ حدیثیں ہی کی صحبت میں رہیں۔

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ، وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمُ مَنْ أَعْفَانَا



اور اس جو جواہر تھے ان کے پاس آپ کا یہ حصہ ہے وگرنہ آپ طعن فرمایا تو چھوڑ کر یہاں نہ آئے۔ دوسرے حصوں پر قرینہ کر دیتے تھے عاشرہ و ہر پانچ دن کا طعن اس کے ساتھ تھا۔ یہ کوشش تھی جیسے یہ وہ شہر، مثالی اسلامی معاشرہ بنے اور نہ کہ فاسد و فاسق نظریات کے لئے۔ دوسرے حصہ اسلام کی معاشرہ کی ثابت ہو، لیکن اسلام کبھی کوئی ایسا فساد پرست نہیں رہا۔ وہ تاریخی حقائق، درحقیقی نظامِ علمات کے لئے جسے بیچ ہوس سے بچنے والا ہے۔ انسان کے اندرون اور اس ملکات میں فرق ہے اور اس ملکات کوئی نئی چیز اس میں نہ لگاتے۔ عقیدہ ایمان ہے وہ ایک عملی زندگی ہے، انصاف و مذاق طبعیت ہے اس پر اس کا اسلام اس تمام پہلوؤں پر روشنی، متشکل تہذیب و عقیدہ و خلاق اور ذوق و وجدان اور ہر زمانہ کے مسلمان اور اللہ اور تبارک کے لئے پیار و میزبان تھے، اسی نے حضرت "پیغمبر" کو "خیر البر" کہا۔ "مزارع المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن" (مسلمان جو اچھے انسان ہیں وہ خدا کے نزدیک بھی اچھے ہیں)۔ متفقین کے نزدیک ان مسلمانوں سے مراد یہ ہیں یعنی صمد تبارک و تعالیٰ سے اچھے سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھے سمجھائے۔ مگر ان کے دلائل و اسٹری صورت پر برا سمجھیں وہ برا ہے۔

اس طرح کے اعداد و شمار، مسلمانوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ معاشرہ کی دیگر  
میں ان کے دل میں اور ان کے علاوہ ان کے پیلوں میں کوشاں ہووے گا کہ جتنی ذوق و توجہ  
یہاں سے اس کی اپنے احاطہ سے درمیان (جس کو تاریخ سے بے رحمی اور ناشیہ  
خوار سے پکارتی ہے) اس میں کوئی نرمی و رحمہ رحم نہیں (اور اس اساطیر - حاشہ وہ  
مردمان و دانش مند پر فرق کی گنجائشیں جو ممکن، پر مغنوں، غلوپ و باوقار پائے صاحب  
معاشرہ وہ جس کی رائیں ہمارے اوقات میں لڑائی ہیں اور ان کے لئے دن و رات ہے،  
ذوق و دل کی تلاش اور ان کی بہت سی جگہ میں ہر دو تے ہیں۔

اور یہ کہ یہ انسانی معاشرہ کی بنیاد پر ہے جو انسانی فطرت کے مطابق ہے۔



جس میں اطمینان و لطیفہ اور نورانیت ہوگی اور اپنے متعین و فاسدہ امور پر (جس میں وہ پتہ نہ ملے) میں (احکامات) سے بھی نہیں کے۔

آخر میں تجھے یہاں امریکہ اور ہر تہذیب و ملت کا قصہ و محسوس ہوتا ہے کہ جب ہم اپنی ذات تک محدود رہے تو اس میں حرج و مرج نہیں ہے۔ آپ اپنی لکھی ہوئی ہندو جاتا ہے اور صرفی مطالبہ کتاب اور حقیقیات میں الجھ کر رہ پائیں اور اسلام کے حقیقی سمجھنے والے اور اسلام کے ان مرتبوں سے ہمارے رشتہ باقی نہ رہے جن میں ضروریوں کے علاوہ جو اسلام زندہ ہے اور جن کی فضا میں اسلام چھلایا جاتا ہے اور ہمارے قلب و درون کے اندر جو جزئی اسلامی جذبات اور احساسات کے سرشارے شک ہو جائیں تو پھر امریکی اور یورپی اسلام یا اپنی اور اپنی دین و سنتی اور پستی اسلامی سمجھنے والے کا من میں سے ایک اور کو بچھڑنا بھی نہ سکے گا اور وہ آپس میں اس طرح مختلف ہوں گے جیسے امریکی مثالیاتی سے اور اپنی انسان افغانی انسان سے مختلف ہوتا ہے اور ایسے مسلم معاشرے میں آجائیں گے جن کے وقت نہ ہوں اور لہذا وہ معاشرے بالکل الگ ہوں۔

یہ صورت حال اسلام کے لئے ایک خطرہ ہے جس کا انہی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ جب کہ انہی معاملات سے آگے نہیں بڑھنا ہے اور زمانہ کار اسلامی زمانہ میں کے ہاتھ سے نہیں نکلیں گے۔ حج کی مشریت اور مسلمانوں کے امن کے اصول و قیامت اور زبان و شہادت کے اختلاف کے باوجود ایک سرزمین اور ایک وقت میں ایک دوسرے میں یہی تسکین کا فرق ہے کہ دین کی کوئی بات کسی کے لئے مشتبہ اور نہ ہم نہ ہو جائے اور سرزمین دنیا کے مسلمانوں اور ان کے اسلامی خدو خال کا بیک وقت چھوڑ دینا ہمارے علاقائی بدعات اور اس میں ہر دور و حکم ہوئے جو علم کی یا ملاوی کی عظمت یا دوسری قوموں کے اختلاف کی وجہ سے اسلام کے چہرے اور ساری زمین پر چاہے ہوئے آیا ہے اس کی نشاندہی بھی ہو جائے اور اس کے امتیازی طرف متوجہ بھی کیا جائے۔ بقول حضرت شامی علیہ السلام (میں نے اپنے) "انرجی نہ ہوتا تو یہ دین اور مشرق و مغرب کے

سخنان دوسرے مذہب کی طرف تحریف و تبدیلی کا نشانہ بن سکتے تھے اور اس کا برہنہ یہ بھی نہ چلتا۔

اس لئے میرے بھائیو! غلط فہمی، کجی و منفرد قیائی، اور ”خود“ اسلام کے کلبور اور ایسے مسلم معاشروں کے جو دھرم سے چونکا اور ہوشیار رہے جو جو ہر اسلام اور روح اسلام سے ماری ہو، اور ان اصل بنیادوں پر قائم نہ ہو جن پر اسلام کو قائم ہونا چاہیے۔

یہ وہ مضمون ہے جو اس وقت اللہ نے میرے دل میں ڈالا اور میری زبان سے کہلایا، اور میں اس کو امریکہ، یورپ کے مسلمان بھائیوں کے لئے ایک نہایت ضروری اور اہم پیغام سمجھ رہا ہوں جب آپ بھائی میں دراپنے گھر جا کر اس پر غور کریں گے تو اس کی قدر، قیمت اور اہمیت و ضرورت محسوس کریں گے اور تجربہ اس کی تصدیق کرے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی تسخیر و ہدائی فرمائے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## انسانیت کی صحیح گروہ کشائی

الحمد لله رب العالمين الصلوة والسلام على سيد الانبياء  
والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اما بعد . فاعوذ بالله من  
الشیطان الرجیم یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون .

محترم حضرات! حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے دعوت و اصلاح کا  
کار اسی کے صحیح راستہ سے شروع کیا، آپ ﷺ نے طبیعت انسانی کے قفل میں خیمک  
چابی لگائی، یہ وہ قفل تھے جس کے کھولنے میں اپنے وقت کے تمام مصلحین ناکام رہے  
تھے۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور معبودان  
باطل کے انکار کی تلقین فرمائی اور طاغوت (خدا کے سوا ہر جستی جس کی عبادت و  
اطاعت خلق کی جائے) کی نافرمانی کی ہدایت فرمائی، لوگوں میں بکھرے ہوئے آپ ﷺ نے  
آواز بلند فرمایا یا ایہا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا لو کو کہو کہ اللہ کے سوا کوئی  
قابل عبادت نہیں کامیاب ہوئے۔

جائزیت اسلام کے مقابہ پر:

میرے عزیزو! جاہلی حاشرے نے اس دعوت اور اس کے مقصد کے سمجھنے میں  
غلطی نہیں کی، اور اس میں اس کو نیچو پیچیدگی محسوس نہیں ہوئی جیسے ہی آپ کی آواز سے  
سنے والوں کے کان آشنا ہوئے وہ اچھی طرح سمجھ گئے کہ یہ دعوت ایسا تیر ہے جو ہونیت

کے نشانے پر پہنچ جائے گا اور پھر کے بارہ و جائزہ طہارت کے سورج جہالت کے تاریکی معرکہ کے نئے میدان میں نکل کھڑے سے لیں ہو کر آئے واسطی لعل صہم ان  
 اصبروا و اصبروا اعلىٰ الہتکم ان ہذا نسی براد (پ ۲۲ آیت ۴۰ ص ۲۰)  
 اور ان کے ہمارے نکل پڑے کہ پلو اور اپنے معبودوں پر جت رہو یہ تو یقیناً کوئی بھی  
 جہل معصوم ہوتا ہے۔

اس زندگی کے ہر رکن نے صاف محسوس کیا کہ جہلی قیدیہ کی عمارت متزلزل  
 ہے اور پورا نظام زندگی خطر میں ہے۔ یہی موقع پر تھی، باوجود ظلم و زیادتی کے وہ بارہ و خیر  
 و اتمات قیاس آئے جو تاریخ اسلام میں محفوظ ہیں۔ یہ اس بات کی عمارت تھی کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے جاہلیت پر زوالگانے کے لئے یا کمال صبح جگہ کا انتخاب کیا اور آپ ﷺ کا  
 تیرہواں صبح بیٹھا۔ آپ نے جاہلیت کی شہ راز پر وہ رکن جس سے جاہلیت تلو لگائی اور  
 سارا راز جہلیت کا شاید سب سے بڑا قلعہ تھانے کے لئے آ کر۔ رسول اللہ ﷺ  
 اپنی دعوت پر یہ رکن کی طرف سے بے محافقت کے طوفان اٹھے، لہذا ان کی آمد و یاں آئیں  
 اور نکل گئیں۔ مگر آپ ﷺ نے اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہ کی، آپ ﷺ نے اپنے پیچھے سے  
 صاف کہہ دیا (یہ) پچھا کہ یہ ہے۔ ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی  
 دکھو دیا جائے تو یہی میں میں کام کو چھوڑ نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ یا اللہ تعالیٰ اس کو کامیاب  
 کرے۔ یا میں کام نہ چاہوں۔)

آپ ﷺ کے میں تیرہ سال تک مقیم رہے، مسلسل تو حیدر سالانہ رخصت پر یقین  
 کی دعوت پوری سرائے کے ساتھ دیتے رہے۔ آپ ﷺ نے اس لئے ذرا بھی  
 یہ پھیر کا راستہ اختیار نہیں کیا نہ ہی انھوں کی کوئی حمایت کی، نہ وقت کی مصالحت کے لئے  
 اپنی دعوت میں اونچ اور نچلے گوارا کی۔ اسی دعوت کو ہر مرض کی دوا اور ہر بند قفل کی کھلی  
 سمجھا، اور ایک لمحہ کے لئے بھی آپ ﷺ کو اس کے بارے میں کوئی تذبذب بھی نہیں

## بولیں مسلمان:

میرے دوستو! قریش نے اس دعوت کے مقابلہ میں جتنے ٹکڑے دیئے اور جاہلیت کے جھنڈے، مکہ بچھے آپ ﷺ کے مقابلہ پر آگئے اور انہوں نے تمام ملک میں آپ ﷺ کے خلاف آنک بکادی اور اسلام کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اب آپ ﷺ پر ایمان لانا اسی شیر دل مرد کا کام تھا جو موت سے شہرہ نہ ہو، جو اپنے عقیدہ اور یقین کے لئے آگ میں کودنے اور لٹکاروں پر لوٹنے کے لئے تیار ہو جو دنیا کی تمام تر غیبات سے منہ موڑ چکا ہو اور ساری دنیا سے رشتہ توڑ چکا ہو! قریش کے چند جوان مرد آگے بڑھے یہ ٹکٹ کا فیصلہ اور نوجوانی کا اقدام نہ تھا، وہ سمجھتے تھے کہ وہ اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال رہے ہیں اور زندگی کے دروازے اپنے لئے بند کر رہے ہیں، کوئی دنیاوی ترغیب یا لالچ اس کی تحریک نہ تھی کہ اس فیصلہ سے صرف خطرات کا دروازہ کھلتا تھا اور ہر طرح کے دنیاوی فوائد اور راحت کے دروازے بند ہوتے تھے، یہاں صرف یقین کی ایک طاقت تھی اور آخرت کی لالچ تھی، انہوں نے ایمان کی طرف بلائے دلوں کو پکارتے سن پایا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ، یہ پکار سنتے ہی زمین ان پر تنگ ہو گئی۔ طبعیتیں سمجھنے لگیں، راتوں کی نیند اڑ گئی، نرم بستر کانٹوں کی طرح چبھنے لگے، انہوں نے دیکھا اللہ و رسول ﷺ پر ایمان لانا اور اپنے یقین کا ساتھ دینا ان کے لئے ضروری ہو گیا ہے وہ دلی و دماغ کے فیصلہ اور اپنے یقین کی مخالفت کر کے خوش نہیں رہ سکتے تھے۔ حقیقت ان پر ظاہر ہو گئی تھی۔ وہ اس حقیقت کو نال نہیں سکتے تھے، حیوانی زندگی سے ان کا دل اچاٹ ہو گیا تھا، وہ اس کو اس میں دو بارہ پھنسا نہیں سکتے تھے، ایک کاٹا تھا جو ان کے دل میں چبھ رہا تھا، وہ اس کاٹے کو ہال نہیں سکتے تھے۔ آخر انہوں نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچنا اور اسلام لانے کا فیصلہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے شہر کے محلہ میں تھے۔ چند گز کا فاصلہ! مگر قریش نے آپ ﷺ کو اتنا دور کر دیا تھا اور راستہ اتنا پرخطر بنا دیا تھا کہ آپ ﷺ تک پہنچنا ایک دو دروازہ اور نہایت خطرناک سفر تھا شام و یمن کو تہجارتی کا قلعہ لے جانا اور عرب کے بہتر لوگوں سے بچ

کر یا ان مشکل نے تھاجنا کہ انہما محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچنا اور آپ ﷺ سے ملنا مشکل تھا، لیکن وہ آپ تک پہنچے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور اپنی زندگی آپ ﷺ کے حوالے کر دی ان کو زندگی کا حضور تھا اور آزمائش و مشکلات کا پیش تھا مگر انہوں نے قرآن کی پیراؤں سے کبھی نہیں،

أَحَبَّ النَّاسُ أَنْ يُؤْكَلُوا أَنْ يَقُولُوا إِنَّا وَهُمْ لَا يُفْسَدُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ هَدَىٰ وَكَذَّبُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الَّذِينَ يُكْفَرُونَ ۝ (العنکبوت ۱۲)

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی، ہم نے تو ان سے پہلے لوگوں کو خواب آزمایا ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ضرور جان لے گا جو سچے ہیں اور وہ جو ٹوٹوں کو ضرور معلوم کر لے گا۔ اور نبیوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی نہ تھا کہ

إِنَّمَا حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَعَبًا يَأْكُمُكُم مِّنَ الَّذِينَ يَخْلَوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ يَسْتَفْتِيهِمُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَآءُ وَذَلُّوا حَتَّىٰ يَقُولَ الْمَوَسَّىٰ ذَا الدِّينِ اقْعُوا مَعِيَ نَسَرَّ اللَّهُ الْأَنْ تَصُرُّ لَهُ قَرْيَبٌ ۝

(المقرء ۱۰۰: ۲۳)

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ بہشت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے اور تم پر وہ حالات نہ نہیں گزریں گے جو پہلوں پر گزر چکے ہیں۔ ان کو متنبیہات اور نقصانات سے سزا دے پڑا اور وہ جتنا نزدیک دیکھے گئے حتیٰ کہ رسول ﷺ اور ان کے ساتھی ایمان لائے، انہوں نے کہنے لگے کب ملے آئے گی؟ معلوم ہوا کہ مدینہ قریب ہے۔

آخر وہی پیش آیا جس کی قریش سے توقع تھی، قریش نے اپنا ترکش ان بے بسوں پر خالی کر دیا اور سب تیرا زمانہ عمران کی پہنچتی اور یقین ہو گیا (اور کہنے لگے اسی کا تو ہم سے ملنا اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ فرمایا تھا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا تھا اور اس نے ان کے ایمان اور سیرتگی میں اضافہ ہی کیا، ان آزمائشوں

اور اتنا دل سے ان کے عقیدہ میں مزید خوشگلی مان کے یقین میں اس کا نام مان کے بعد یعنی احسان میں ترقی اور ان کے ایمان میں لذت و صارت پیدا ہوئی۔ ان کی طبیعت آس میں نکھار پیدا ہوا اور وہ اس بجٹی سے کھرا سونہ بن کر نکلے۔

صحابہ کرامؓ کی ایمانی تربیت:

حضرت: اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ ان کو قرآن کی روحانی غذا پہنچا رہے تھے۔ ہر ایک اپنے گناہ و عیوب کی تربیت فرما رہے تھے اور آپ ﷺ ان کو طہارت پانی و خشوع تکبر و تسوؤ و حساسی اور خیر و مافی کے ساتھ ان میں پانچ بار رب العالمین کے حضور میں پہنچاتے۔ ان میں روز بروز اسانیت کی بلندی، قسب کی صفائی، خلاق کا ستھرا پن، باری نرفت سے آزادی اور خواہشات سے چھٹکارا حاصل ہوتا تھا اور مایہ ناز و سکا مشق اور شوق بڑھ رہا تھا، آپ ﷺ ان کو تکلیف میں صبر، درد و ناز اور ضبط نفس کی تہن فرماتے تھے۔ انہیں ان کے غیور میں، انہیں تہی بکوار سے ان کا زلی رشتہ تھا، دو ٹول اس قوم سے تھے جس کی تاریخ سنوں سے اس و غیرہ کی خوشی و متناؤں سے پر ہے۔ یار، بھائی کو بھی زیادہ نہیں ازارے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ ان جنکی مرشد انسانوں کو قیامت ہوئے تھے اور ان کی عربیہ نخواست کو ایمان کی طاقت سے دبا گئے ہوئے تھے، آپ ﷺ ان سے کہتے (اپنے ہاتھوں کو روک کر) ہوا اور نماز قائم کر دو آپ ﷺ کے قدم سے صبر ہو گئے تھے، بغیر اپنی ہزونی کے انہوں نے اپنے ہاتھوں کو روک لیا۔ دوسرے برداشت کر رہے تھے جو دنیا کی کسی قوم نے برداشت کیا، ہارٹھ نے ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جس میں کسی مسلمان نے اپنے نفس کی طرف سے مدد و نصرت کی: دور جوانی یا انتقامی کارروائی کی جو ضبط و حمل کی یہ انتہائی مثال ہے جو ہمیں کسی جماعت کی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔

مدینہ الرسولیؐ میں:

حضرات: قریش جب حدت بڑھ گئے اور پانی سرسوخ و نمپا ہو گیا تو اللہ نے اپنے

رسولؐ کو اور آپؐ کا لئے اصحابؓ کو ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ یہ لوگ بڑے سادہ و بھرتے گھر والے تھے۔ ان میں سے پہلے یہ سب پہنچ چکا تھا۔ جس نے یہ سب والوں میں خوب کھل مل گئے۔ حالانکہ ان کے درمیان کی لڑائی صرف یہ تھا کہ وہ یہاں سے نہ جانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ ان کو کھانا، نظر پیش آنے والی چیزیں، نے جتنک بھٹ سے ابھی دامن بھی نہ چھڑا تھا۔ اور ان کی خورن آٹھام، گواروں سے ابھی تک فون پھرتا رہا تھا۔ ایسے حالات میں امامؑ نے وہیں میں الفت و محبت پیدا کی۔ ان مصالحت کے لئے ان کو کوئی شخص پوری دنیا کا شرف و فخر کی چیز کہہ دیتا تو ابھی اس کی طاقت نہ ہو جیتی، لیکن جھگڑنے کے تسار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ کرایا۔ ایسا بھائی چارہ جس کے سامنے بھائیوں کی محبت نہ رہا۔ اور دنیا کی ساری دولتوں کے حقیقت میں ساری دنیا میں ابھی محبت و غلاموں کی مثال نہیں ملتی۔

یہ جو تیرہ سادہ و بھرتے جو مہاجرین تھے اور انصار مدینہ پر مشتمل تھے، ایک کلیہ بن گئے۔ انسانی امت کی ساری اور اسلام کا سر یہ تھی۔ اس بناءت کا کلیہ۔ ان کی ٹھکان لکڑی میں ہو رہے تھے کہ انہیں صاف و زنگین کی تلاش میں جھٹا تھی۔ اس بناءت نے آ کر اس کی زندگی کا پلڑا پہنایا۔ اور ان تمام بندہ راستہ کو، اور لڑیہ جو اس کو روک رہے تھے، اس بناءت کا نظریہ اس کا اختراع اس بناءت کی بنیاد کے لئے نہ رہی تھا۔ اسی لئے جب اللہ تعالیٰ نے انصار و مہاجرین کی امت و محبت پر فرمایا تو فرمایا (ان کو اس نے کرائے تو زمین میں یہ افستہ و فساد برپا ہو گا۔)

### سنا پ کر ام کی ایمانی تکمیل :

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہؐ کی زندگی میں صحابہؓ کی ایمانی تکمیل کا سلسلہ جاری رہا۔ قرآن و حدیث کے کلیہ کو طاقت اور قری بخلاف رسول اللہؐ کی ایمانی تکمیل کے لئے ان کو اس کا سر پہنچا دیا۔ ان کے لئے پڑھنا، لکھنا، ان کی اپنی اپنی کتاب اور اس کی راہ میں سب سے آپؐ کو سنا سنے کی عادت بناتے تھے۔ عشق و محبت کی حرص، وچوں کی بھڑک، حدیث اب اس کی عادت حاصل ہوئی۔ وہ لوگ چاہتے و سکتے ہیں رسول اللہؐ کی ایمانی تکمیل کرتے۔ جس



[illegible]

میں نے تو وہاں شہزادوں کے لئے ایک نئے کھانے کی کھڑکی بنوائی ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## غیر اسلامی شعائر و رسوم کی نقل و تقلید سے احتراز کی ضرورت

”شعائر و رسوم“ اس سے مراد ہے وہ تمام رسوم و عادات جو کسی قوم کی  
میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ہندوؤں کی شمع کی پوجا

الحمد لله وحده والنصر لله الاسلام على سيدنا ومولانا  
محمد عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وصحبه  
جمعهم ومن تبعهم باحسان ودعى لدعوتهم انى يوم الدين  
ما بعد فاعلموا انه من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تَدْعُوا لَدُنْهُمْ شَيْئًا إِنَّ إِلَهَنَا اَلَّذِي لَا تُدْعَوْنَ  
وَلَا يُدْعَوْنَ عِدَّةٌ مِنْ أَكْبَارِهِ ۝

”عقائد“ یہ آیت جس کی معنی میں نے کتابت کی، اس کا یہود و مسیحیوں پر  
کمال ایمان ہے۔ ”احکام“ یہ کہو ”اکھڑا“ کہو اور (دھیان کے ساتھ) سنو اور فرائض  
کے ساتھ کہو۔ ”عقائد و احکام“ ہمیں معلوم ہونا چاہئے اور اس کو معلوم ہونا  
ہم فطرت میں ملا ہے۔ یہ آیت اس موقع پر نازل ہوئی اور اس سے یہ مطالبہ کرتی  
ہے اس میں دوسرے کو نہ پوجنا۔

راحنا کا مطلب

”راحنا“ عربی کا صحیح مراد ہے، جس کے معنی ہیں ”مراہمہ“ خیالی بچے کا



[illegible][illegible]

حضرات! اس میں کا جواب یہ ہے کہ یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ ہمیشہ کے لئے یہ عزت ہم پر رہے۔ بیشک یہ ہے کہ سب ایلے اللہ کا استغاثہ (جو ہر سب قوم کا مربی و قنا) ہر قوم پر ہر قوموں کے مخصوص ہوتے۔ اور ان کے شعائر و رسوم کو تحقیر کرنا، اپنے دست بردار ہونا، یہ سب یہ منہ قرآن سے نہیں جو سچائی ہے۔ بھائی! ہمیں قومیں اور فرقوں کا ہوش لگنا ہے۔ اس لئے ان کے قومی شان و شکرت کا انکار ہونا ہے۔ ہر مریض جیوں کا کٹس، ان کے یہاں باندھنا ہے۔ ہم بھی اس کے مقابلہ میں حرارت پر پھٹنے سے جاگیں، یہ محکمہ ہے اللہ کے حضرت عمرؓ کی تعریف فرمائی کہ تم جس راہ سے چلتے ہیں، شیطان میں۔ امت کو چھوڑ کر وہ راہ اختیار نہ کرنا ہے، ہمیں سبق لینا چاہئے۔ اس کی جینے والے سے ہم امت از سریں دو ہمیں کسی گمروئی یا غلط فہمی میں نہ لائے۔ تو میدانِ ابرار



در بارہ ہزار روپیہ کی رقم ان کے ہاتھ میں دے گا تو چاہا کہ قبول کر لیں مگر ان میں سے ایک نے یہ رقم قبول نہ کی تھی۔

اس کے علاوہ اس نے اپنی روح میں کافر بننے کا طریقہ غلامانہ اور کفارانہ ہے۔ ان کے نزدیک اس واقعہ کے لئے کہ ایک دن ایک یہودی عالم حضرت محمدؐ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: ”یا امیر المؤمنین آیتہ تفوزونہا فی کتابکم لو علیا معشر البہودہ سرلت لا تحلہذا ذلک البہوم عینہا“ امیر المؤمنین ایک آیت ہے جو آپ اپنی کتاب میں (بے تکلف) لے رہے ہیں جس سے یہودی جماعت کے بارے میں ناز ہو رہی ہوگی تو ہم بھی اس کا ایک ٹکڑا منگواتے حضرت محمدؐ نے فرمایا: کون سی آیت؟ یہودی عالم نے کہا: ”ابوم اکھنت لکم نبیکم و نسمت علیکم نعمنی“ یہودی عالم کو جھوٹا تھا کہ یہودی شریعت اور مذہب کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی احسان نہیں کہ نبوت خداوندی اسرائیل نبی پر ختم ہوئی۔ یہی کیا اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ پہلے سے ایک تاریخ نگار اور دیکھاروں ہے، جس میں مسلمان جمع ہوتے اور عبادت کرتے ہیں اور وہ سب بھی مضبوط مکتب ہے کہ وہ اس دن تزلزل ہوئی لیکن ہم اس دن کو اس کا قبول نہیں ہمارے لئے اس لئے کہ اس شخص نے جو دین دینا چاہی ہیں، اور امت کو مٹا دی ہیں، ایک مفید النظر ایک سید اٹھیں، آپ نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں غیر مسلموں کے قبول دین کے مقابلہ میں دو تہوار دیئے ہیں، ایک عید الفطر کا ایک عید الفصحی کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں ان دونوں کے علاوہ کوئی مشہد تہوار کھل نہیں دے، جو ہم بچانے اور رعب زایاں مٹانے کے لئے نہیں، جن میں آدمی خدا کو بھی بھول جاتا ہے اور اپنے کو بھی، اور بعض بدولت تہذیب دانہ ان کو بھی، ان کے برخلاف اسلامی تہواروں (عیدین) کی مثال یہ ہے کہ پچاسٹ کی نماز، فرائض و احکام تو کیے، سنت و کلمہ بھی نہیں سمجھتے، لیکن ان دونوں (نواں) میں پچاسٹ کے وقت میں ایک نئی نماز (دوکانہ عید) کا اضافہ کیا گیا اور ان کو سنت و کلمہ قرار دیا گیا، ہر نماز میں دو تکبیریں، ایک تکبیر تحریر اور ایک تکبیر مکرر ہوتی ہے، دوکانہ عید میں ان دو تکبیروں کے علاوہ تین تکبیریں اور پڑھا دی گئیں۔ یہاں چاہا













## نبوت محمد ﷺ کا اعجاز اور انقلابی کارنامہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء  
والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين ومن نبيهم باحسان  
ودعني مدعونيهم النبي يوحى اليهم انا بعد فاعوذ بالله من الشيطان  
الرجيم هو الذي بعث في الامم رسولاً منهم يتواظرون عليه آياته  
ويمزكهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لمي  
صلاً في صدق هذه المعصم

حضرات انارکولی، مدنی، اسی نے جس کے متعلق وثوق سے کہہ جاسکے کہ اس  
نے جتنی تاریخ کا رخ مودنا ہے۔ اس نے انسان کو جہالت کے بجائے علم فرمودہ  
روایات کے بجائے عقل اور آراء و مقدمات کے نقش قدم پر گواہی دی کے بجائے عقل  
نصیرت اور نظر متبہ۔ علم اپنے ظاہر و باطن پر توجہ دات گراہی حضور اکرم ﷺ کی۔ یہ  
آپ ﷺ تاریخ کے اس دور پر کھڑے نظر آتے ہیں جہاں سے عقل و استدلال  
اور توجہ پرستی کے رستے بدلتے ہیں۔ آپ کی تعلیمات نے انسان کو عقل کی روشنی میں  
کی اور اس کی جہالت و نادانی کو بے نقاب کر دیا۔

اس کی ابتدا دینی امور سے ہے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی میں خالق  
کے کلمات نے لوحِ شریٰ پر ہمہ جہت سے انسان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس قلم کو اس کو وسیلہ  
قرآن دیا۔ جس سے ہمہ جہت کا رہنما بن گیا۔ اس نے اور جس نے تصنیف و تعلیم کی عالمگیر تحریک  
جاری ہوئی۔ اور علم ایک قوم سے دوسرے قوم تک، ایک قوم سے دوسری قوم تک، ایک زمانہ سے  
دوسرے زمانہ اور ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچتا رہا۔ دنیا میں علم کی اشاعت اور



اس کے علاوہ ان کے قاتل کے بارے میں بھی کچھ باتیں سامنے آئیں۔ اس کے علاوہ  
یہ بھی بتا دیا کہ اس کے قاتل کے بارے میں کچھ باتیں سامنے آئیں۔ اس کے علاوہ  
یہ بھی بتا دیا کہ اس کے قاتل کے بارے میں کچھ باتیں سامنے آئیں۔ اس کے علاوہ

[illegible]

انٹرنیٹ، مذاق اور اقوام ہمارے ہاں

نور بخاری، موت اور اس کے بعد

اسلام سے آج کل کے ممالک میں جو لوگوں نے مانگوں اتنی ہی جاپ توبہ  
 کی ہے۔ ان کے لئے اس طرح کے کاموں کا چاہیہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔  
 ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت اس لئے ہے کہ ان کے لئے اس طرح کے  
 کاموں کی ضرورت ہے۔ ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔  
 ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔ ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔  
 ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔ ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔  
 ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔ ان کے لئے اس طرح کے کاموں کی ضرورت ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے ان کے لئے ایک اور چیز بھی کرنا ہے۔

ان کے لیے جو کہ ان کی زندگیوں کا بڑا حصہ ہے، وہ ان کے لیے ایک نیا جہان ہے۔

[illegible][illegible][illegible]









آؤ گئی اور نہی چھاپے نہ ہو۔

موت کے بعد ان کے لئے

موت کے بعد ان کے لئے (یعنی میں عربوں کا) مسلمان مسلم ہے، یہ ہے کہ اس نے نہی  
 کے لئے اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 مختلف انواع (یعنی میں عربوں کے لئے) اور اس نے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)

اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)

اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)

قدیموں میں مسلمانوں کا بھی شوق اور

انہی اور بحر فی طلبہ میں ان کی قیادت

اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)  
 اس کے لئے (یعنی میں عربوں کے لئے) یہ ہے کہ اس نے نہی (یعنی میں عربوں کے لئے)





فلسفی و معنی سے ۱۵۰ سال پہلے کی علمی علوم و ہنر کا قیام۔ بذریعہ اہل۔ کتاب کے علمائے  
اور مریدان اسی وقت (۱۸۳۱ء تا ۱۸۳۲ء) کی علمی بھی منظر پر آئے۔ فلسفہ صحیح معانی میں مابعد الطبیعیہ  
علم اور معانی پر انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں کتابیں لکھی گئیں جن سے مراد ہے  
مسلمانان مباحثہ والی کتابیں لکھی گئیں جو کہ فلسفہ و تحقیقات کی بنیاد بن گئیں۔

عمیق تاریک کاسپ سے برہم خواہ اور

[illegible]

حضرات! اس گفتار نے اختتام سے پہلے میں آپ کی توجہ اس بنیادی حقیقت کی جانب مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنی فراوانی میں کرنا چاہئے کہ انسان زمین پر آباد ہوا ہی نہیں ہے۔ انسان اپنی اوقات سے صحیح طور پر متعلق ہے اور نہ مستعد۔ وہ صرف اللہ کی مرضی کو بچا کر رہنے والا کتاب یا نور ہے۔ قرآن مجید نے حضرت آدم علیہ السلام (جو طبعی بنیاد ہے) کا زمانہ کے زمانہ میں خداوند الہی کے شعوبہ پر سرور کرنے والے کے لئے اور اللہ کے بعد اور اسی سبب و سبب میں کیا ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ظلم کا احتمال خطیہ اللہ کی تاثیر سے کہہ رہے ہیں۔ یہاں پر ہماری تاریخی تاریخ کا مکتبہ بہت بڑا ہے۔ یہاں سے لے کر ان کے فراوانی اور ان کے خالق کا غایت کا کتاب اور ظیفہ ہے۔ اس میں دنیا کی حالت پر مبنی تھی۔ اس کے بعد اور آقا کریم بھیجے گئے تھے کہ ان میں سے اور پروردگار کے بعد پائے جائے۔ ان کے زمانہ میں واقعہ جیسی اصلی اور طبعی قیامت و کفر کے لئے یا برتری سیاسی حاکم کے لئے ہے۔ حاکم کے لئے۔ انسانیہ کی تاریخ اور علم کے لئے وہ انسانی تاریخ ان کے لئے ہے۔ اس نے ان کے کتاب کا کتاب کیا۔ یہ احساس کہ انسان اس دنیا کا رہنے والا ہے۔ یہاں سے ان کا خلیفہ اور نائب ہے۔ اسے صمد و مستقیم کا نام رکھنا ہے۔ یہ ان کی حقیقت کا عروج ہی اس میں رہتی ہے کہ وہ ان کے لئے میں مانع ہے۔

وما عنينا إلا السلام والهدى.

دین اسلام کا مزاج اور اس کی نمایاں خصوصیات

[illegible][illegible]

سب سے پہلے انہیں اس حقیقت کو اپنی فکریں گھیرنا چاہئے کہ یہ انہی کے حقوق  
سیکوں اور شعور میں ایمان کا قانون ہے، نہ غارتی و مٹا ہوا، ان شعور پر اور حق کو نہ مار



پانچ سو ملین، خیالی گھوڑے دوڑانے والے قلا سہ اور طالع آزمایا سی رہنماؤں اور  
حالیہ آزماؤں و قوموں کے قائدین کے زریعہ نیکس پہنچا۔ یہ دین ہم تک ان انبیائے کرام  
کے ذریعہ پہنچا ہے جن کے پاس خدا کے تعالیٰ کی وحی آتی تھی اور جن کا سلسلہ خاتم النبیین  
محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے۔ یہ اللہ وادع کے موقعہ پر عرفات کے دن یہ آیت نازل  
ہوئی تھی۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَانْمَعْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ  
الْإِسْلَامَ دِينًا رَمَدہ ۳

آج میں نے تمہارے لئے دین کا اتمام کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، اور  
تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اور جن کے بارے میں قرآن کا ارشاد ہے

وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ الْحَمْدُ ۝ ۳۳

اور نہ خواہش نفس سے نہ سے بات نکالتے ہیں یہ

تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے۔

اس دین کا سب سے پہلا امتیاز اور نمایاں شعار و عقیدہ پرہیزگاری اور صبر اور سب  
سے پہلے اس کا مسئلہ حل کر لینے کی تاکید ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم  
النبیین محمد ﷺ تک تمام انبیاء کرام ایک معین عقیدے کی (جو ان کو وحی کے ذریعہ ملتا تھا)  
وہمت دیتے اور ان کا مطالبہ کرتے رہے اور ان کے مقابلہ میں کسی عقابست یا دست  
برداری پر تیار نہ ہوئے۔ ان کے نزدیک بہتر سے بہتر اخلاقی زندگی اور اعلیٰ سے اعلیٰ  
انسانی کردار کا حامل نیکی و صلاح، سادگی و سادگی اور معقولیت کا زندہ دیکر اور مثالی مجسمہ خواہ  
اس سے بہتر کسی حکومت کا قیام، کسی صالح معاشرہ کا وجود اور کسی مفید انقلاب کا قیام و ظہور  
ہوا ہو اس وقت تک کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا، جب تک وہ اس عقیدہ کا ماننے والا نہ ہو،  
جس کو لے کر آئے، اور جس کی دعوت ان کی زندگی کا نصب العین ہے۔ اور جب تک اس  
کی یہ ساری کوششیں اور کاوشیں صرف اس عقیدہ کی بنیاد پر نہ ہوں۔ یہی دو حد فاصل در

یہ وہاں کے انقلابیوں اور ان کی فکری و سیاسی سرگرمیوں کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

[illegible][illegible]

بہارِ اہلِ حق و سادہٗ دل و دلجو

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهَا ذِكْرًا لِلْعَالَمِينَ  
وَإِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ بِهَا بِلَدِّكُمُ الْمُنَافِقِينَ  
وَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ هُمْ أَغْلَبٌ أَهْوَىٰ إِلَيْهِمْ  
وَعَالِيَهُمْ يَقُولُونَ خَشِيتُمْ دُونَكُمْ فَلْيَحْشَرُوا  
لَهُم مِثْلَهُمْ إِنْ كَانُوا عَاكِفِينَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

تعمیر و ترمیم کے لیے ایک نیا پلان (خارٹ) تیار کیا گیا ہے۔

[illegible]



کیونکہ وہ زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کے لئے میز پیر اور جان و مال سے قربان رہا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے بچہ ابو طالب تھے۔ یہ بت نگار بالائے حق ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے پیر اور مدد رہے ہوئے تھے اور اپنی پوری قوم کے خلاف آپ ﷺ کے عہد و معاون اور ناصر و حامی تھے، لیکن صحیح روایتوں میں یہ ثابت ہے کہ جب تو حضرت بھتیجے ابو طالب کی موت کے وقت جبکہ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ”اے چچا آپ ﷺ لا الہ الا اللہ“ کہہ دیجئے، میں اس کلمہ کی خدا تعالیٰ کے یہاں کو اتنی دواں گا۔“ تو ابو جہل اور ابن ابی امیہ نے بچے کے ابو طالب! کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے روگردانی کرو گے؟ تو ابو طالب نے یہ کہتے ہوئے جان و مال کے عبد المطلب کے مذہب پر ہوں۔

صحیح روایت میں آتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کیا یہ طالب آپ ﷺ کی حفاظت اور مدد کرتے تھے تو آپ ﷺ کے بارے میں ان کے اندر بڑی حسرت تھی، جس کی بنا پر وہ لوگوں کی رضامندی اور راستگی کی مطمح پر وہ نہیں کرتے تھے تو کیا اس کا ناعدوان کو پہنچے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کو آگ کی لپیٹوں میں پایا اور معمولی آگ تک نکال لایا۔ (مسلم، کتاب الایمان)

اسی طرح امام مسلم نے بروایت حضرت حفصہؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے کہ وہ کہتی ہیں، میں نے کہا اس واقعہ کے رسول ابن جدعان جاہلیت کے زمانہ میں بڑی ہذر ٹہنی کرتے تھے، مسکینوں اور غریبوں کو کھانا کھاتے تھے تو کیا ان کے لئے یہ مؤمنند ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں، ان کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا، کیونکہ انہوں نے کبھی نہیں کہا:

رب اعظم لی خطبتی یوم النبی

(صحیح مسلم کتاب العیاد والسر)

اے میرے رب! روزِ بزمِ امیر سے منہ نہ پھٹا دیجئے گا۔

حضرات! اس سے بھی زیادہ صریح اور واضح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک

دوسری روایت ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر کسی سرفرازانہ سوار نے دو جب مٹی صحرانہ اور وہ پچھلے تو ایک شخص آیا جس کی حرأت و بہادری شہر رازگاری تھی اس کو دیکھ کر سیدنا ابومرثدہ کو بڑی مسرت ہوئی (کہ اس سے لشکر اسلام میں جو صرف تین دو تیرہ پر مشتمل تھی وہ ایک بڑا اضافہ ہوگا) اس واقعے ایک توئی کی بھی بڑی قیست تھی چنانچہ سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا کہ یہ کارسپاہی (اسب و در رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کیا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ چوں اور ماں شیرت میں شریک ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اہل اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہو اس نے کہا نہیں آپ ﷺ کے لئے فرمایا جائیں جاؤں اس لئے کہ میں کسی شریک سے مدد نہیں لئے تکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ کچھ اور چارے بکالت تک کہ ہم لوگ جب مقام ٹھہر دے تھے وہ پھر آیا رسول اللہ ﷺ سے وہی پہلی بات عرض کی آپ ﷺ نے وہی پہلا جواب دیا فرمایا کہ میں شریک سے مدد نہیں کرتا وہ چلا آیا اور یہی وہ شخص ہے پھر آیا آپ ﷺ نے پھر وہی بات فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کے رسول پر ایمان لاتے ہو اس لئے چاہوں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چلو آئی تم غلبہ ہو رہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ انھیں کرامت علیہم اعلیٰ و اعلیٰ کی (جس میں سرفرازانہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی ہے) جو تہ تیغ کو پہنچا دیا، ان کا تعلق ان کے اور سب شخص خدا نے تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی حسبِ ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو اس مقصد اسی کے علاوہ ہر مقصد کو ناکامی اور ناکامی سے واپس لے دیتی ہے۔ یہ نہ تو اس کی تعالیٰ حسبِ رزائی ہے اور نہ ملک و دولت اور سعادت و ریاست کی چاہت، نہ سر بلندی اور عزت کی خواہش، نہ غلبہ و اقتدار کی ہوس، نہ سر بلندی مال و مثال اور عیش و تنعم کی تمنا، نہ غلبہ و اقتدار کو پہنچانے کی جلیبیت و جوش۔ ان میں سے کوئی چیز بھی ان کو جدا جدا اور جدا جدا نہیں بھارتی۔

یہ بات سب سے روشن اور رسول اللہ ﷺ کی اس عادت سے بھارتی ہے، جو آپ ﷺ نے طائف میں اس وقت کی تھی جب میں طائف نے آپ کے ساتھ آیا یا اپنے کارناموں



تَعَالَى رَبِّ يَسْتَعِذُّ قَوْمَهُ لِيَلْجَأُوا وَنَهَارًا ۝

”(تو نے) اے خدا سے عیش کی کہ پامردی کا میں اپنی قوم کو برات دین دیتا رہا۔“

(سورہ نوح - ۵۷)

آئے فرماتے ہیں

ثُمَّ اسِي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ۝ ثُمَّ اسِي كَلَفْتُ لِيَهُوَ وَالْمُرُزُّ لِيَهُوَ

پس آواز ۝ رب یہ دعوت ۱۹

پھر میں ان کو سے صریحی داتا رباعہ لانا دینا شروع کر دیا صریح عیش کا نام

لیکن اس صریحی اور زیر و زبر حالت اور محبت ظاہر کیا رہا

وَمَا اسِي مَعَهُ لَوْلَا فَسَدَ ۝ دس یہ دعوت ۲۰

”ان نے ساتھ ایمان بہت ہی کم کسا لے گا“

لیکن قدرت فرما علیہ السلام اس پر شاہی یا قدر ہو گا کہ انھیں آتے اور اپنی

محبت و روایکیوں نہیں لکھتے اور ان سے خدا سے یہاں ان سے مقوم ایک قیام

اور مقام پلیر اورے میں کوئی فرق آتا ہے خدا ان سے راضی کر دے اور اپنے خدا سے

راضی تھے خدا کا پیغام پہنچانے کے لئے ان سے یہ بھی دیا تھا وہ ان میں ہو کر

خاتم الانبیاء بنے ان سے تمام میں یہ توفیق ہوئی ان پر

وَنَسَرْنَا عَلَيْهِ فِي الْأَجْرَيْنِ ۝ سَلَّمَ عَلَيْنِي لَوْ أَنِّي فِي الْقَلْبَيْنِ ۝

تو خدا کے دو اجر میں ان کو (ان کے باقی) چھوڑ دیں۔ لہذا تو ہم یہاں سے

”اور چھپنے“ کے دوس میں ان کو (ان کے باقی) چھوڑ دیں۔ لہذا تو ہم یہاں سے

نوں علیہ السلام پر سلام ہو، خلیفہ ہوں تو تم اپنی حق پر یہ یا کرتے ہیں۔ یہ شک وہ

ہو کہ وہ ان کے دین میں سے تھے نہ ان کے دین سے نہ ان کے دین سے

تو میں نے یہ دعوت و تبلیغ اور ان کے دین کے دین میں تو میں نے یہ دعوت و تبلیغ

تو میں نے یہ دعوت و تبلیغ اور ان کے دین کے دین میں تو میں نے یہ دعوت و تبلیغ

وَمَنْ كَانَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَلْيُكَلِّمِ الْبَشَرِ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْآيَةُ ۝







— ۱۰۰ —

1. What is the main purpose of the document?

— *«L'Espresso»*, 1998, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678,

اس مسئلہ کے بارے میں ایک نامور عالم نے لکھی ہے کہ اگر ہم اس مسئلہ کو سمجھیں تو ہم

وہاں پہنچ کر وہ نے اپنے دوستوں کو دیکھا تو ان کے ہاتھ پاؤں پر لکڑی کے ٹکڑے لگائے ہوئے تھے۔

۱۔ مرنے کے بعد - فوت ہو جانے کے بعد امداد کی ضرورت نہیں ہے۔

[illegible]

یہ کتاب صرف ایک نصاب کے لئے لکھی گئی ہے۔

— 11 —

في أبيه من أن الله سبحانه وتعالى

تاریخ: ۱۴۰۲/۰۵/۰۵

[illegible]

تاریخ و جغرافیہ کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی جائیں گی۔

میں نے اس کے لیے ایک نیا ہیرو بنایا۔ اس کی کہانی (جو ایک دلکش کہانی ہے) میں نے اس کے لیے ایک نیا ہیرو بنایا۔ اس کی کہانی (جو ایک دلکش کہانی ہے) میں نے اس کے لیے ایک نیا ہیرو بنایا۔

... (text continues) ...

[illegible]

... ..

[illegible]

ہم نے یہ حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ — اے بے رحم ملک اور شہر فوس، انیس کے

۱۲۰۰

مَا أَتَيْنَا بِكَ رِجْعًا مَّا يُرَىٰ إِلَّا كَأَنَّ السَّمَاءَ دُخَانٌ أَوْ السَّمَاءُ سَاقِطَةٌ ۚ ذَٰلِكُمْ فَتْنُنَا بِهِمَا وَلِتُبَيِّنَ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّكَ أَتَيْنَا بِكَ الْكِبْرِيَاءَ وَاسْمُكَ الَّذِي هُوَ لَكَ ۚ الْكَبِيرُ ۚ

...وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ لَهُ أَسْمَاءُ مَا دُونِهَا لَا يَخْلُقُ كَمَا يَخْلُقُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ ۚ

(تقریباً) اسی طرح، اگرچہ ہندوؤں نے تازلی کے لیے ایک کھوکھلا  
 چیلنج دیا، اور انہوں نے یہ توقع کیا کہ یہ چیلنج کے لیے ایک خاصہ سربراہی اور ایک انوکھوں کے  
 لیے ہے۔

16-2

وَدُّوا لَيْدِيَّ قَدْ جِئْتُ  $\bigcirc$  سورة الضحى ٤

”پلوں پر ہے کیا مگر ان کی انتہا، بتو چاہی نہ ہو باغیر۔“

محل اللہ۔ جو وقت کے اندر بدلے اسرار کے بنیادی مقامات کی کہ وہیں نے وہاں  
بنا رکھا۔ ہاں جس میں چپ والے اور اسی وقت کے تھا جو پہلی قادیان کا (جو زمانہ  
نورانیہ کے وقت کے بعد مورخوں نے بیان کیا ہے) ہر زمانہ میں یہ واقعہ بیان کیا ہے،  
جس کے لئے وہیں کے بعد عرب کے دور کے ہر آدمی کو قریب قریب کا وقت معلوم  
کمال کرنے کے بعد، محل اللہ کی خدمت میں درخواست کی ہے۔ اور یہ درخواست  
کتاب کے تحت نامی مستحق، ان کے لیے ہے کہ ان کے وقت کے بعد ہر وقت اور وقت  
میں اس میں (جس میں اپنے محل پر بنے ایسا جانے اور دوسرے۔ اعتدالی صبح کے  
کے ساتھ عالم کے بنایا ہے۔ محل اللہ کے خلاف کا طرفہ ہاں ہے جس وقت کے لوگ وہ  
محل، پھر ایک محل میں رہتے ہیں۔ آپ نے جو مسلسل بیان فرماتے ہیں، وہیں تک  
ان کے وقت پر آتے ہیں کہ ان کے خلاف ہوں ہاں کے بعد نہ ان ایک میں رہتی  
ہوئی ہاں کے ہیں آپ۔ ان کی آخری درخواست قبول کرنے کے لیے  
یہ قریب قریب (جس میں خلاف میں رہتے اور ان کے) اور قریب قریب ان کے لیے  
ان کے میں شہرہ کے دور رہتے ہیں، کہ وہاں میں اور ان کے وہہ کے خلاف  
میں اللہ ایک درخواست ہے یہ ہے۔ جس کے خلاف ہاں کے وہہ کے لیے ہے  
فہرست ہے جس میں ان میں ہولی جلالی نہیں جس میں رہتے ہیں۔

اس لشکر کے ذریعہ جو لوگوں کو اپنے وطن میں واپس بلانے کی کوششیں کر رہا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا کہ تم لوگ اپنی زمینوں پر لوٹ جاؤ۔



تھے (تکذیب الہی تھے، آپ نے قرآن پاک کی آیات سے دعوے فرما دیے، خدا نے  
 واحد فی طرفہ دعوت فرما دیا، اللہ کی تعریف الہی، اور فرمایا کہ تم سے جس یہ عہد اور بیعت نذر  
 میں کر میرے ساتھ مخالفت اور خیال کا وہی مدعا کر گئے، جو اپنے اہل و عیال نے  
 ہاتھ نہ کرتے ہو انہوں نے، دین کی اور آپ کی مخالفت سے یہ عہد کیا کہ آپ ان کو قیامت پر  
 کچھ اپنی قوم میں دیکھ جائیں گے، وہ نہ صرف اللہ کے لئے اور اس عہد و پیمان کے لئے دوسرے  
 اور اہل کائنات کے لئے نبی و نبي و انبیاء تھے، وہ سمجھتے تھے کہ دو قوم قریشی قومیں، بلکہ پورے  
 عرب سے انہیں "اول سے تین" الہی نے ایک جہاد پر توجہ دیا، قریش (عربان دین  
 و دنیا انصار کی) نے جس ان اہل کائنات کے لئے کا دلایا، اور پوشیدہ کیا، لیکن انہوں نے  
 جواب میں بیعت نہیں کی، اور انہوں نے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے  
 خدا کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے  
 پھر اہل اللہ انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے  
 انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے

(۱) انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے

یہ ہے ہمارا۔ تو یہ انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے  
 یہ فی موجود ہو چکا کوئی انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے  
 آپ کی غیر از خودی، بلکہ ایک قیامت کی "مونی" ہے، کہ بعد اب پورے عرب میں تمہارا  
 وہم و تعلیم کیا جائے گا، اور تمہاری طاقت میں گرا جائے گا، یہ کوئی خیال اور توہم قیام  
 دین نہیں، بلکہ تمام دولت و قوت، جس نے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے  
 تھے، انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے

"ہم اپنی قوم کو اس حالت میں پہنچا کر آئے ہیں کہ شاید ہی کئی قوم میں ایسی ہو، جس نے  
 اختیار ہو، جیسا کہ وہی قوم میں ہے جس میں یہ عہد کہ خدا نے تمہیں آپ کے لئے دیا  
 اس کی خیر و ذمہ داری کرے، یہ ہم ان کے پاس ہاں میں ہے، اور آپ انہوں کے لئے دعوت ان  
 کے لئے پیش کریں گے اور جس میں کو امر نے قبول کیا ہے، ان کو بھی اس کی دعوت  
 میں لے، اور خدا کے اہل آپ کی ذات پر ان کو جمع فرما لے تو آپ انہوں کے لئے انہوں کے لئے انہوں کے لئے





اس کتاب کا مقصد انہی اہم موضوعات پر توجہ دینا ہے جو مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ضروری ہیں۔

وَقَدْ تَوَلَّاهُ مِنْ تَحْتِ يَدَيْهِ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ لَأَكْبِرَنَّ لَهُ وَرَأَى زَكِيًّا مِنْهُ

[illegible]

أَلَمْ يَجْعَلْ لَكُمْ سُبُوحًا رَبَّكَ مَالِكُ الْمَكَمَاتِ

بِأَعْيُنِنَا هُمُ الْمُفْسِدُونَ

اے مجھ کو، اے افسانہ نویس، نیلے نقیشت کے اپنے پار دیکھا۔۔۔ مرنے کی طرف  
دروازہ درجست تھے طرقتی کے مٹی کے گھر کے دروازے۔

میں نے اس پر غور کیا۔ کتاب کا نام گروپ موت کی تیاری پر رکھا ہے۔ آفریقہ، ایشیائے  
مکمل اور آسٹریلیا کے لیے یہ گروپ موت کی تیاری ہے۔

آپ نے اس سے پہلے کہ میں اس کا نام لے سکوں اسے اپنے پاس لے آؤں گا۔

البريد الإلكتروني: [info@alukah.net](mailto:info@alukah.net) - هاتف: 00963 11 550 0000 - فاكس: 00963 11 550 0001



سیر اولیٰ تعمیر : ستر و زلا ختم

سابقہ سہ ماہی کے دوران میں ان کے لئے ایک خاص مقام پر مقرر کیا گیا ہے۔













محمدؐ سے محبت کرتے ہیں۔" اور قریش کے قائد عمرو بن مسعودؓ نے کہا کہ: "میں سمجھتا ہوں کہ تم نے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ رسول اللہؐ کے ساتھ محبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ میں نے کسی بادشاہ کو ایسی عزت سے نہیں دیکھا جس طرح محمدؐ کے ساتھ محمد بن عبد اللہؓ کو عزت کرتے ہیں۔" ۱۱

اس شخص سے ان علمائے مآخنین، مصلحین و مجددین زما و قلمین و بہرہ وافر علمائے جنہوں نے دین کی حقیقی روح کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا اور جن کے مقصد، شہدائینِ جنت کے لیے، تجدیدِ کائنات کا نام نہ تھا، نہ مبدع نہ مبدع تھا۔ اس پاک محبت کے بغیر جو شرعی احکام و آداب کے تابع اور سوا صحابہؓ کے اتباع و تقلید کے ساتھ ہوا سوا رسولِ نبی کامل و معجز و متوکل، جہاد و شریعت پر مستوا ہوئی، نفس کا مانتے و مدحیاسی اور عسروا نہ اور طبیعت کی آماجگاہ، گمراہی (مسلط و مہرہ) میں خدا اور رسول کی فرمانبرداری ممکن نہیں۔

نفسانی مرادیں کا مدافع بننا یہ نہیں کہ وہ اصول اخلاق کاٹا ڈال دے۔ یہ ہے محبت کی ایک نئی شکل۔ شک و شبہ کے چاقو سے نہ رنگ و رویش کو زخم و چھین میں اس طرح دوزخ بناتی ہے اور چنڈ بن جاتی ہے۔

شیراز گل میں جس صرست بادِ نعرِ گلای کا  
مستغرق ہو بھی نہ ہو۔ یہ وہ ہے عشق کی بدولت شمعِ حوالہ تھے۔ یہ ہے عشق  
یہ وہ ہے عشق اور وہی شکر ہو۔

[illegible]



انہی حقیقی کی آف اندھیر ہے  
ملکوں نہیں ملے گا قیامت

(۱) اس دین کی ایک خصوصیت اس کی ظاہریت پر ہے، یہ کہ یہ وہ دین ہے جس کا رعب  
ہو۔ بلکہ یہ وہ دین ہے جس کا رعب ہو۔ بلکہ یہ وہ دین ہے جس کا رعب ہو۔ بلکہ یہ وہ دین ہے جس کا رعب ہو۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا أَمْ لَا أَمَّا أَغْلَبُ ۚ وَذُنُوبُهُمْ وَأَبْغَاءُ الْعَوْنِ  
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا أَمْ لَا أَمَّا أَغْلَبُ ۚ وَذُنُوبُهُمْ وَأَبْغَاءُ الْعَوْنِ  
وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَبْعًا أَمْ لَا أَمَّا أَغْلَبُ ۚ وَذُنُوبُهُمْ وَأَبْغَاءُ الْعَوْنِ

اور قرآن نے عرصی میں سے مخالف عقائد کو بے اثر کر دینا اپنے کلام کی  
سہولتوں اور آسانیوں کی ایک طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس کی عبادت کی آسانیوں پر پوری توجہ دے گا

الْيَوْمَ اكْتَسَبْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَتَمَّتْ خَلْقُكُمْ بَعْسًا وَرَجَبًا  
لَكُمْ الْإِسْلَامُ دِينًا ۚ وَتَمَّتْ خَلْقُكُمْ بَعْسًا وَرَجَبًا ۚ

آج میں نے تم کو تمہارا دین عطا کر دیا اور تمہاری تخلیق تم پر پوری ہو گئی اور  
تمہارے لئے اسلام ہو گیا۔ اور تمہاری تخلیق تم پر پوری ہو گئی اور تمہارے لئے اسلام ہو گیا۔

یہ آیت عزت کے لئے ہے اور اس کے موقع پر اس نے وہ میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے  
اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔ اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔ اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔

اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔ اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔ اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔ اور میں نے اس کی تخلیق کر دی ہے۔

[illegible][illegible]

مذہبِ نبوت کے لئے اس نے اپنی ساری حالتیں اور قوتیں اس دھڑ سے منسوب کیں۔

مختصر رہنے سے اپنی خدا و صاحبِ توحید و عطا قوت کے استعمال کے لئے کائنات اور اس  
زمن پر توجہ دینے کی دعوت دینی تھی اور اس طرح فہمی انتشار و فنی نش و کش اور وحدت  
بہتری کے پورے پورے ہونے سے وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی۔

اس عقیدہ کی بنیاد پر یہ امت و فرقہ گم سازش کا مقابلہ کر سکی اور بین دوستانہ  
احد تک ایک دوسرے کی عزت و ایک دوسرے کی شرافت اور ملکی سرچشمہ و ریاست قلمی تشویش ہے۔  
جس سے اس کا اثر اور قوی ہو رہا ہے۔ اس کی بنیاد پر ہر زمانہ میں مسلمانوں میں  
توحیدیت اور اتحاد و برادری ہے۔ اس سے ذمہ دہری کا قوی احساس ابھرتا ہے اور  
حاشا کہ اس سے غمزدگی و نا اہلیت و انصاف کے قریب ہر مرد و عورت کی فہم و شعور  
اور بین خالص کی دعوت کا قیام پائیدار ہے۔ امت کو اب نے ہی سنے تھی کی دعوت کی  
ضرورت ہے۔ وہ نے ہی اپنے اور مسلمانوں کے ظہور کی جو انجیل کے کرم۔ کہ کام کو (جسے زمانہ  
بہمیں دو ٹوٹنے کی گئی تھی) کے اور انسانی اخلاق کا یہ اور ہدیہ اپنی تحریک کے  
لئے کسی پر اور دعوت یا شخصیت پر انکار کی ضرورت ہے جو عقل کے واسطے میں نہ آئے  
اور حقائق نگاہی۔ یہ بات کہ اور اس سے منہ پرستہ حاکم آزما و سیاسی اور فہم و  
شعور کے لئے توجہ دینا چاہیے۔ **فَبَلِّغْ مَن قُضِلَ اللہ عَلَیْہِ وَعَسَی السَّاس**  
**یُؤَلِّکُمُ التَّخَوُّفَ لَئَسَ لَا یَشْکُرُوْنَ**

(۸) اس آیت کی تفسیر یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اصل کیفیت و زندگی اور توحید کی  
لئے متوجہ رہے۔ اس کی آیت محفوظ اور وہ میں تھیں فہم و شعور کی حامل مسلمان  
نہیں اور جہالت اور اس انجیل کے اثرات کے زیرِ غور کی اور اس کی دانش کا شکار ہو چکے  
ہے محفوظ ہے جس میں بہت سے مذاہب و ملتیں اپنے تارن کے کسی دور میں اور  
جو ان مسیحیت یا اہل اللہ کی میں ہیں جو ان کے حق قرآن کا یہ ایجاز اور مطالبہ اللہ  
نے ہی نہیں ہے کہ اس نے قرآن مجید کی سب سے زیادہ پیروی کی جانے والی سادہ  
(فہم و شعور) میں یہ سادگی کو اہل فہم و شعور کے قریب۔ یہ فہم و شعور کی اس لفظ اور وصف  
کے (جو یہ وہ ہیں کہ وصف المعصوب علیہم سے مختلف ہے) کی تفسیر و تفسیر



اطباق بھی قدرۃً شامل ہو جاتا ہے۔ اور ایسی کتاب کی کیا قدر و قیمت اور منزلت ہو سکتی ہے، جو نہ صرف کلمہ فہم کے لحاظ سے چیتان اور عمل کے لحاظ سے معطل ہو، بلکہ وہ کہ جس کی زبان کو یقین تھا ”اذکا“ جس کا اقبالہ لفظ غفلتوں میں وسوسہ کیا گیا ہے۔ ہر شیخ آفاق اور متقی حافی رہتے ہیں، پھر ایسی چار کتابیں لیا گیا بلکہ فرمایا گیا ہے:

رَبِّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا قَبْلَانَهُ ۝ (سورہ صافات: ۱۷-۱۸)

(اس قرآن) کا جمع کرنا اور پڑھنا ہر عباد کے لیے واجب ہے، جب ہم حق پڑھا کر لیں تو ہم (اس کو) پھر اسی طرح پڑھیں گے (اس کے معنی) کا بیان بھی یہاں ہے۔

پھر دینِ یوں بھی قابلِ اتقان نہیں جس پر صرف چند محقق و متقین (جن کے درمیان ایسے وسیع اور کثیر۔ غار ہے ہیں، جن میں تاریکی اور ظلمت چھائی رہی) عمل کیا گیا ہے۔ وہ درخت جو ایک طویل اور پختہ سے بہتر موسم پالنے کے باوجود پھل نہ دے۔ قابلِ اعتبار و اعتماد نہیں ہو سکتا اور اس پر کسی اچھا کھل چھین باغیانہ دیکھا۔ ان کی قرآنی مثال صدوق نہیں آ سکتی۔ پھر یہ امت، صرف امت و موت اور اس کتاب آسمانی و پیغمبرِ انبی کے مخاطب ہی نہیں۔ وہ اس دین و پیغام کی حامل، اس کو دنیا میں پھیلانے اس کی تشریح و تفسیر کرنے، اس پر عمل کی دعوت دینے اور خود اس کا نمونہ بننے کی بھی ذمہ دار ہے۔ اس لیے اس کا فہم کتاب انہی ایک قوم کی فہم سے زیادہ زیادہ چاہئے جس کی طرف اس سببیت یہ ہے کہ اس کی زبان میں یہ کتاب درج ہے۔

(۹) آخری بات یہ ہے کہ انسان کو ایک مادی و فنی بلکہ زیادہ و شیع اور عقل و لفظ میں ایک مناسب درجہ اور متعین درجہ ضرورت، ضرورت (TEMPERATURE) کی ضرورت ہے، کیونکہ وہ ایک زندہ انسانی دین ہے۔ وہ کوئی عقلی و نظریاتی فائدہ نہیں جو صرف دماغ کے کسی غمان یا سبب خانہ کے کسی گوشہ میں موجود و محفوظ ہے۔ وہ ایک وقت متعین و ذیل، حیرت و اخلاق، جذبات و احساسات اور ذوق کے مجموعہ کا نام ہے۔ وہ انسان کو

نے مانچہ میں ڈالتا، زندہ کی موت دیکھ میں رہتا ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو صرف اللہ کی صفات سے یاد فرماتا ہے۔ صلیب ایک رنگ، اتریا زنی نشان اور چھاپ ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں زیادہ حساس (SENSITIVE) واقع ہوا ہے، اس کے متعین، معروف حدود ہیں جن سے کوئی مسلمان تجاوز نہیں کر سکتا۔ اسی دور میں مذہب میں رد و اکاذنہ واضح منہوش پایا جاتا ہے، اس کی وہ شہادت دینی ہے جو اسلامی شریعت اور انسانی تصور میں پائی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات حبیبہ اور شادوات و بدایات آپ کا اسلوب مبارک، سنت (مقائد و عبادات سے لے کر اخلاق، اعمال، اور احساسات و جذبات تک) دین کے لئے نمونہ تھا اور ماحول مہیا کرتے ہیں، جس میں دین کا پورا سرسبز اور بار آور ہوتا ہے۔ کیونکہ دین زندہ گی کے تمام شرائط و صفات (ممود حرکت، استراحت و فرحت، انحراف و تکرار، بیت، احسان، برتری و فقر) کا مجموعہ ہے، اس لئے وہ پنچہر کے جذبات و احساسات اور اس کی زندگی کے واقعات اور عملی مثالوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، ورنہ اس کا بہترین مجموعہ وحی صحیحہ اور محفوظ دھوان سنت نبوی ہے۔ دین ایک مثالی اور معیاری ماحول کی نظیر کے بغیر زندہ و شاداب نہیں رہ سکتا، اور یہ ماحول حدیث نبوی کے ذریعہ محفوظ ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن تعلیم کی خدمت کے ساتھ ساتھ حدیث قرآن کے صحیفہ حیات کی بھی حفاظت فرمائی۔ اس کی بدولت حیات طیبہ کی فیض رسانی اور حیات بخشش کا استدوار تسلسل اس وقت تک جاتی ہے۔ اسی کے نتیجہ میں علمائے امت معروف و منظر، سنت و بدعت اور اسلام و جاہلیت میں برائیوں میں فرق کرنے کے قابل ہوئے اور ان کی پاس بیویٹر (SARDMETER) (جو کا پیمانہ ملینے کا آلہ) رہا، جس سے وہ اپنے اور کے مسلمان معاشرہ کے اصل اسلامی مقصد و مقصد سے بعد و انحراف کی پیمائش کرتے رہے۔ امت کے اپنی محاسبہ کا عمل جاری اور اصل دین کی دعوت کے فریضہ کو ہر دور میں قائم اور باقی رکھ سکے، سنت و بداعت کے یہ مجموعے (جن میں صحاح ستہ، امتناز و معروف ہیں) اور روایتی کتب، دینی مصلحہ، تفسیر، جوامع و تہذیب، بیہوشی، اہم، کلمہ کی علامتی ہی، جہی سکھانے میں ہے۔



